Maktaba Tul Ishaat.com

خلاصة دروس البلاغة

ابن الحبیب الفائز حفظہ اللہ

آسان ومختصر تعبیر، کتاب میں موجود مسائل کی علل، محلِ استشہاد
کی وضاحت پر مشتمل دروس البلاغہ کا مختصر وعام فہم ملوّن خلاصہ
جس کے آخر میں بنین وبنات کے وفاقی سوالات بھی موجود ہیں

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat

تمام فنون کے کتب ہمارے ویب سائٹ اور پلے سٹور سے فری ڈاون لوڈ کریں۔ ہم روزانہ کی بنیاد پر اس میں مزید نئے کتب شامل کر رہے ہیں نئے شامل شدہ کتب لیے روزانہ ہمارے پلے سٹور اور ویب سائٹ کو باقاعدگی سے چیک کیا کریں۔

اپنی کتاب کو ہمارے ویب سائٹ پر شائع کرنے کے لیے رابطہ کریں

تفاسیر	خطبات	منطق
احایث	سیرت	معانی
فقہ	تاریخ	تصوف
سوانح حیات	صرف	تقابل ادیان
درس نظامی	نحو	تجوید
لغت	فلسفہ	نعت
فتاویٰ	حکمت	تراجم
اصلاحی	بلاغت	تبلیغ ودعوت
آڈیو دروس	مناظرے	تمام فنون

maktaba.tul.ishaatofficial@gmail.com

Maktaba Tul Ishaat.com
Raqam - 150
Date: 18-1-24

آسان ومختصر تعبیر، کتاب میں موجود مسائل کی علل، محلِ استشہاد کی وضاحت پر مشتمل دروس البلاغہ کا مختصر وعام فہم ملوّن خلاصہ جس کے آخر میں بنین وبنات کے وفاقی سوالات بھی درج ہیں

خُلاصَة دُرُوسُ البَلَاغَة

مؤلف
اِبنُ الحبیب فائز

مکتبہ حمادیہ
نزد الشیخ ہوٹل ٹھیڑھی خیر پور میرس۔
دینی کتب بذریعہ ... بھی منگوا سکتے ہیں
0300-3007... -3007917

المنہل پبلشرز
بلاک A-1، گلستانِ جوہر، یونیورسٹی روڈ، کراچی
0321-3135009|0321-2000870
www.almanhalpublisher.com
almanhalpublisher@gmail.com

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

خلاصة دروس البلاغة

سن اشاعت ١٤٤١ ھ 2021ء

مؤلف
ابن الحبیب فائز

المنهل
0321-3135009 0321-3000870
www.almanhalpublisher.com
almanhalpublisher@gmail.com

ادارۃ النور
021-34914596, 0324-2855000
idaratunnoor@gmail.com

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

فہرست مضامین

پیشِ لفظ	4
علمِ معانی	11
پہلا باب: خبر وانشاء کے متعلق	11
دوسرا باب: ذکر وحذف کے بیان میں	25
تیسرا باب: تقدیم وتاخیر کے بیان میں	30
چوتھا باب: تعریف وتنکیر کے بیان میں	33
پانچواں باب: اطلاق اور تقیید کے بیان میں	41
چھٹا باب: قصر کے بیان میں	48
ساتواں باب: وصل اور فصل کا بیان	50
آٹھواں باب: ایجاز، اطناب اور مساوات کا بیان	54
علم البیان	68
مجاز کی بحث	76
کنایہ کی بحث	83
علم البدیع	86
محسناتِ لفظیہ	97
خاتمہ	104
وفاقی سوالات دروس البلاغۃ برائے بنین	111
وفاقی سوالات دروس البلاغۃ برائے بنات	116

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

پیش لفظ

علمِ معانی، بیان اور بدیع کی مختلف اصطلاحات کا استعمال انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ علوم وفنون سے ناواقف خالص ان پڑھ لوگ بھی اپنی روز مرہ کی گفتگو میں کلام کو مختلف انداز میں پیش کرتے ہیں اور استعارات، مجازات، تعریضات وغیرہ کو بلا تکلف کلام میں استعمال کرتے ہیں۔ البتہ باقاعدہ ان فنون کو پڑھنے کے بعد اس فطری صلاحیت میں مزید نکھار آجاتا ہے، اور کلام کا حسن بڑھ جاتا ہے۔

عربی زبان کو جہاں واضح اور وسیع ہونے کی خصوصیت حاصل ہے، وہیں یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ انسانیت کی راہ نمائی کے لیے نازل ہونے والی آخری کتاب قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی زبانِ اقدس سے جاری ہونے والی اس کی تشریح وتفسیر اسی زبان میں ہے۔ جب عام لوگ فصاحت وبلاغت سے پر کلام کو قابلِ افتخار جانتے ہیں تو اللہ جلَّ شانہ کی نازل کردہ اس کتاب کا کیا حال ہوگا جس نے فصاحت وبلاغت پر فخر کرنے اور اپنے علاوہ دیگر لوگوں کو عجمی (گونگا) کا لقب دینے والوں کو جب یہ چیلنج کیا کہ اس کتاب کی ایک سورت کی طرح کوئی سورت بنا کر دکھاؤ تو فصاحت وبلاغت کے اعلی پیمانے پر فائز لوگ بھی عاجز آگئے۔

اگر چہ سرچشمہ ہدایت قرآن وحدیث کے مقاصد ومضامین سے واقفیت کے لیے معمولی تدبر کافی ہے کہ کتنے ہی غیر مسلم محض قرآن کا ترجمہ پڑھنے کے بعد ہدایت سے سرفراز ہوجاتے ہیں، لیکن ان کے مضامین سے کما حقہ واقفیت، ان میں موجود اسرار ورموز پر مطلع ہونے کے لیے علمِ معانی، بیان اور بدیع سے اچھی طرح واقفیت ضروری ہے۔ اسی بنا پر مدارس دینیہ میں ان فنون کو بھی پڑھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

مختصر و مرتب ہونے کی وجہ سے ''دروس البلاغۃ'' کو درسِ نظامی میں شامل ہونے کا اعزاز ملا۔ اگرچہ کتاب کا اندازِ بیان سہل، واضح اور علمی موشگافیوں سے پاک ہے، تاہم اسے سہل تر اور اوضح بنانے کی غرض سے زیرِ نظر خلاصہ مرتب کیا گیا جس میں آسان و مختصر تعبیر میں کتاب میں موجود مسائل کی علل، محلِّ استشہاد کی وضاحت کے ساتھ اشعار پر اعراب لگانے کا بھی اہتمام کیا گیا اور آخر میں وفاق المدارس العربیہ کے امتحانات میں آنے والے سوالات کو بھی درج کیا گیا۔

اللہ جلَّ شانہ سے دعا ہے کہ اصل کتاب کی طرح اس خلاصے کو بھی اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے اسے مؤلف، اس کے والدین واساتذہ، اہلِ خانہ اور جملہ محبین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین۔

ابن الحبیب الفائز

۸/۳/۱۴۴۲ھ

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصاحت کی لغوی واصطلاحی تعریف: ''ف ص ح'' کے مادے میں بیان اور ظہور کا معنی پایا جاتا ہے، جیسے: أَفْصَحَ الصَّبِيُّ فِي مَنْطِقِهِ۔[1] بچے نے اپنی بات واضح کی۔ فَصَحَ الأَعْجَمِيُّ.[2]

فصاحت کی اصطلاحی تعریف: اصطلاحاً فصاحت کا اطلاق کلمہ، کلام اور متکلم تینوں پر ہوتا ہے۔ یعنی فصیح کلمہ، فصیح کلام، فصیح متکلم۔

فصاحتِ کلمہ: فصیح کلمہ اسے کہتے ہیں جس میں ۱- تنافرِ حروف، ۲- قیاسِ لغوی کی مخالفت، ۳- اور غرابت نہ ہو۔

تنافرِ حروف: یعنی کلمہ میں موجود حروف میں اس طرح ثقل اور بوجھ ہو[3] کہ کلمہ زبان پر روانی کے ساتھ نہ چڑھ سکے، جیسے کھردری جگہ کے لیے خَشِنٌ کے بجائے ظَشٌّ، اونٹوں کی گھاس کے لیے هُعْخُعٌ، صاف وشفاف میٹھے پانی کے لیے نُقَاخٌ، بٹی ہوئی چیز کے لیے لفظِ مُسْتَشْزِرٌ استعمال کیا جائے۔

مخالفتِ قیاس: یعنی قیاسِ لغوی کی مخالفت، مثلاً کلمے کا صرفی قانون کے خلاف ہونا، جیسے متنبی کے شعر:

فَإِنْ يَكُ بَعْضُ النَّاسِ سَيْفًا لِدَوْلَةٍ فَفِي النَّاسِ بُوْقَاتٌ لَهَا وَطَبُوْلُ[4]

میں لفظِ بُوْقَاتٌ میں صرفی قانون کی مخالفت ہے کہ قیاس کے مطابق بُوْقٌ کی جمع

---

[1] جب بچہ باتیں شروع کرتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کی زبان رواں ہو جاتی ہے تو یہ جملہ بولا جاتا ہے۔
[2] یہ جملہ اس وقت بولا جاتا ہے جب غیر عربی شخص صاف عربی زبان بولنے لگے اور غلطی نہ کرے۔
[3] یہ ثقل وبوجھ قربِ مخارج کی وجہ سے ہو یا اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے۔
[4] ''اگر کوئی شخص حکومت کے لیے تلوار ہے تو بعض لوگ اس کے لیے بگل اور ڈھول ہیں۔''

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

قلت أَبْوَاقٌ اور جمع کثرت بوائق ہے۔

اسی طرح عجاج کے شعر:

إن بَنِيَّ لَلِئَامٌ زَهْدَه مَا لِي فِي صُدُوْرِهِم مِنْ مَوْدَدَه[1]

میں لفظ مَوْدَدَة خلاف قانون ہے؛ کیوں کہ اصل قانون کے مطابق اسے ادغام کے ساتھ مودَّة ہونا چاہیے۔

غرابت: سے مراد کلمہ کا معنی ظاہر اور واضح نہ ہونا ہے، جیسے: تَكَأْكَأَ بمعنی جمع ہونا، اِفْرَنقعَ بمعنی پلٹنا، پھرنا،[2] اِطْلَخَمَّ بمعنی سخت ہونا۔

فصاحتِ کلام: فصیح کلام اسے کہتے ہیں: جس کے سب کلمات فصیح ہوں اور پورا کلام ۱-تنافرِ کلمات، ۲-ضعف تالیف، ۳-اور تعقیدِ لفظی و معنوی سے خالی ہو۔

تنافرِ کلمات: چند کلمات کے جمع ہونے سے کلام میں ایسا ثقل اور بوجھ ہو کہ کلام زبان پر ثقیل ہو جائے، جیسے: فِي رَفْعِ عَرْشِ الشَّرْعِ مِثْلُكَ يَشْرَعُ[3] اور:

وَقَبْرُ حَرْبٍ بِمَكَانٍ قَفْرٍ وَلَيْسَ قُرْبَ قَبْرِ حَرْبٍ قَبْرُ[4]

اسی طرح:

كَرِيْمٌ مَتَى أَمْدَحْهُ أَمْدَحْهُ وَالوَرَى مَعِي وَ إِذَا مَا لُمْتُهُ لُمْتُهُ وَحْدِيْ[5]

اگرچہ ان اشعار کے کلمات بذاتِ خود فصیح ہیں، لیکن اس ترتیب وترکیب کے ساتھ

---

[1] "یقیناً میرے بیٹے کمینے اور بخیل ہیں، ان کے دلوں میں میرے لیے کوئی محبت نہیں۔"

[2] عیسیٰ بن عمر نحوی گدھے سے گر گئے اور لوگوں کا ہجوم جمع ہوا تو کہنے لگے: ما لكم تَكَأْكَأْتُم عَلَيَّ كَتَكَأْكُئِكُم عَلَى ذِي جِنَّةٍ افْرَنقِعُوا عَنِّي تمہیں کیا ہوا کہ مجھ پر اس طرح جمع ہو جس طرح کسی مجنون پر جمع ہوتے ہو۔ مجھ سے دور ہو جاؤ۔

[3] شریعت کی عزت اور سربلندی آپ جیسا شخص ہی کرتا ہے۔

[4] "حرب کی قبر ایک بیابان جگہ میں ہے اور حرب کی قبر کے پاس کوئی اور قبر بھی نہیں۔"

[5] "وہ ایسا کریم ہے کہ جب میں اس کی مدح کرتا ہوں تو اس حال میں مدح کرتا ہوں کہ لوگ بھی میرے ساتھ ہوتے ہیں اور جب میں اس کی مذمت کرتا ہوں تو اکیلا رہ جاتا ہوں۔"

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

آنے کی وجہ سے یہ کلام فصاحت سے نکل گیا اور ان میں موجود ثقل ظاہر ہے۔

ضُعفِ تالیف: کلام کی ترتیب مشہور نحوی قانون کے خلاف ہو، مثلاً لفظاً و رتبتاً اضمار قبل الذکر ہو، جیسے:

جَزَى بَنُوْهُ أَبَا الغَيْلَانِ عَنْ كِبَرٍ وَحُسْنِ فِعْلٍ كَمَا جُوْزِيَ سِنِمَّارُ[1]

لفظاً اضمار قبل الذکر واضح ہے کہ بنوہ کی ضمیر کا مرجع: أبا الغیلان ہے جو بعد میں ہے، اور رتبتاً اس طرح کہ ضمیر فاعل کا جز ہے اور فاعل رتبتاً مفعول سے مقدّم ہوتا ہے۔

تعقید: کلام کی معنی مرادی پر دلالت پوشیدہ اور خفی ہو۔ معنی مرادی پر دلالت کی پوشیدگی اور خفا کبھی لفظ اور کبھی معنی کی وجہ سے ہوتی ہے؛ اس لیے تعقید کی دو قسمیں ہیں:

۱۔تعقیدِ لفظی، ۲۔تعقیدِ معنوی۔

تعقیدِ لفظی: تقدیم و تاخیر یا مبتدا و خبر، موصوف صفت، حال ذوالحال میں فاصلے کی وجہ سے کلام کا معنی سمجھنا مشکل ہو جائے، جیسے متنبی کا شعر ہے:

جَفَخَتْ وَهُمْ لَا يَجْفَخُوْنَ بِهَا بِهِمْ شِيَمٌ عَلَى الحَسَبِ الأَغَرِّ دَلَائِلُ[2]

تعقیدِ معنوی: مجازاتِ کثیرہ یا کنایاتِ بعیدہ کی وجہ سے مرادی معنی سمجھنا مشکل ہو، جیسے: نَشَرَ المَلِكُ أَلْسِنَتَهُ فِي المَدِيْنَةِ. بادشاہ نے شہر میں اپنی زبانیں (جاسوس) پھیلا دیئے۔[3] اسی طرح:

---

[1] "ابوالغیلان کے بیٹوں نے اسے بڑھاپے اور اچھے فعل کا اس طرح بدلہ دیا جس طرح سنمار معمار کو دیا گیا۔" سنمار ایک معمار تھا جس نے حیرہ کے بادشاہ نعمان کے لیے ایک انتہائی خوب صورت محل تعمیر کیا تھا۔ جب محل تیار ہوا تو بادشاہ نے اس خوف سے کہ کہیں یہ اس طرح محل کسی اور کے لیے بھی نہ بنا دے جس کی وجہ سے میرا امتیاز ختم ہو جائے، اس نے اس معمار کو اس محل سے گرا کر قتل کروا دیا۔

[2] أي: جَفَخَتْ بِهِم شِيَمٌ هِيَ دَلَائِلُ عَلَى حَسَبِهِمُ الظَّاهِرِ. "میرے ممدوح کے اخلاق نے ان پر فخر کیا، جو اس کے اعلیٰ حسب و نسب پر دلیل ہیں، حالانکہ وہ لوگ ان اخلاق پر فخر نہیں کرتے۔" فعل جَفَخَتْ اور اس کے متعلق بِهِمْ اور فاعل شِيَمٌ کے درمیان فاصلہ، نیز شِيَمٌ موصوف اور دلائل صفت کے درمیان فاصلہ تعقید کا سبب ہے۔

[3] چونکہ جاسوسی میں عین کا دخل ہوتا ہے تو نَشَرَ عُيُوْنَه ہونا چاہیے جو کنایہ قریبہ ہے، لیکن اس کے بجائے أَلْسنة =

Maktaba Tul Ishaat.com

سَأَطْلُبُ بُعْدَ الدَّارِ عَنْكُمْ لِتَقْرَبُوْا
وَتَسْكُبُ عَيْنَايَ الدُّمُوْعَ لِتَجْمُدَا [1]

''جمودِ عین'' سے غم مراد لینا کنایہ قریبہ ہے کہ روتے روتے آنسو ختم اور آنکھیں خشک ہوجائیں، لیکن خوشی کی طرف ذہن نہیں جاتا کہ آنکھوں کا خشک ہونا وصل کی بنا پر ہو؛ اس لیے کنایہ بعیدہ مراد لینے کی وجہ سے اس شعر میں تعقیدِ معنوی ہے۔

فصاحتِ متکلم: اس کا مطلب ایسی پختہ استعداد و ملکہ ہے جس کی وجہ سے متکلم اپنے ہر مقصد کو فصیح الفاظ سے ادا کر سکے۔

بلاغت: لغت میں وصول یعنی پہنچنے اور انتہا کو کہتے ہیں، جیسے: بَلَغَ فُلَانٌ مُرَادَه. فلاں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ بَلَغَ الرُّكْبُ الْمَدِيْنَةَ. قافلہ شہر پہنچ گیا یعنی وہاں جا کر رک گیا۔ اور اصطلاحی معنی کے اعتبار سے بلاغت، کلام اور متکلم دونوں کی صفت بنتی ہے۔

بلاغتِ کلام: کلام مقتضائے حال کے مطابق [2] اور فصیح ہو۔

حال: یعنی موقع محل سے مراد ایسا امر ہے جو متکلم کو اس بات پر ابھارے کہ وہ اپنے کلام کو ایک خاص صورت میں پیش کرے۔ اسے مقام بھی کہتے ہیں۔

مقتضا: اس خاص صورت کو کہا جاتا ہے جس کے مطابق کلام پیش کیا جائے۔ اسے ''اعتبارِ مناسب'' بھی کہتے ہیں۔ مثلاً ''مقامِ مدح'' طوالتِ کلام کا تقاضا کرتا ہے کہ ممدوح کی تعریف زیادہ کی جائے۔ اسی طرح ''مخاطب کی ذکاوت'' کلام کو مختصر لانے کا تقاضا کرتی کہ وہ اشارات سے بھی سمجھ جاتا ہے تو ''مدح و ذکاوت'' حالات ہیں، ''طوالت واختصار'' مقتضا ہیں۔ پہلی صورت میں کلام کو طوالت کے ساتھ لانا اور دوسری صورت میں

= کہنا کنایہ بعیدہ ہے کہ عین کے ذریعے حالات کا جائزہ لے کر زبان سے انہیں بیان کیا جائے۔

① ''میں عن قریب تم سے دوری چاہوں گا تا کہ تم قریب ہوجاؤ اور میری آنکھیں آنسو بہائیں گی تا کہ خوش ہوجائیں۔''

② مثلاً کتاب میں درج مثال سمجھانے سے پہلے کوئی خارجی مثال سمجھانا مقتضائے حال کے مطابق ہے، اور تعزیت کے موقع پر افسوس اور اجر و ثواب کی فضیلت کے علاوہ دوسرے معاملات پر بیان کرنا اگرچہ فصیح الفاظ سے ہو کلام بلیغ نہیں۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

اختصار کے ساتھ لانا مقتضائے حال کی مطابقت ہے۔

بلاغتِ متکلم: ایسی پختہ استعداد وملکہ جس کی وجہ سے متکلم اپنے ہر مقصد کو بلیغ کلام سے ادا کر سکے۔

تنافر، مخالفتِ قیاس، ضعفِ تالیف، تعقید وغیرہ پہچاننے کا طریقہ: واضح رہے کہ ''تنافرِ حروف وتنافرِ کلمات'' کی معرفت ذوقِ سلیم سے، مخالفتِ قیاس کا علم، علم الصرف سے، ضعفِ تالیف اور تعقیدِ لفظی کی پہچان علمِ نحو سے، غرابت کا پتہ علمِ لغت یعنی کلام عرب سے کثرت واقفیت اور ممارست سے، تعقیدِ معنوی کی معرفت علمِ بیان سے، احوال اور مقتضائے احوال کا علم، علمِ معانی سے ہوتا ہے۔ اور فصاحت وبلاغت کے بعد کلام میں مزید لفظی ومعنوی حسن پیدا کرنے کے لیے علمِ بدیع کی ضرورت ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ فصیح وبلیغ بننے کے لیے: ۱-لغت عربی، ۲-علم النحو، ۳-علم الصرف، ۴-علم المعانی، ۵-علم البیان، اور ٦-ذوق سلیم کے ساتھ کلام عرب سے کثرتِ ممارست ضروری ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

علمِ معانی

''علمِ معانی'' ایسا علم ہے جس میں عربی الفاظ کے ان احوال کا ذکر ہوتا ہے جن کی وجہ سے الفاظ مقتضائے حال کے مطابق ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ احوال مختلف ہیں؛ اس لیے کلام کو بھی مختلف صورتوں میں پیش کیا جاتا ہے۔ مثلاً خیر وشر دونوں کا خالق اللہ جلّ شانہ ہے۔ اگر کسی جگہ دونوں کی نسبت اللہ جلّ شانہ کی طرف کرنی پڑ جائے تو خیر کی نسبت صراحتاً اللہ جلّ شانہ کی طرف کی جائے گی؛ جب کہ شر کی نسبت صراحتاً نہیں کی جائے گی، جیسے جنات کے قول: ﴿وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا﴾ [الجن: 10] میں خیر کی نسبت صراحتاً اللہ جلّ شانہ کی طرف کی گئی، جب کہ شر کی نسبت میں فاعل کو حذف کیا گیا۔ اس طرح کرنا مقتضائے حال کے عین مطابق ہے۔ ایسے احوال کا علم، علمِ معانی سے ہوتا ہے۔

علمِ معانی سے متعلق ابحاث آٹھ ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہیں۔

پہلا باب: خبر وانشاء کے متعلق

کلام کی دو قسمیں ہیں: ۱-خبر، ۲-انشاء۔

خبر: وہ کلام جس کے کہنے والے کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ وہ اس خبر میں سچا یا جھوٹا ہے، جیسے: سَافَرَ مُحَمَّدٌ، عَلِيٌّ مُقِيْمٌ۔[1]

انشاء: وہ کلام ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے،[2] جیسے: سَافِرْ یَا

---

① خبر کے سچا ہونے کا مطلب اس کا واقع کے مطابق ہونا اور جھوٹا ہونے کا مطلب واقع کے مطابق نہ ہونا ہے؛ لہٰذا اگر واقعتاً اور خارج میں محمد نے سفر کیا ہو اور علی مقیم ہو تو یہ خبر سچی کہلائے گی۔ بصورت دیگر خبر جھوٹی ہوگی۔ پہلی صورت میں کہنے والا سچا کہلائے گا اور دوسری صورت میں جھوٹا قرار دیا جائے گا۔

② انشاء میں قائل کو سچا یا جھوٹا اس لیے نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں بات کرتے وقت فعل کا وقوع اور تحقق ہی نہیں ہوتا کہ =

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

مُحَمَّدُ، قُمْ يَا عَلِيُّ.

اجزائے جملہ: ہر جملہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے: ۱-محکوم علیہ، ۲-محکوم بہ۔ پہلے کو مسند الیہ کہتے ہیں جو فاعل، نائب فاعل اور مبتدا کی قسم اول کی صورت میں ہوتا ہے۔ دوسرے حصے کو مسند کہتے ہیں جو فعل یا مبتدا کی قسم دوم کی صورت میں ہوتا ہے۔ ①

خبر کی تفصیل: خبر② جملہ فعلیہ یا جملہ اسمیہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ ③

جملہ فعلیہ کا مقصد: جملہ فعلیہ اختصار کے ساتھ مخصوص زمانے میں وقوع اور حدوث④ پر دلالت کرتا ہے، جیسے: قَامَ زَيْدٌ. البتہ اگر کوئی قرینہ پایا جائے تو فعل مضارع کی صورت میں استمرار اور تجدد پر بھی دلالت کرتا ہے، جیسے طریف شاعر کا شعر ہے:

أَوَ كُلَّمَا وَرَدَتْ عُكَاظَ قَبِيْلَةٌ
بَعَثُوْا إِلَيَّ عَرِيْفَهُمْ يَتَوَسَّمُ ⑤

جملہ اسمیہ کا مقصد: جملہ اسمیہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مسند، مسند الیہ کے لیے ثابت ہے، جیسے: اَلشَّمْسُ مُضِيْئَةٌ. البتہ قرائنِ خارجیہ کی وجہ سے استمرار پر بھی دلالت کرتا ہے، بشرطیکہ خبر فعل نہ ہو، جیسے: اَلعِلْمُ نَافِعٌ. علم کا نافع ہونا وقتی اور عارضی نہیں، بلکہ

= دیکھا جائے کہ وہ واقع کے مطابق ہے یا نہیں؟

① مبتدا کی قسم اول اس مبتدا کو کہتے ہیں جس کی خبر ہو، جیسے: زَيْدٌ عَالِمٌ. اور قسم ثانی سے مراد وہ مبتدا ہے جو حرف نفی یا استفہام کے بعد صفت کی صورت میں ہو اور اسم ظاہر کو رفع دے، جیسے: أَقَائِمٌ الزَّيْدَانِ، مَا قَائِمٌ الزَّيْدُوْنَ.

② خبر سے جملہ اسمیہ کا جز ثانی مراد نہیں، بلکہ مسند و مسند الیہ پر مشتمل جملہ مراد ہے۔

③ اگر جملے کا آغاز فعل سے ہو تو اسے جملہ فعلیہ کہتے ہیں۔ اسم سے آغاز کی صورت میں وہ جملہ اسمیہ کہلاتا ہے۔ جملہ فعلیہ، جیسے: قَامَ زَيْدٌ، جملہ اسمیہ، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ.

④ اختصار اس طرح کہ قَامَ زَيْدٌ، زَيْدٌ قَائِمٌ أَمْسِ وغیرہ کی بہ نسبت مختصر ہے کہ جملہ فعلیہ میں حدوث یعنی فعل پر دلالت کے ساتھ ماضی، حال یا استقبال کا معنی بھی پایا جاتا ہے۔

⑤ "جب بھی عکاظ (بازار) میں کوئی قبیلہ آتا ہے تو وہ اپنے نمائندے کو میرے پاس بھیجتے ہیں جو مجھے دیکھتا اور جاننے کی کوشش کرتا ہے۔" محلِ استشہاد يَتَوَسَّمُ فعل مضارع ہے جو تجدد اور استمرار پر دلالت کر رہا ہے اور تجدد کا قرینہ یہ ہے کہ بازار میں کسی کی تلاش کے لیے بار بار نظر دوڑانی پڑتی ہے۔

CS CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

اس میں استمرار ہے۔

فائدہ خبر ولازم فائدہ خبر: خبر دینے کا اصل مقصد یہ ہے کہ مخاطب کو کوئی حکم یا بات بتا کر اس کی جہالت دور کی جائے، مثلاً اسے امیر کے آنے کا علم نہیں تو اس سے کہا جائے: حَضَرَ الأَمِيْرُ. اسے ''فائدہ خبر'' کہتے ہیں۔ اگر یہ بتانا مقصود ہو کہ مجھے بھی یہ بات معلوم ہو چکی تو اسے ''لازم فائدہ خبر'' کہا جاتا ہے، جیسے کہا جائے: أَنتَ حَضَرْتَ أَمْسِ.①

خبر کی دیگر اغراض: کبھی خبر کا مقصد ان دو اغراض کے علاوہ درج ذیل اغراض میں سے کوئی غرض ہوتی ہے:

۱- رحم طلب کرنا، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے: ﴿رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ﴾ [القصص: 24].

۲- ضعف کا اظہار، جیسے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا ہے: ﴿رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ﴾ [مریم: 4].

۳- حسرت کا اظہار، جیسے حضرت عمران کی اہلیہ کے قول میں ہے: ﴿رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى﴾ [آل عمران: 36].②

۴- خوشی کی آمد اور برائی کے ٹلنے پر اظہار سرور،③ جیسے: ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ [بنی اسرائیل: 18].

۵- اپنی خوشی کا اظہار، جیسے کسی کو آپ کی کامیابی کا علم ہو اور آپ اس سے کہیں:

---

① اس کلام سے متکلم نے مخاطب کی کوئی جہالت دور نہیں کی، بلکہ یہ بات مخاطب کے علم میں ہے، البتہ متکلم نے اسے اپنی واقفیت بتائی کہ یہ بات مجھے بھی معلوم ہے۔

② چونکہ اللہ جل شانہ عالم الغیب ہے، لہٰذا ان آیات میں فائدۃ الخبر ممکن نہیں۔ اسی طرح لازم فائدہ خبر بھی نہیں ہو سکتا کہ اپنا علم جتلایا جا رہا ہو، بلکہ علی سبیل لف نشر مرتب اپنی احتیاج کو ظاہر کر کے طلب رحمت، اپنی کمزوری اور ضعف کا اظہار اور نذر پوری نہ ہونے پر حسرت اور افسوس کا اظہار مقصود ہے کہ حضرت عمران کی اہلیہ نے بیٹا پیدا ہونے پر اسے وقف فی سبیل اللہ کرنے کی نذر مانی تھی، لیکن لڑکی پیدا ہوئی تو نذر پوری نہ ہونے پر حسرت اور افسوس کا اظہار کیا۔

③ حق یعنی اسلام کے غالب ہونے اور باطل یعنی کفر کے بھاگ جانے پر خوشی کا اظہار ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

أَخَذْتُ جَائِزَةَ التَّقَدُّمِ.

٦- زجر اور ڈانٹ کے لیے، جیسے روشنی کے باوجود پھسلنے والے سے کہا جائے: الشَّمْسُ طَالِعَةٌ. یہاں ڈانٹا مقصود ہے خبر دینا مقصود نہیں۔

خبر کی اقسام: مخاطب کی کیفیت کے اعتبار سے خبر کی تین قسمیں ہیں: ۱- سادی وابتدائی خبر، ۲- طلبی خبر، یعنی ایک تاکید سے مؤکد، ۳- انکاری، یعنی ایک سے زائد تاکیدات سے مؤکد؛[1] لہٰذا اگر خبر دینے سے مخبر کا مقصد مخاطب کو کسی بات کی اطلاع دینی ہو تو اسی قدر الفاظ استعمال کیے جائیں جن کی ضرورت ہو،[2] چنانچہ:

۱- اگر مخاطب خالی الذہن ہو تو تاکید کے بغیر سادی خبر دینی چاہیے، جیسے: أَخُوْكَ قَادِمٌ. ۲- شک میں مبتلا اور حقیقتِ حال کے طالب کو خبر دی جائے تو تاکید لانا بہتر ہے، جیسے: إِنَّ أَخَاكَ قَادِمٌ. ۳- مخاطب خبر کا منکر ہو تو انکار کی خفّت وشدّت کے اعتبار سے ایک سے زائد تاکیدات لانی چاہئیں، جیسے: إِنَّ أَخاكَ لَقَادِمٌ، واللہ إِنَّه لَقَادِمٌ.

جملہ انشائیہ کی بحث: جملہ انشائیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱- طلبی، ۲- غیر طلبی۔

انشائے طلبی: اس کلام کو کہتے ہیں جس کے ذریعے متکلم ایسے مطلوب کو حاصل کرے جو طلب کے وقت حاصل نہ ہو۔

انشائے غیر طلبی: وہ کلام جو انشاء پر دلالت تو کرے، لیکن اس کا مقصد کسی چیز کی طلب نہ ہو۔

انشائے طلبی کی پانچ قسمیں ہیں: ۱- امر، ۲- نہی، ۳- استفہام، ۴- تمنی، ۵- ترجی۔

---

[1] تاکید کے لیے إنَّ، أنَّ، لام ابتداء؛ حروفِ تنبیہ: ألا، أمَا، ھا؛ حرفِ قسم، نون ثقیلہ وخفیفہ، حروفِ زائدہ، تکرارِ لفظ، قد اور إنّما شرطیہ وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔

[2] کیوں کہ کلام کا طوالت سے خالی اور مقصد کی ادائیگی تک محدود ہونا اصل ہے، لہٰذا خالی الذہن شخص کے سامنے تاکیدات پیش کرنا لغو ہے۔

CS CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

امر: اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے کوئی فعل طلب کرنے کو کہتے ہیں۔[1] امر کے چار صیغے ہیں:

۱- امر حاضر معروف، جیسے: ﴿خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ﴾ [مريم: 12].

۲- امر غائب معروف، جیسے: ﴿لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ﴾ [الطلاق: 7].

۳- اسم فعل بمعنی امر، جیسے: حَيَّ عَلَى الفَلَاحِ.

۴- مصدر قائم مقام امر، جیسے: سَعْيًا في الخير، أي: اِسْعَ فيه.

امر کے مجازی معانی: قرائن اور سیاق وسباق کی وجہ سے کبھی امر اپنے اصلی معنی طلبِ فعل کے علاوہ درجِ ذیل مقاصد کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے:

۱- دعا، جیسے: ﴿رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ﴾ [النمل: 19].[2]

۲- التماس، جیسے اپنے برابر والے سے کہنا: أعطِني الكِتَابَ.[3]

۳- تمنا کے اظہار کے لیے، جیسے:

أَلَا أَيُّهَا اللَّيْلُ الطَّوِيلُ أَلَا انْجَلِي بِصُبْحٍ وَمَا الإِصْبَاحُ مِنْكَ بِأَمْثَلِ[4]

۴- ارشاد، یعنی بھلائی اور خیر خواہی کے لیے، جیسے: ﴿اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ﴾ [البقرة: 282].[5]

۵- تہدید، جیسے: ﴿اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ﴾ [فصلت: 40].[6]

---

① خواہ قائل حقیقت میں بڑا اور صاحبِ مرتبہ ہو یا حقیقت میں اس کے خلاف ہو۔

② دعا کا قرینہ یہ ہے کہ طلب فعل اللہ جلّ شانہ سے ہے اور نبی کا اپنے رب سے کوئی چیز طلب کرنا دعا کے طور پر ہوتا ہے۔

③ متکلم ومخاطب میں برابری اس بات کا قرینہ ہے کہ کلام علی سبیل الاستعلاء نہیں؛ اس لیے اسے التماس پر محمول کیا۔

④ "اے فراق کی لمبی رات! صبح بن کر روشن ہو جا، لیکن افسوس صبح بھی تجھ سے بہتر نہیں۔" محل استشهاد انْجَلِي امر ہے۔ چونکہ رات غیر ذوی العقول ہے جس سے طلب فعل ممکن ہی نہیں؛ اس لیے امر مجازاً تمنا کے معنی میں ہے۔

⑤ چونکہ تحریری معاہدے اور گواہوں کے بغیر بھی معاملات درست ہیں؛ اس لیے فاکتبوہ اور ولیکتب کا حکم بھلائی اور خیر خواہی کے لیے ہے، وجوب کے لیے نہیں۔

⑥ بقرینہ ﴿اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ یہ امر تہدید کے لیے ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

۶- تعجیز، یعنی کسی کام کا دعویٰ کرنے والے کو عاجز ثابت کرنے کے لیے، جیسے:

يَا لَبَكْرُ أَنْشِرُوْا لِي كُلَيْبًا يَا لَبَكْرُ أَيْنَ الفِرَارُ ①

۷- اہانت، جیسے: ﴿كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا﴾ [الإسراء: 50] ②

۸- اباحت، یعنی کسی کام کی اجازت دینے کے لیے، جیسے: ﴿كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا﴾ [البقرة: 60].

۹- امتنان، یعنی احسان جتلانے کے لیے، جیسے: ﴿كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ﴾ [الأنعام: 142]. ③

۱۰- تخییر، یعنی دو چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی اجازت کے لیے، جیسے: خُذْ هذا أو ذَاكَ. ④

۱۱- تسویہ، یعنی دو چیزوں میں مساوات و برابری بتانے کے لیے، جیسے: ﴿فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا﴾ [الطور: 16].

۱۲- اکرام و تعظیم کے لیے، جیسے: ﴿اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ۝﴾ [الحجر: 46]. میں بقرینہ آمنین امر اکرام کے لیے ہے۔

نہی: انشائے طلبی کی دوسری قسم نہی ہے۔ نہی اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے کسی کو کسی کام سے روکنے کو کہتے ہیں۔ نہی کا ایک ہی صیغہ ہے، یعنی وہ فعل مضارع جس پر لائے نہی داخل ہو، جیسے: ﴿وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا﴾ [الأعراف: 56].

---

① "اے بنو بکر! میرے لیے کلیب کو زندہ کر دو۔ اے بنو بکر! اب کہاں کہاں بھاگنا ہے۔" انشروا فعل امر کا مقصد بنو بکر کو عاجز دکھلانا ہے؛ کیوں کہ وہ مردے کو زندہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔

② یہ امر اہانت و تحقیر کے لیے ہے؛ کیوں کہ کفار کے اختیار میں لوہا یا پتھر بن جانا نہیں۔

③ اکل و شرب کو لازم کرنا مقصود نہیں، بلکہ یہ جتلانا مقصود ہے کہ یہ چیزیں تمہیں اللہ ہی نے دی ہیں۔

④ یعنی دونوں میں سے صرف کسی ایک کی اجازت ہے، البتہ اس کی تعیین کا اختیار ہے۔ دونوں کو نہیں لیا جا سکتا؛ کیوں کہ یہ اباحت کی صورت میں ہوتا ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

امر کی طرح نہی بھی قرائن اور سیاق وسباق کی وجہ سے اپنی اصلی معنی کے علاوہ دیگر مقاصد میں استعمال ہوتی ہے، مثلاً:

١-دعا کے لیے، جیسے: ﴿فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَآءَ﴾ [الأعراف: 150] دشمنوں کو مجھ پر مت ہنسا۔

٢-التماس کے لیے، جیسے اپنے ہم پلہ ساتھی سے کہنا: لَا تَبْرَحْ مِنْ مَكَانِكَ حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْكَ. جب تک میں واپس نہ آؤں اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔

٣-تمنا کے اظہار کے لیے، جیسے:

يَا لَيْلُ طُلْ يَا نَوْمُ زُلْ يَا صُبْحُ قِفْ لَا تَطْلُعِ [1]

٤-تہدید اور دھمکانے کے لیے، جیسے خادم کی کسی بات پر ناراض ہونے کی وجہ سے کہا جائے: لَا تُطِعْ أَمْرِي.

استفہام: انشائے طلبی کی تیسری قسم استفہام ہے۔ استفہام طَلَبُ العِلْمِ بِشَيْءٍ. مخصوص الفاظ سے کسی چیز کا علم طلب کرنے کو کہتے ہیں۔ استفہام کے الفاظ درج ذیل ہیں:

١- همزه، ٢- هَل، ٣- مَا، ٤- مَنْ، ٥- مَتَى، ٦-أَيَّانَ، ٧- كَيْفَ، ٨-أَيْنَ، ٩-أَنَّى، ١٠- كم، ١١- أَيٌّ.

ہمزۂ استفہام: تصور یا تصدیق کی طلب کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

استفہام تصوری: ادراکِ مفرد، یعنی مفرد جاننے کو کہتے ہیں، جیسے علی اور خالد میں سے کسی ایک کے سفر کا علم ہو، لیکن تعیین نہ ہو سکے کہ سفر پر کون گیا؟ تو ہمزۂ استفہام کے ذریعے یوں پوچھا جائے گا: أَعَلِيٌّ مُسَافِرٌ أَمْ خَالِدٌ؟ چونکہ مقصود کسی ایک کی تعیین ہے؛ اس لیے جواب میں تعیین کے ساتھ کسی ایک کا نام لیا جائے گا۔

---

[1] "اے رات! لمبی ہو، اے نیند! جا، اے صبح! تو ٹھہر جا، طلوع مت ہو۔" لا تطلع نہی برائے تمنی ہے؛ کیوں کہ صبح غیر ذی العقول ہونے کی وجہ سے نہی کی اہل نہیں، لہٰذا مطلب تمنا کا اظہار ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

استفہامِ تصوری میں مسؤول عنہ ہمزۂ استفہام کے بعد ہوتا ہے۔ اس کے بعد ''ام'' متصلہ آتا ہے اور ''ام'' متصلہ کے بعد مسؤول عنہ کا معادل یعنی مساوی ومقابل مذکور ہوتا ہے۔ لہٰذا مسند الیہ کے متعلق استفہام ہو تو کہا جائے گا: أأنتَ فَعلْتَ هٰذا أمْ يُوْسُفُ. مسند کے متعلق استفہام کی صورت میں جملہ یوں ہوگا: أرَاغِبٌ أنْتَ عَنِ الأمْرِ أمْ رَاغِبٌ فِيْه. مفعول بہ کے متعلق استفہام ہو تو کہیں گے: أإيَّايَ تَقْصِدُ أمْ خَالِدًا. حال مسؤول عنہ ہو تو کہا جائے گا: أرَاكِبًا جِئْتَ أمْ مَاشِيًا. مسؤول عنہ کے ظرف ہونے کی صورت میں کہیں گے: أيَوْمَ الخَمِيْسِ قَدِمْتَ أمْ يَوْمَ الجُمُعَةِ.

کبھی معادل لفظاً مذکور نہیں ہوتا، لیکن تقدیراً اس کا اعتبار ہوتا ہے، جیسے: أرَاغِبٌ أنْتَ عَنِ الأمْرِ؟ أإيَّايَ تَقْصِدُ؟ أرَاكِبًا جِئْتَ؟ أيَوْمَ الخَمِيْسِ قَدِمْتَ؟[1]

استفہامِ تصدیقی: تصدیق میں مسؤول عنہ نسبتِ حکمیہ ہوتی ہے اور اس میں کوئی معادل نہیں ہوتا،[2] جیسے: أطَالَعْتَ دُرُوْسَ البَلَاغَةِ؟ اس کا جواب نعم یا لا کی صورت میں ہوگا۔ اگر تصدیق میں ''ام'' آئے تو اسے ''ام منقطعہ'' کہیں گے جو ''بل'' کے معنی میں ہوتا ہے۔

ہل استفہامیہ: ''ہل'' صرف طلبِ تصدیق کے لیے آتا ہے، جیسے: هَلْ جَاءَ صَدِيْقُكَ؟ اور اس کے جواب میں نعم یا لا آتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کے ساتھ معادل نہیں آتا، لہٰذا هَلْ جَاءَ صَدِيْقُكَ أمْ عَدُوُّكَ کہنا جائز نہیں۔

''ہل'' کی دو قسمیں ہیں: ۱-ہل بسیطہ، ۲-ہل مرکبہ۔

ہل بسیطہ اسے کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی چیز کے نفس وجود کے بارے میں پوچھا

---

① ان مثالوں میں معادل اس طرح محذوف ہے کہ مطلب یہ ہے آپ اس کام میں رغبت کرتے ہیں یا اعراض؟ آپ صرف میرے لیے آئے یا کوئی اور مقصد بھی ہے؟ کیا آپ سوار ہو کر آئے یا پیدل؟ کیا آپ جمعرات کے دن آئے یا کسی اور دن؟

② کیوں کہ تصدیق میں سوال اس بارے میں ہوتا ہے کہ نسبت واقع ہے یا نہیں؟ اور اس کا کوئی معادل نہیں ہوتا۔ معادل وہاں ہوتا ہے جہاں دو چیزوں کے درمیان تعیین مقصود ہو۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

جائے، جیسے: هَلِ العُنَقَاءُ مَوْجُوْدَةٌ؟ کیا عنقا پرندہ موجود ہے؟

ہل مرکبہ، جس کے ذریعے ایک چیز کے دوسری چیز کے لیے ثابت ہونے سے متعلق سوال کیا جائے، جیسے: هَلْ تَبِيْضُ العُنقَاءُ وَتُفَرِّخُ؟ یعنی عنقا کے لیے انڈے اور بچے دینا ثابت ہے؟

ما استفہامیہ: ما استفہامیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱- ما شارحہ، ۲- ما مرکبہ۔

"ما" شارحہ اسے کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی اسم کی شرح طلب کی جائے، جیسے: ما العَسْجَدُ، مَا اللُّجَين؟ اس کا جواب عام اور مشہور لفظ کے ذریعے دیا جاتا ہے، جیسے: الذَّهبُ، والفِضَّةُ.

ما حقیقیہ، جس کے ذریعے مسمی کی ماہیت وحقیقت، جیسے: مَا الإِنْسَانُ؟ یا صفت وحالت دریافت کی جائے، جیسے: مَا أَنتَ؟[1]

من استفہامیہ: اس کے ذریعے ذوی العقول کی شخصی یا جنسی تعیین مقصود ہوتی ہے، جیسے: مَنْ فَتَحَ مِصْرَ؟ کے جواب میں شخصی تعیین کے ساتھ جواب دیا جائے گا عمرو بن العاص رضي الله عنه. اور مَنْ جِبْرَئِيْلُ؟ أي: بشرٌ، مَلَكٌ، جِنِّيٌّ کے جواب میں جنسی تعیین ہوگی، یعنی مَلَكٌ.

متی استفہامیہ: متی کے ذریعے زمانے کی تعیین مطلوب ہوتی ہے، خواہ زمانہ ماضی ہو، جیسے: مَتَى جِئْتَ؟ یا مستقبل ہو، جیسے: مَتَى تَذْهَبُ؟

أَيَّانَ: صرف مستقبل کے زمانے کی تعیین کے لیے آتا ہے اور اس کے ذریعے کسی ہیبت ناک اور عظیم الشان چیز کے بارے میں سوال ہوتا ہے، جیسے: ﴿يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ

---

[1] اگر مسمی کی ماہیت کے بارے میں سوال ہو تو جواب میں ذاتیات یعنی جنس نوع اور فصل آئیں گے، لہٰذا مَا الإِنْسَانُ؟ کے جواب میں حَيْوَانٌ نَاطِقٌ کہا جائے گا۔ اگر مسمی کی صفت اور حالت معلوم کرنا مقصود ہو تو جواب میں وصف آئے گا، لہٰذا مَا أَنْتَ؟ کے جواب میں أنا عَالِمٌ أو غَيْرُ عَالِمٍ وغیرہ وصف آئے گا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

﴿الْقِيٰمَةِ﴾ [القيامة: 6].

کیف: کے ذریعے کیفیت سے متعلق سوال کیا جاتا ہے، جیسے: كَيْفَ أَنْتَ؟ كَيْفَ جِئْتَ؟

أین: کے ذریعے جگہ کی تعیین کے لیے سوال ہوتا ہے، جیسے: أَيْنَ تَذْهَبُ؟

أنّٰی: کبھی کیف کے معنی میں ہوتا ہے، ① جیسے: ﴿اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ [البقرة: 259] اللہ اسے ہلاکت کے بعد کس طرح زندہ کرے گا؟

کبھی من أین (کہاں سے) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسے: ﴿يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا﴾ [آل عمران: 37].

اور کبھی متی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اس صورت میں اس کے بعد فعل کا آنا ضروری ہے، جیسے: زُرْ أَنّٰى شِئْتَ، أي: مَتٰى شِئْتَ.

کَم استفہامیہ: ② کے ذریعے مبہم عدد کی تعیین مطلوب ہوتی ہے، جیسے: ﴿كَمْ لَبِثْتُمْ﴾ [الكهف: 19] تم کتنے عرصے رہے؟

أیّ: کے ذریعے کسی مشترک بات میں شریک دو چیزوں میں سے ایک کی تمیز مطلوب ہوتی ہے، ③ جیسے: ﴿اَیُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا﴾ [مريم: 73]. فریقین میں سے کون سا فریق مقام کے اعتبار سے بہتر ہے؟

---

① أنّٰی بمعنی کیف کے بعد فعل کا آنا ضروری ہے، جب کہ کیف کے بعد فعل کا آنا ضروری نہیں۔

② کم استفہامیہ کے بعد منصوب اسم ہوتا ہے، جیسے: کم درهمًا لك؟ یہ منصوب اسم کبھی محذوف ہوتا ہے، جیسے: کم لبثتم، أي: کم یومًا أو کم ساعةً لبثتم جب کہ کم خبریہ کے بعد آنے والا اسم مجرور ہوتا ہے، اور اس پر مِنْ حرف جر داخل ہوتا ہے، جیسے: ﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾.

③ کبھی اس کے ذریعے زمانے کے متعلق سوال ہوتا ہے، جیسے: أَيَّ يومٍ تُسَافِرُ؟ کبھی مکان کے متعلق سوال ہوتا ہے، جیسے: أَيَّ مكانٍ قُمْتَ فِيْهِ؟ کبھی حالت کے بارے میں سوال ہوتا ہے، جیسے: في أَيِّ حالٍ جِئْتَ؟ کبھی عاقل کے بارے میں سوال ہوتا ہے، جیسے: أَيُّكُمْ يَذْهَبُ إِلَى السُّوْقِ؟ کبھی غیر عاقل کے بارے میں سوال ہوتا ہے، جیسے: ﴿فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ﴾ خلاصہ یہ ہے کہ یہ جس کی طرف مضاف ہو اس سے متعلق سوال کے لیے آتا ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

اداتِ استفہام کے مجازی معانی: کبھی سیاق وسباق اور قرینے کی وجہ سے الفاظِ استفہام اپنے مذکورہ حقیقی معانی کے علاوہ مجازی معانی میں بھی استعمال ہوتے ہیں، مثلاً:

۱-تسویہ: یعنی برابری پر دلالت کرنے کے لیے، جیسے: ﴿سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ﴾ [البقرة: 6].①

۲-نفی کا معنی بتانے کے لیے، جیسے: ﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴾ [الرحمن: 60].②

۳-انکار کا معنی دینے کے لیے، جیسے: ﴿اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ﴾ [الأنعام: 40]، ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾ [الزمر: 36].③

۴-امر کے لیے، جیسے: ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ [المائدة: 91]، ﴿ءَاَسْلَمْتُمْ﴾ [آل عمران: 20].④

۵-نہی کے لیے، جیسے: ﴿اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ﴾ [التوبة: 13].⑤

۶-شوق دلانے کے لیے، جیسے: ﴿هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ [الصف: 10].⑥

۷-تعظیم کے لیے، جیسے: ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ [البقرة: 255].⑦

---

① ہمزۂ استفہام کا حقیقی معنی تصور یا تصدیق کی طلب ہے، لیکن یہاں سیاق وسباق کی دلالت کی وجہ سے تسویہ کے لیے مستعمل ہے۔

② ہل استفہامیہ طلبِ تصدیق کے لیے آتا ہے، لیکن یہاں دلالت سیاق کی بنا پر نفی کے لیے ہے۔

③ ہمزۂ استفہام انکار پر دال ہے کہ غیر اللہ کو مت پکارو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندے کے لیے کافی ہے۔

④ اداتِ استفہام امر کے معنی پر دال ہیں، یعنی انْتَهُوْا، أَسْلِمُوْا.

⑤ أتخشونهم، لا تخشوهم کے معنی میں ہے۔

⑥ ہمزۂ استفہام بقرینہ ﴿تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ شوق دلانے کے لیے ہے۔

⑦ من استفہامیہ بقرینہ "إلا" نفی پر دال ہے اور مقصود اللہ جل شانہ کی کبریائی وبڑائی ہے کہ اس کے سامنے کوئی بھی بلا اجازت لب کشائی نہیں کرسکتا۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

۸-تذلیل وتحقیر کے معنی کے لیے، جیسے: أهذا الذي مدحته كثيرًا؟[1]

۹-تہکم یعنی مذاق واستہزا کے لیے، جیسے: أَعَقْلُكَ يُسَوِّغُ لَكَ أَنْ تَفْعَلَ كَذَا؟[2]

۱۰-اظہارِ تعجب کے لیے، جیسے: ﴿مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ﴾ [الفرقان: 7].[3]

۱۱-گمراہی پر تنبیہ کے لیے، جیسے: ﴿فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ﴾ [التكوير: 26].[4]

۱۲-وعید اور دھمکی کے لیے، جیسے: أَتَفْعَلُ كذا وقَدْ أَحْسَنْتُ إِلَيْكَ؟[5]

تمنی: انشائے طلبی کی چوتھی قسم ہے۔ تمنی کا مطلب کسی ایسی پسندیدہ چیز کی خواہش کرنا ہے جس کا حصول محال ہونے کی وجہ سے ممکن نہ ہو یا وہ محال تو نہ ہو، لیکن اس کا وقوع بعید ہو۔

محال کی خواہش کی مثال یہ شعر ہے:

أَلَا لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ يَوْمًا ... فَأُخْبِرُهُ بِمَا فَعَلَ الْمَشِيْبُ[6]

بعید الوقوع کی مثال کسی فقیر اور تنگ دست کا یہ کہنا ہے: لَيْتَ لِي أَلْفَ دِيْنَارٍ. فقیر کے پاس ہزار دینار آنا محال نہیں لیکن بعید الوقوع ہے۔

اگر کام ممکن الحصول ہو تو اس کی خواہش اور انتظار کو ''ترجی'' کہتے ہیں۔ عام طور پر ترجی کے لیے عَسَى اور لعلَّ استعمال ہوتے ہیں، جیسے: ﴿فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ﴾ [المائدة: 52]، ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ [الطلاق: 1].

---

① یہ وہی ہے جس کی تم بہت تعریف کرتے ہو؟ بقرینہ ''هذا'' استفہام تحقیر کے لیے ہے۔

② استفہام کا مقصد مخاطب کا استہزا و مذاق اڑانا ہے کہ اگر عقل سلیم ہو تو تم یہ کام نہیں کرو گے۔

③ رسول ہونے کے باوجود بشری ضروریات سے متصف ہونے پر تعجب کا اظہار ہے۔

④ مطلب یہ ہے کہ غلط راستے پر جا رہے ہو۔

⑤ چونکہ احسان کے بدلے برائی کرنا برا فعل ہے اور سزا کا تقاضا کرتا ہے؛ اس لیے ہمزۂ استفہام وعید پر محمول ہے۔

⑥ ''ہائے کاش! ایک دن جوانی لوٹ آئے تو میں اسے بتاؤں گا کہ بڑھاپے نے کیا کیا؟'' چونکہ جوانی کا لوٹنا محال ہے، لہٰذا یہ تمنی محال ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

الفاظِ تمنی: تمنی کے لیے چار الفاظ: لَیْتَ، هَلْ، لَوْ، لَعَلَّ استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں سے لَیْتَ تمنی میں اصل وحقیقت؛ جب کہ باقی تین مجاز ہیں۔

لیت کی مثال گزر چکی۔ هل، جیسے: ﴿فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ﴾ ①
[الأعراف: 53]. لو، جیسے: ﴿فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ②
[الشعراء: 102]. لَعَلَّ، جیسے ذیل کے شعر میں ہے:

أَسِرْبَ القَطَا! هَلْ مَنْ يُعِيْرُ جَنَاحَهُ   لَعَلِّيْ إِلَى مَنْ هَوَيْتُ أَطِيْرُ ③

چونکہ لَو، هَلْ، لَعَلَّ مذکورہ مثالوں میں تمنی کے لیے ہیں؛ اسی لیے ان کے جواب میں واقع ہونے والا فعل مضارع فَيَشْفَعُوا، فنَكُوْنَ منصوب ہے۔

ندا: انشائے طلبی کی پانچویں قسم "ندا" ہے۔ ندا أدعو کے قائم مقام کسی لفظ کے ذریعے کسی کی توجہ مبذول کروانے کو کہتے ہیں۔

حروفِ ندا: ندا کے لیے یہ آٹھ حروف استعمال ہوتے ہیں: ١-يا، ٢-أ، ٣-أي، ٤-آ، ٥-آي، ٦-أيا، ٧-هيا، ٨-وا.

اصل وضع کے اعتبار سے أ اور أي منادی قریب کے لیے؛ جب کہ باقی حروف منادی بعید کے لیے ہیں۔ کبھی اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ شدّتِ استحضار کی وجہ سے منادی متکلم کے ذہن میں ہے اور گویا اس کے قریب اور حاضر ہے منادی بعید کو منادی قریب کے مرتبے میں لیتے ہوئے ہمزہ اور أي کے ذریعے پکارا جاتا ہے، جیسے:

---

① کاش ہمارے بھی کوئی سفارشی ہوتے جو ہماری سفارش کرتے! چونکہ کافروں کے لیے سفارش محال ہے؛ اس لیے "ہل"، تمنی کے لیے ہے۔

② کاش ہمارے لیے دوبارہ پلٹنا (دنیا میں لوٹنا) ہوتا تو ہم مسلمان ہو جاتے! اور یہ بات محال وناممکن ہے؛ اس لیے "لَو" برائے تمنی ہے۔

③ "اے قطا نامی پرندوں کی جماعت! کیا کوئی ہے جو اپنے پروں کو عاریتاً دے۔ کاش! میں اپنے محبوب کی طرف اڑ کر جاؤں۔" چونکہ پرندوں سے پروں کو عاریتاً لینا اور ان کے ذریعے اڑنا محال ہے؛ اس لیے لعلَّ تمنی کے لیے ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

أَسُكَّانَ نُعْمَانَ الأَرَاكِ تَيَقَّنُوْا   فَإِنَّكُمْ فِي رَبْعِ قَلْبِي سُكَّانُ ①

اور کبھی منادیٰ کی عظمت و رفعت② یا حقارت و مرتبے میں کمی③ یا منادیٰ کی غفلت④ کی طرف اشارہ کرنے کے لیے منادیٰ قریب کو منادیٰ بعید کے مرتبے میں لیتے ہوئے ان حروف سے ندا کی جاتی ہے جو ندائے بعید کے لیے وضع ہیں۔

حروفِ ندا کے مجازی معانی: بسا اوقات حروفِ ندا کسی قرینہ کی وجہ سے درج ذیل مجازی معانی میں استعمال ہوتے ہیں:

۱- اغراء، یعنی ورغلانے اور برانگیختہ کرنے کے لیے، جیسے ظلم کی شکایت کرنے والے سے کہا جائے: يَا مَظْلُوْم! اس سے مقصود ندا نہیں بلکہ اسے ابھارنا مقصود ہوتا ہے کہ تو کیوں مظلوم بنا ہوا ہے؟ اپنے حق کے لیے کیوں نہیں اٹھتا؟

۲- زجر و توبیخ اور ڈانٹ کے لیے، جیسے شاعر اپنے دل سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے:

أَفُؤَادِي مَتَى المَتَابُ؟ أَلَمَّا   تَصِحُّ وَالشَّيْبُ فَوْقَ رَأْسِي أَلَمَّا ⑤

۳- حیرت، بے قراری و بے چینی کے اظہار کے لیے، اس کا زیادہ تر استعمال ٹیلوں، سواریوں وغیرہ میں ہوتا ہے، جیسے:

---

① "اے وادئ نعمان اراک کے رہنے والو! یقین جانو کہ تم میرے دل کی بستی میں آباد ہو۔" باوجودیکہ نعمان اراک کے باسی شاعر سے دور تھے، لیکن شدّتِ استحضار کی وجہ سے انہیں اپنے قریب سمجھتے ہوئے ہمزہ استفہام سے خطاب کیا۔

② یعنی منادیٰ کے بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے متکلم بلند مرتبے کو بُعدِ مسافت قرار دے کر خطاب کرتا ہے، جیسے غلام اپنے آقا کے ساتھ ہونے کے باوجود کہے: أَيَا مَوْلَايَ!

③ یعنی منادیٰ کی حقارت اور مرتبہ میں کمی کی وجہ سے متکلم اسے دُور سمجھتے ہوئے خطاب کرے، جیسے کوئی پاس بیٹھے ہوئے شخص سے کہے: أَيَا هٰذَا!

④ جیسے مجلس میں حاضر شخص کی لاپرواہی و غفلت وغیرہ کی وجہ سے کہا جائے: يَا فُلَان!

⑤ "اے میرے دل! تو بہ کب ہوگی؟ کیا تو ابھی تک ہوش میں نہیں آیا؟ حالانکہ میرے سر پر بڑھاپا اتر چکا۔" چونکہ انسان کا اپنے نفس کو خطاب کرنے کا کوئی معنیٰ نہیں؛ اس لیے مقصود نفس کو زجر و توبیخ ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

يَا مَنَازِلَ سَلْمَى أَيْنَ سَلْمَاكِ
مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ بَكَيْنَاهَا وَبَكَيْنَاكِ[1]

۴-حسرت اور افسوس کے اظہار کے لیے، جیسے:

أَيَا قَبْرَ مَعْنٍ كَيْفَ وَارَيْتَ جُوْدَهُ ... وَقَدْ كَانَ مِنْهُ الْبَرُّ وَالْبَحْرُ مُتْرَعًا[2]

۵-تذکر، یعنی پرانی یادوں کو تازہ کرنے کے لیے، جیسے:

أَيَا مَنْزِلَي سَلْمَى سَلَامٌ عَلَيْكُمَا ... هَلِ الْأَزْمُنُ اللَّاتِي مَضَيْنَ رَوَاجِعُ[3]

انشائے غیر طلبی: اس میں کسی کو طلب نہیں کیا جاتا۔ چونکہ انشائے غیر طلبی کی انواع کا تعلق علمِ معانی سے نہیں؛[4] اس لیے اس کی بحث سے اعراض کیا جاتا ہے۔

دوسرا باب: ذکر و حذف کے بیان میں

ضابطہ:۱- اگر متکلم سامع کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو جو لفظ خود اپنے معنی پر دلالت کرے اسے ذکر کرنا اصل ہے۔

ضابطہ:۲- جو لفظ کلام میں ذکر کیے بغیر بھی معلوم ہو رہا ہو، یعنی کلام کا سیاق و سباق اس

---

① ”اے سلمی کی قیام گاہو! تمہاری سلمی کہاں ہے؟ جس کی وجہ سے ہم اس پر بھی روئے اور تم پر بھی۔“ چونکہ قیام گاہیں ندا کی صلاحیت نہیں رکھتیں؛ اس لیے ندا سے حیرت و بے قراری کا اظہار مقصود ہے۔

② ”اے معن کی قبر! تو نے کس طرح اس کی سخاوت کو چھپایا؟ حالانکہ اس کی سخاوت سے بحر و بر دونوں آباد تھے۔“ چونکہ قبر ندا کی اہل نہیں؛ اس لیے مقصود حسرت و افسوس کا اظہار ہے۔

③ ”اے سلمی کی دو قیام گاہوں! تم پر سلامتی ہو، کیا گزرنے والے زمانے جو گزر چکے وہ واپس لوٹ آئیں گے۔“ چونکہ قیام گاہ میں خطاب سننے کی اہلیت نہیں؛ اس لیے مقصود مجازی معنی یعنی پرانی یادوں کو تازہ کرنا ہے۔

④ انشائے غیر طلبی کی مختلف صورتیں ہیں: تعجب کی صورت میں، جیسے: مَا أَحْسَنَ زَيْدًا! زید کتنا حسین ہے! قسم کی صورت میں، جیسے: وَاللهِ إِنِّي لَصَادِقٌ. اللہ کی قسم میں سچا ہوں۔ عقود کی صورت میں، جیسے: بِعْتُ وَاشْتَرَيْتُ. غرض کی صورت میں، جیسے: أَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا. آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے کہ آپ بھلائی کو پہنچیں۔ افعال مقاربہ کی صورت میں، جیسے: يَكَادُ الْحَرْبُ أَنْ يَشْتَعِلَ. قریب ہے کہ جنگ بڑھک اٹھے۔ افعال مدح و ذم کی صورت میں، جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ، بِئْسَ الرَّجُلُ أَبُوْ لَهَبٍ.

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

پر دلالت کرے تو اسے حذف کرنا اصل ہے۔ ①

کبھی ان دونوں ضابطوں میں تعارض ہوتا ہے ② تو ایسی صورت میں مختلف اسباب کی بنا پر ③ کسی ایک پر عمل کیا جاتا ہے۔

اسبابِ ذکر: درج ذیل اسباب کی بنا پر ذکر کو حذف پر ترجیح دی جاتی ہے:

۱- مزید تقریر وتوضیح کے لیے، ④ جیسے: ﴿أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ [البقرة: 5]. چونکہ مقصد تقریر وتوضیح ہے؛ اس لیے دوسری مرتبہ أولئك کا اضافہ کیا، ورنہ اس کے بغیر بھی مقصد حاصل تھا۔

۲- قرینے کے ضعف یا سامع کی کم فہمی کی بنا پر قرینے پر اعتماد نہ ہونے کی وجہ سے، جیسے زید کا ذکر چھڑنے کے کچھ دیر بعد یا درمیان میں دوسرا کلام آنے کی وجہ سے زید کے متعلق اچھا دوست ہونے کی بات کی جائے تو صرف نِعْمَ الصِّدِّيْقُ کے بجائے زَيْدٌ نِعْمَ الصِّدِّيْقُ کہا جائے گا۔

۳- سامع کی غباوت اور کند ذہنی پر تعریض کرنے کے لیے، جیسے: مَا ذَا قَالَ عَمْرٌو؟ کے جواب میں قَالَ كَذَا کے بجائے عَمْرٌو قَالَ كَذَا کہا جائے۔

۴- تسجیل یعنی حکم کو سامع پر پختہ کرنے کے لیے تاکہ وہ انکار نہ کر سکے، مثلاً قاضی گواہ سے پوچھے: هل أقرَّ زَيدٌ هٰذَا بأنَّ عليه كَذَا؟ کیا اس زید نے اقرار کیا کہ اس پر اتنا قرض ہے؟ تو گواہ اس کے جواب میں نَعَمْ أقرَّ بأنَّ عليه كَذَا کے بجائے کہے گا:

---

① واضح رہے کہ عام طور کلام مسند، مسند الیہ، مفعولات اور دیگر قیودات پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ چیزیں مذکور بھی ہوتی ہیں اور محذوف بھی؛ کیوں کہ کبھی انہیں ذکر کرنے سے جملہ میں وزن پیدا ہوتا ہے اور حسن آتا ہے، اور کبھی ان کے حذف سے یہ مقصد حاصل ہوتا ہے؛ اس لیے کلام میں دونوں مستعمل ہیں۔

② یعنی پہلا ضابطہ دلالت کرتا ہے کہ لفظ کو ذکر کیا جائے، جب کہ دوسرے ضابطے کے مطابق اسے حذف کرنا بہتر ہوتا ہے۔

③ کیوں کہ بغیر سبب کے کسی کو ترجیح دینا درست نہیں۔

④ یعنی سامع کے ذہن میں بات اچھی طرح بٹھانے اور مزید وضاحت کے لیے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نَعَمْ زَيْدٌ أقرَّ بأنَّ عليه كذا۔①

۵-کسی نادر بات پر تعجب کے لیے، جیسے علی کا ذکر ہو رہا ہو تو اس کی بہادری بیان کرنے کے لیے يُقاوِمُ الأسَدَ کے بجائے: عَلِيٌّ يُقاوِمُ الأسَدَ کہا جائے گا۔②

۶-تعظیم اور اہانت کے لیے بشرطیکہ لفظ اپنے مادے کے اعتبار سے تعظیم یا اہانت پر دلالت کرتا ہو، جیسے کوئی پوچھے: هَلْ رَجَعَ الأميرُ؟ تو اس کے جواب میں بجائے رَجَعَ کے تعظیم کی صورت میں: رَجَعَ المَنْصُوْرُ اور اہانت کی صورت میں: رَجَعَ المَهْزُوْمُ کہا جائے۔

اسبابِ حذف: درجِ ذیل گیارہ مقامات میں حذف راجح ہے۔

۱-مخاطب کے علاوہ دوسروں سے بات چھپانا مقصود ہو، جیسے مخاطب کو علی کے آنے کی اس طرح خبر دینے کے لیے کہ کسی اور کو علم نہ ہو أقْبَلَ عَلِيٌّ کے بجائے صرف أقْبَلَ کہا جائے گا۔

۲-بوقتِ ضرورت انکار کی گنجائش رکھنے کے لیے، جیسے کسی شخص سے متعلق گفتگو کے دوران اس کا نام لیے بغیر لَئِيْمٌ خَسِيْسٌ کہا جائے۔اس طرح کہنے سے بعد میں انکار کی گنجائش ہوتی ہے کہ میں نے نام تو نہیں لیا۔

۳-محذوف کی تعیین پر تنبیہ کرنے کے لیے، جیسے: خالق كل شيءٍ میں لفظِ اللہ محذوف ہے کہ اللہ جلّ شانہ کا ہر چیز کا خالق ہونا متعین اور حقیقت ہے۔اسی طرح وَهَّابُ الأُلُوْفِ میں لفظِ السُّلْطَانُ محذوف ہے کہ ہزاروں خرچ کرنے والا بادشاہ ہی ہوسکتا ہے۔اسے تعیینِ ادّعائی بھی کہتے ہیں۔

---

① گواہی میں دوبارہ زید کا نام ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بات پختہ ہوجائے تاکہ بعد میں زید کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ گواہ نے میرا نام نہیں لیا۔

② پہلے سے تذکرہ ہونے کی صورت میں علی کا نام ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن شیر سے مقابلہ کرنا باعثِ تعجب اور نادر ہے تو اس نادر بات پر تعجب کے لیے اسے ذکر کیا گیا۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

۴-سامع کی بیداری یا بیداری کی مقدار جانچنے کے لیے کہ وہ ذکر کے بغیر سمجھتا ہے یا نہیں؟ مثلاً چاند کے بارے میں کہا جائے: نُوْرُہ مُسْتَفَادٌ مِنْ نُوْرِ الشَّمْسِ وَوَاسِطَةُ عِقْدِ الكَوَاكِبِ.[1]

۵-ضیق المقام، یعنی درد و تکلیف کی شدّت یا موقع محل فوت ہونے کے خوف کی وجہ سے پوری بات کا موقع نہ ہو، جیسے:

قَالَ لِي كَيْفَ أَنْتَ قُلْتُ عَلِيْلٌ سَهَرٌ دَائِمٌ وَحُزْنٌ طَوِيْلٌ [2]

اسی طرح شکار کے موقع پر هٰذا غَزَالٌ کے بجائے صرف غَزَالٌ کہہ کر متوجہ کرنا؛ کیوں کہ ممکن ہے کہ هٰذا کہنے کی صورت میں موقع ضائع ہو جائے۔

۶-تعظیم[3] وتحقیر[4] کی وجہ سے، جیسے کسی قبیلے کی تعریف کرتے وقت هُمْ نُجُوْمُ سَمَاءٍ کے بجائے صرف نُجُوْمُ سَمَاءٍ کہا جائے۔[5] اور کسی کی مذمت کرتے وقت کہا جائے: قَوْمٌ إِذَا أَكَلُوْا أَخْفَوا حَدِيْثَهُمْ.[6]

۷-وزنِ شعری اور مطابقتِ سجع کی وجہ سے، جیسے:

نَحْنُ بِمَا عِنْدَنَا وَأَنْتَ بِمَا عِنْدَكَ رَاضٍ وَالرَّأْيُ مُخْتَلِفٌ [7]

---

① اس کی روشنی سورج کی روشنی سے مستفاد ہے اور ستاروں کی لڑی کا درمیانی بڑا ستارہ ہے۔ سامع کی بیداری یا بیداری کی مقدار جانچنے کے لیے لفظِ القَمَرُ کو محذوف کیا گیا۔

② ''اس نے مجھ سے کہا کیسے ہو؟ میں نے کہا بیمار ہوں، ہمیشہ کی بیداری اور طویل غم کی شکایت ہے۔'' درد و تکلیف کی وجہ سے حاصل ہونے والی نزاکت اور تنگیٔ مقام کی وجہ سے أنَا قَلِيْلٌ کے بجائے صرف قَلِيْلٌ پر اکتفا کیا۔

③ یعنی تعظیم کی خاطر محذوف کا تذکرہ زبان سے نہ کیا جائے کہ میری زبان اس قابل نہیں کہ ان کا ذکر کرے۔

④ تحقیر کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس قابل نہیں کہ اس کا نام زبان پر لایا جائے۔

⑤ هُمْ کو تعظیم کے لیے حذف کیا کہ وہ اتنے بہترین لوگ ہیں کہ میں ان کا تذکرہ اپنی زبان پر نہیں کر سکتا۔

⑥ وہ ایسی قوم ہے جب کھاتی ہے تو باتیں آہستہ کرتی ہے۔ اصل میں هُمْ قَوْمٌ تھا، هم کو حذف کیا کہ وہ اتنے بخیل ہیں کہ ان کا تذکرہ بھی زبان پر مناسب نہیں۔

⑦ ''ہم اپنی رائے سے راضی اور تم اپنی رائے پر خوش ہو، حالانکہ دونوں آراء مختلف ہیں۔'' شعر میں نَحْنُ بمَا عندنا رَاضُون کے بجائے وزن شعری کی وجہ سے رَاضُون کو حذف کیا گیا؛ کیوں کہ اس کی موجودگی میں شعر کا وزن =

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

سجع[1] کی مثال ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى﴾ [الضحى: 3] ہے کہ سجع کی رعایت کی وجہ سے قَلَاكَ کے بجائے سابق ولاحق[2] کی رعایت کرتے ہوئے قَلٰى کہا۔

۸-اختصار کے ساتھ عموم پیدا کرنے کے لیے، جیسے ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ﴾ [يونس: 25] أي: يدعو جَمِيْعَ عِبَادِهٖ إلى دارِ السَّلام میں جَمِيْعَ عِبَادِهٖ کو حذف کیا گیا اور حذفِ معمول اختصار کے ساتھ عموم کا بھی تقاضا کرتا ہے۔

۹-ادب کی وجہ سے، جیسے:

قَدْ طَلَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ لَكَ فِي السُّؤْ ... دَدِ وَالمَجْدِ وَالمَكَارِمِ مَثَلًا[3]

۱۰-معمول کے ساتھ کوئی غرض متعلق نہ ہونے کی بنا پر فعل متعدی کو فعل لازم کی جگہ اتارنے کی وجہ سے، جیسے ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [الزمر: 9] میں يعلمون فعل متعدی ہے۔ مگر اس کے مفعول کے ساتھ کوئی غرض وابستہ نہیں؛[4] اس لیے مفعول کو حذف کرتے ہوئے اسے فعلِ لازم کی طرح مفعول کے بغیر استعمال کیا۔

۱۱-فعل کی نسبت فاعل کے بجائے نائب فاعل کی طرف کرنا بھی حذف کے قبیل سے

= برقرار نہیں رہتا۔ حذف کا قرینہ عِنْدَكَ کے بعد رَاضٍ کا لفظ ہے۔

① سجع کا مطلب ایسی عبارت جس کے جملوں کے آخری کلمات ہم قافیہ یعنی ایک جیسے ہوں، یا ہم قافیہ کی طرح ہوں۔ اس کا تعلق نثر سے ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں سجع کے بجائے احتراماً رعایتِ فواصل کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

② چونکہ اس سے پہلے اور بعد کی آیات الف ماقبل مفتوح پر ختم ہو رہی ہیں؛ اس لیے اس آیت میں فواصل کی رعایت کرتے ہوئے کاف کو حذف کر کے الف ماقبل مفتوح پر اس کا خاتمہ کیا گیا۔

③ "ہم نے تلاش کیا، لیکن آپ کی طرح سرداری، بزرگی اور اخلاقِ حسنہ میں کسی کو نہیں پایا۔" اصل میں قَدْ طَلَبْنَا لَكَ مَثَلًا تھا مثلًا کو ادب کی وجہ سے حذف کیا گیا۔ اگر اسے ذکر کیا جاتا تو مطلب یہ ہوتا کہ ہم نے آپ کا مثل ڈھونڈنے کی کوشش کی، لیکن ناکام ہوئے۔ گویا بادشاہ کا مثل متصور ہے، لیکن ہمیں نہیں ملا۔ یہ بادشاہ کی شان میں بے ادبی ہے؛ اس لیے اسے حذف کیا۔

④ کیوں کہ کسی بھی علم وفن میں جاہل و عالم برابر نہیں ہو سکتے۔ نیز یہاں علم سے علمِ دین مراد ہے جو متعین ہے، لہٰذا اسے ذکر کرنے سے کوئی خاص غرض بھی وابستہ نہیں۔

CS CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

شمار ہوتا ہے۔ فاعل کا حذف کبھی تو اس بنا پر ہوتا ہے کہ اسے ذکر کیا جائے تو وہ نقصان پہنچا سکتا ہے[1] یا اس بنا پر کہ اگر اسے ذکر کیا جائے تو اندیشہ ہے کہ لوگ اسے نقصان پہنچائیں گے[2] یا اس بنا پر کہ فاعل کا علم نہیں ہوتا[3] یا اس بنا پر کہ فاعل معلوم و متعین ہے۔[4]

تیسرا باب: تقدیم و تاخیر کے بیان میں

یہ بات واضح ہے کہ کلام کے تمام الفاظ کو ایک ساتھ ادا کرنا ممکن نہیں، بلکہ کچھ الفاظ پہلے اور کچھ بعد میں ہوں گے تو ہی کلام حاصل ہوگا۔ رہی یہ بات کہ کس لفظ کو مقدَّم اور کسے مؤخر کیا جائے؟ کیوں کہ تمام الفاظ لفظ ہونے کی حیثیت سے برابر ہیں کہ ان میں سے کسی کو دوسرے پر تقدیم و تاخیر کے حوالے سے ترجیح نہیں، تو اس کے حل کے لیے کچھ وجوہ ہیں جن کی بنا پر بعض الفاظ کو مقدَّم کرنا ضروری ہے جو درجِ ذیل ہیں:

۱-مسند کا شوق دلانے کے لیے مسند الیہ کو مقدَّم کیا جاتا ہے، بشرطیکہ مسند الیہ کسی تعجب خیز باب پر دلالت کرے، جیسے:

وَالَّذِيْ حَارَتِ الْبَرِيَّةُ فِيْهِ حَيْوَانٌ مُسْتَحْدَثٌ مِنْ جَمَادٍ[5]

۲-خوشی کی خبر میں تعجیلِ مسرت اور غم والی خبر میں تعجیلِ الم کے لیے خوشی اور غم پر دال

---

① لہٰذا: سَرَقَ زَيْدٌ الْمَتَاعَ کے بجائے سُرِقَ الْمَتَاعُ کہا جائے گا؛ کیوں کہ زید کا نام لینے کی صورت میں اندیشہ ہے کہ زید بعد میں نقصان پہنچائے۔

② جیسے: سَرَقَ زَيْدٌ الْمَتَاعَ کے بجائے سُرِقَ الْمَتَاعُ کہا جائے گا؛ کیوں کہ زید کا نام لینے کی صورت میں اندیشہ ہے کہ لوگ زید کی مار پیٹ کریں گے۔

③ جیسے چوری کرنے والے کا علم ہی نہ ہو کہ کون ہے؟ تو سُرِقَ الْمَتَاعُ کہا جائے گا۔

④ جیسے: (خُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيْفًا) [النساء: 28]. خلق کا فاعل اللہ جل شانہ متعین ہے؛ اس لیے اسے حذف کیا گیا۔

⑤ "وہ چیز جس کے بارے میں مخلوق حیران ہے، وہ ایسی جان دار چیز ہے جو (فنا کے بعد) جماد (بے جان چیز) سے پیدا ہونے والی ہے۔" یہاں مسند الیہ وَالَّذِيْ حَارَتِ الْبَرِيَّةُ فِيْهِ مسند کی طرف شوق اور رغبت پیدا کرتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے؟ تو دوسرے مصرعے میں اس کی وضاحت کی کہ قبروں میں موجود انسانوں کا بے جان مٹی سے دوبارہ پیدا ہونا ہے۔ اس شوق دلانے کا مقصد مسند کو اچھی طرح ذہن نشین کرانا ہوتا ہے۔ اگر دوسرا مصرعہ مقدَّم ہوتا تو تشویق حاصل نہ ہوتی۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

لفظ کو مقدّم کیا جاتا ہے، جیسے: العَفْوُ عَنْكَ صَدَرَ بِهِ الحُكْمُ.[1] القِصَاصُ حَكَمَ بِهِ القَاضِي.[2]

۳-جس چیز پر تعجب اور نکیر مقصود ہو تو اسے مقدّم کیا جاتا ہے، مثلاً کسی تجربہ کار آدمی کی غلطی یا ظاہری حالت سے دھوکا کھانے پر اس سے کہا جائے: أَبَعْدَ طُوْلِ التَّجْرِبَةِ تَنْخَدِعُ بِهٰذِهِ الزَّخَارِفِ؟ اتنے تجربہ کے بعد بھی تم اس چمک دمک سے دھوکہ کھا رہے ہو؟ چونکہ تجربہ کار کا غلطی کرنا یا دھوکا کھانا باعث تعجب ہے؛ اس لیے تجربے کے ذکر کو مقدّم کیا۔

۴-ترقی کے لیے عام کو پہلے اور خاص کو بعد میں ذکر کیا جاتا ہے؛ کیوں کہ خاص کے بعد عام کو ذکر کرنے کا فائدہ نہیں ہوتا، لہٰذا: هٰذَا الكَلَامُ صَحِيْحٌ فَصِيْحٌ بَلِيْغٌ مفید ہے، لیکن هٰذَا الكَلَامُ بَلِيْغٌ فَصِيْحٌ صَحِيْحٌ کا کوئی فائدہ نہیں۔[3]

۵-جہاں ترتیبِ وجودی کا لحاظ مقصود ہو وہاں جو وجوداً مقدّم ہو اسے لفظاً بھی مقدّم کرنا ضروری ہے، جیسے: ﴿لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ﴾ [البقرۃ: 255] میں سنۃ اونگھ کو نیند پر مقدّم کیا گیا کہ وجود کے اعتبار سے اونگھنا پہلے اور نیند بعد میں ہوتی ہے۔

۶-عمومِ سلب[4] یا سلبِ عموم[5] پر تصریح کرنے کے لیے بھی بعض الفاظ کی تقدیم ضروری ہے۔ عمومِ سلب کے لیے اداتِ عموم اداتِ نفی پر مقدّم ہوتے ہیں، جیسے: كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ. ان میں سے کچھ نہیں ہوا، نہ یہ نہ وہ۔[6] اگر مقصد سلبِ عموم ہو تو اداتِ نفی مقدّم اور اداتِ عموم مؤخر ہوتے ہیں، جیسے: لَمْ يَكُنْ كُلُّ ذٰلِكَ. یہ سب نہیں ہوا۔

---

① آپ کی معافی کے بارے میں فیصلہ جاری ہوگیا۔ العفو عنك کو اس لیے مقدّم کیا تاکہ سامع کو جلدی خوش خبری ملے۔

② سامع کو رنج والم پہنچانے کی غرض سے القِصَاصُ کو مقدّم کیا گیا۔

③ کیوں کہ بلیغ اسے کہتے ہیں جو فصیح بھی اور صحیح بھی، لہٰذا بلیغ کے بعد فصیح اور صحیح کہنے کی ضرورت نہیں؛ اس لیے پہلے صحیح پھر فصیح اور آخر میں بلیغ کو ذکر کیا جائے گا۔

④ عمومِ سلب یعنی سلب عام ہو، یعنی کسی کل یا کلی کے تمام افراد سے حکم کی نفی کی جائے۔

⑤ سلبِ عموم یعنی عموم کو سلب کیا جائے، یعنی کل یا کلی کے تمام افراد سے حکم کی نفی نہ ہو۔

⑥ کل اداتِ عموم اور لم اداتِ نفی ہے۔ کل کو پہلے اور لم کو بعد میں لانے کی وجہ سے عمومِ سلب حاصل ہوا۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

اس میں یہ احتمال بھی ہوتا ہے کہ کچھ کام ہوا کچھ نہیں اور یہ بھی کہ بالکل ہی کام نہیں ہوا۔

۷۔ حکم کو مضبوط کرنے کے لیے بعض الفاظ کی تقدیم ضروری ہے، مثلاً: ظَهَرَ الهِلَالُ اور الهِلَالُ ظَهَرَ میں سے دوسرے جملے میں تکرارِ اسناد[1] کی وجہ سے حکم پہلے جملے سے زیادہ مضبوط ہے۔

۸۔ تخصیص وحصر کے لیے بھی تقدیم وتاخیر ضروری ہے، جیسے: مَا قُلتُ میں نے نہیں کہا۔ مَا أنَا قُلْتُ میں نے تو بالکل نہیں کہا۔ مسند الیہ کی تقدیم سے حصر وتخصیص حاصل ہوئی۔ اسی طرح ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ [الفاتحة: 4] میں مفعول بہ کی تقدیم حصر وتخصیص پر دال ہے۔[2]

۹۔ وزن شعری یا سجع کی حفاظت کی خاطر بھی تقدیم وتاخیر ضروری ہے، جیسے:

إِذَا نَطَقَ السَّفِيْهُ فَلَا تُجِبْهُ   فَخَيْرٌ مِنْ إِجَابَتِهِ السُّكُوْتُ[3]

اور ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝﴾ [الحاقة: 30-32] میں رعایتِ فواصل[4] کا لحاظ رکھتے ہوئے تقدیم وتاخیر کی گئی۔[5]

تقدیم وتاخیر میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ اسباب اور دواعی کا تذکرہ اس لیے

---

① تکرارِ اسناد اس طرح کہ مسند یعنی جملہ فعلیہ میں فعل کی اسناد فاعل کی طرف ہے اور پورے جملہ فعلیہ کی اسناد مسند الیہ کی طرف ہے۔

② حصر وتخصیص کلامِ منفی میں ہو تو محصور کے علاوہ کے لیے حکم ثابت ہوتا ہے، لہٰذا مَا أَنَا قُلْتُ کا معنی ہے میں نے تو نہیں کہا، یعنی دوسروں نے کہا۔ اور کلامِ مثبت میں ہو تو محصور کے علاوہ سے حکم کی نفی ہوتی ہے، لہٰذا ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ کا مطلب ہے تیرے علاوہ دوسروں کی عبادت نہیں کرتے۔

③ "جب بے وقوف بات کرے تو اسے جواب مت دو؛ کیوں کہ اسے جواب دینے سے خاموش رہنا بہتر ہے۔" وزنِ شعری کی حفاظت کے لیے السکوت مبتدا کو خیرٌ من إجابته خبر پر مقدّم کیا گیا۔

④ چونکہ سجع کا معنی پرندے کا چہچہانا ہے اور یہ لفظ سوئے ادب پر دال ہے؛ اس لیے احتراماً قرآن کریم میں اس کے بجائے رعایتِ فواصل کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

⑤ رعایتِ فواصل کے لیے الجحیم کو صلّوہ پر اور فی سلسلة ذرعها سبعون ذراعاً کو اسلکوہ پر مقدّم کیا گیا۔ ورنہ اصل ترتیب اس طرح بنتی ہے ثم صلوه الجحيم ثم اسلكوه في سلسلة ذرعها سبعون.

Maktaba Tul Ishaat.com

نہیں کیا کہ ایک کی تقدیم دوسرے کی تاخیر کا سبب بنتی ہے اور ان دونوں میں تلازم ہے؛ اس لیے اس کا الگ الگ تذکرہ بے معنی ہے۔

چوتھا باب: تعریف وتنکیر کے بیان میں

جب مقصود سامع کو یہ بتانا ہو کہ کلام، یعنی حکم کا تعلق کسی معین چیز کے ساتھ ہے تو اس چیز کو معرفہ لانا ضروری ہے، اور جب یہ غرض نہ ہو تو اسے نکرہ لایا جاتا ہے۔①

معرفہ کی اقسام: معرفہ کی سات قسمیں ہیں: ۱-ضمیر، ۲-علم، ۳- اسم اشارہ، ۴-اسمائے موصولہ، ۵-معرفہ بالف لام، ۶- ان میں سے کسی ایک کی طرف مضاف، ۷-منادیٰ۔

ضمیر: اختصار کی غرض سے متکلم، مخاطب یا ایسے غائب کے لیے استعمال ہوتی ہے جس کا ذکر پہلے گزرا ہو، جیسے زید بکر سے کہے: أَنَا رَجَوْتُكَ فِي هٰذَا الأَمْرِ، وَأَنْتَ وَعَدْتَنِي بِانْجَازِه. اگر اس عبارت میں ضمائر کی جگہ اسمِ ظاہر لایا جائے تو کلام نہ صرف بدمزہ ہوگا، بلکہ طویل بھی ہوگا، مثلاً: زيدٌ رَجَا زَيْدٌ بَكْرًا فِي هذا الأمرِ، وبَكْرٌ وَعَدَ بَكْرٌ زيدًا بانْجَازِ هذا الأمر.

خطاب میں اصل یہ ہے کہ ایسے شخص سے بات کی جائے جو متعین وحاضر ہو، البتہ شدّتِ استحضار کی بنا پر کبھی ایسے شخص کو بھی خطاب کیا جاتا ہے جو ظاہراً متعین وحاضر نہ ہو، جیسے: ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ [البقرة: 4] میں اللہ جلّ شانہ سے خطاب ہے۔ اسی طرح جب کوئی عمومی بات کرنی ہو اور کوئی خاص فرد مراد نہ ہو تو بھی مخاطب کا متعین وحاضر ہونا ضروری نہیں، جیسے: اللَّئِيْمُ مَنْ إِذَا أَحْسَنْتَ إِلَيْه أَسَاءَ إِلَيْكَ.

علَم: اس کا مقصد کسی شے کے تصور کو سامع کے ذہن میں اس کے خاص نام کے ساتھ

---

① معرفہ اس اسم کو کہتے ہیں جو کسی خاص جگہ، شخص یا چیز پر دلالت کرے، جیسے: حسان، گڈ اپ، دروس البلاغۃ۔ جب کہ نکرہ وہ اسم ہے جو کسی خاص جگہ، شخص اور چیز پر دلالت نہ کرے، جیسے: کوئی مرد، ایک مکان، کوئی کتاب۔

CS CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

مستحضر کرنا ہوتا ہے تاکہ ذہن کسی اور طرف منتقل نہ ہو، جیسے: ﴿وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ﴾ [البقرة: 127] ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کا نام نہ لیا جاتا تو کوئی بھی غیر متعین دو افراد مراد ہو سکتے تھے۔

کبھی علم درج ذیل اغراض میں سے کسی غرض کے لیے آتا ہے:

۱-تعظیم، جیسے: رَكِبَ سَيْفُ الدَّوْلَةِ.①

۲-اہانت، جیسے صخر (بمعنی پتھر) نامی کسی شخص کے متعلق خبر دینی ہو تو اس کا باقاعدہ نام لے کر کہا جائے: ذَهَبَ صَخْرٌ.②

۳-کنایہ، یعنی مسند الیہ کو ایسے معنی سے کنایہ کے طور پر استعمال کرنے کے لیے علم لایا جاتا ہے جس کی وہ علم صلاحیت رکھے، جیسے: ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝﴾ [اللهب: 1] أبو لهب کا معنی جہنمی ہے؛ کیوں کہ لہب شعلہ کو کہتے ہیں اور جہنمیوں کو شعلے والی آگ میں ہی ڈالا جائے گا، لہٰذا ابولہب کا معنی اضافی ہے آگ کا ملازم وملابس۔

اسم اشارہ: علم کی جگہ اسمِ اشارہ وہاں لایا جاتا ہے جہاں متکلم مشار الیہ کے نام اور وصف سے واقف نہ ہو اور سوائے اشارے کے تعیین کا کوئی طریقہ نہ ہو، جیسے دکان دار سے ایسی چیز خریدی جائے جس کا نام اور اوصاف معلوم نہ ہوں تو اس کی طرف اشارہ کر کے کہا جائے گا: بِعْنِي هٰذا.

اس کے علاوہ اسمِ اشارہ درجِ ذیل مقاصد میں بھی استعمال ہوتا ہے:

۱-اظہارِ تعجب وغرابت کے لیے کہ یہ بات بہت عجیب ہے، جیسے:

كَمْ عَاقِلٍ عَاقِلٍ أَعْيَتْ مَذَاهِبُهُ
وَجَاهِلٍ جَاهِلٍ تَلْقَاهُ مَرْزُوْقًا

---

① رَكِبَ الأَمِيْرُ سے بھی مقصد حاصل ہے، مگر سیف الدولہ کی تعظیم اور اظہارِ عظمت کے لیے اس کا نام لیا گیا۔
② صخر کی تصریح توہین کے لیے ہے؛ کیوں کہ صخر کا معنی ہے پتھر اور یہ حقارت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

هٰذَا الَّذِي تَرَكَ الأَوْهَامَ حَائِرَةً
وَصَيَّرَ العَالِمَ النِّحْرِيْرَ زِنْدِيْقًا ①

۲-کمالِ عنایت، یعنی مشارالیہ پر پوری توجہ مرکوز کرنے کے لیے بھی اسمِ اشارہ لایا جاتا ہے تاکہ وہ دوسروں سے الگ اور ممتاز ہو جائے، جیسے:

هٰذَا الَّذِي تَعْرِفُ البَطْحَاءُ وَطْأَتَهُ وَالبَيْتُ يَعْرِفُهُ وَالحِلُّ وَالحَرَمُ ②

۳-کسی چیز کے قرب و بعد کو بیان کرنے کے لیے بھی اسمِ اشارہ استعمال ہوتا ہے، جیسے: هٰذَا يُوْسُفُ، ذاكَ أَخُوْهُ، ذٰلِكَ غُلَامُهُ.

۴-کسی چیز کی عظمتِ شان بیان کرنے کے لیے بھی اسمِ اشارہ لایا جاتا ہے، جیسے: ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ﴾ [الإسراء: 9] اسی طرح: ﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ [البقرة: 2] قرآن کریم کی عظمتِ شان کے اظہار کے لیے اسمِ اشارہ ذکر کیا گیا۔

۵-کبھی اسمِ اشارہ ذکر کرنے کا مقصد مشارٌ الیہ کی تحقیر ہوتی ہے، جیسے: ﴿اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ﴾ [الأنبياء: 36] ③ اسی طرح: ﴿فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ﴾

---

① ”کتنے ہی ایسے عقل مند ہیں جنہیں تلاشِ رزق کے راستوں نے تھکا دیا اور کتنے ہی جاہل ایسے ہیں جنہیں آپ مال دار پائیں گے۔ یہ وہ چیز ہے جس نے عقلوں کو حیران کیا اور ماہر عالم کو بے دین بنا دیا۔“ هذا الذي محلِ استشہاد ہے کہ اس پر تعجب کا اظہار کیا گیا کہ عقل مند معاش کے لیے ٹھوکریں کھاتا ہے؛ جب کہ جاہل مزے میں ہوتا ہے۔

② ”یہ وہ شخص ہے جس کے قدم کے نشانات سے بطحاء واقف ہے اور بیت اللہ اور حل و حرم بھی اسے جانتے ہیں۔“ اس قصیدے کا پس منظر یہ ہے کہ حج کے زمانے میں خلیفہ ولید بن عبد الملک کا بھائی ہشام بن عبد الملک حج پر گیا اور ایک جماعت کے ساتھ مسجد الحرام میں داخل ہوا۔ ہشام نے طواف کا ارادہ کیا لیکن بھیڑ کی وجہ سے طواف نہ کر پایا۔ مجبوراً ایک کونے میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا کہ بھیڑ کچھ کم ہو اور وہ طواف کرے۔ وہ لوگوں کے طواف کا منظر دیکھ رہا تھا کہ ایسے میں حضرت زین العابدین رحمہ اللہ مسجد میں تشریف لائے، آپ کے آتے ہی لوگوں کی بھیڑ نے آپ کو راستہ دے دیا۔ اسی وقت ہشام کے ایک ساتھی نے اس سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کہ لوگ اتنا جس کا احترام کر رہے ہیں، ہشام نے دکھاوا کیا کہ وہ انہیں نہیں پہچانتا۔ اس موقعے پر فرزدق نے اونچی آواز میں کہا: أنا أعرفه میں انہیں پہچانتا ہوں، لہٰذا اس نے في البدیہہ زین العابدین رحمہ اللہ کی شان میں تیس ابیات پر مشتمل یہ قصیدہ کہا۔

③ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تحقیر کی غرض سے انہوں نے اسمِ اشارہ استعمال کیا۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

[الماعون: 2] [1] مشارٌ الیہ کی حقارت بیان کرنے کے لیے اسمِ اشارہ ذکر کیا گیا۔

اسمِ موصول: وہاں لایا جاتا ہے جہاں مخاطب کو صلہ کے علاوہ مسند الیہ کے احوال مختصہ (نام وصفات وغیرہ) کا علم نہ ہو، جیسے آپ اور آپ کے دوست کی کسی اجنبی سے ملاقات ہو جس سے دونوں ناواقف ہوں۔ اگر دوست اس کے بارے میں پوچھے یا خود اس کے متعلق بتانا ہو تو کہا جائے گا: الَّذِيْ كَانَ مَعَنَا أَمْسِ مُسَافِرٌ.

اس کے علاوہ درجِ ذیل مقاصد کے لیے بھی اسمِ موصول استعمال ہوتا ہے:

۱- تعلیل: یعنی علت بیان کرنے کے لیے، جیسے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾ [الأنبياء: 36] [2]

۲- مخاطب کے علاوہ سے بات چھپانے کے لیے، جیسے:

وَأَخَذْتُ مَا جَادَ الْأَمِيْرُ بِهِ وَقَضَيْتُ حَاجَاتِي كَمَا أَهْوَى [3]

۳- مخاطب کو غلطی پر تنبیہ کرنا، جیسے:

إِنَّ الَّذِيْنَ تَرَوْنَهُمْ إِخْوَانَكُمْ
يَشْفِيْ غَلِيْلَ صُدُوْرِهِمْ أَنْ تُصْرَعُوْا [4]

۴- محکوم بہ کی عظمتِ شان کے اظہار کے لیے، جیسے:

إِنَّ الَّذِي سَمَكَ السَّمَاءَ بَنَى لَنَا بَيْتًا دَعَائِمُهُ أَعَزُّ وَأَطْوَلُ [5]

---

① وہی گھٹیا شخص جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔

② جنت ملنے کی علت کو اسمِ موصول سے بیان کیا گیا کہ وہ ایمان اور اعمالِ صالحہ ہیں۔

③ "میں نے وہ چیز لے لی جس کی امیر نے سخاوت کی، اور میں نے اپنی چاہت کے مطابق اپنی ضروریات پوری کیں۔" عطا کردہ چیز کو اسمِ موصول سے بیان کرنے کا مقصد دوسروں سے مخفی رکھنا ہے۔

④ "بے شک وہ لوگ جنہیں تم اپنا بھائی گمان کرتے ہو، ان کے سینوں کو تمہارا ہلاک کیا جانا راحت پہنچاتا ہے۔" شاعر مخاطب کو تنبیہ کر رہا ہے کہ جن لوگوں کو تم اپنا بھائی گمان کرتے ہو ان کی کیفیت یہ ہے کہ تمہارے ہلاک ہونے سے انہیں راحت ملتی ہے، لہٰذا تمہارا انہیں بھائی سمجھنا غلطی ہے۔ اس غلطی پر تنبیہ کے لیے مسند الیہ کو معرفہ بالموصول کی صورت میں ذکر کیا گیا۔ اگر یوں کہا جاتا کہ فلاں قوم کے سینوں کی عداوت کو تمہارا ہلاک کیا جانا راحت پہنچاتا ہے تو اس سے غلطی پر تنبیہ نہ ہوتی۔

⑤ "وہ ذات جس نے آسمان بنایا، اس نے ہمارے لیے ایسا گھر بنایا جس کے ستون مضبوط اور بہت بلند ہیں۔" گھر =

Maktaba Tul Ishaat.com

۵- کسی چیز کی ہولناکی بیان کرنے کے لیے۔ کبھی اس کا مقصد تعظیم ہوتا ہے، جیسے: ﴿فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ﴾ [طٰہٰ: 78] ① اور کبھی ہولناکی کا مقصد تحقیر ہوتی ہے، جیسے: مَنْ لَمْ يَدْرِ حَقِيْقَةَ الحَالِ قَالَ مَا قَالَ. ②

٦- مذاق وتہکم کے لیے، جیسے کفار مکہ آپ ﷺ کی شان کے بارے میں کہتے تھے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ﴾ [الحجر: 6]. ③

معرفہ باللام: چونکہ الف لام تعریف کی چار قسمیں ہیں: ۱- الف لام جنسی، ۲- الف لام عہد خارجی، ۳- الف لام استغراقی، ۴- الف لام عہد ذہنی۔ اس لیے معرفہ باللام چار معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

الف لام جنسی: وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں کسی چیز کی جنس (حقیقت وماہیت) بتانا مقصود ہو، جیسے: الإِنْسَانُ حَيْوَانٌ نَاطِقٌ. ④

الف لام عہد خارجی: وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں کسی فردِ معین اور معہود کی طرف اشارہ مقصود ہو۔ کبھی اس فردِ معین کا ماقبل میں تذکرہ ہوتا ہے، جیسے: ﴿كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ﴾ [المزمل: 15] ⑤ کبھی تذکرے کے بغیر حضورِ ذاتی کی وجہ سے وہ متعین ہوتا ہے، جیسے: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ [المائدۃ: 3] ⑥ اور

= کی عظمت بیان کرنے کے لیے اسم موصول لایا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ بیت اللہ کو بنانے والی ذات بھی وہی ہے جس نے آسمان بنایا تو جس کا بنانے والا عظیم ہے تو وہ گھر کتنا عظیم ہوگا!

① انہیں ڈھانپ لیا سمندر میں سے اس چیز نے جس نے انہیں ڈھانپ لیا۔ یہاں مسند الیہ کو تعظیم اور خوف دلانے کے لیے اسم موصول کے ساتھ معرفہ لایا گیا کہ انہیں ایسی چیز نے ڈھانپ لیا جو بیان سے باہر ہے۔

② "مَن" موصولہ سے قائل کی جہالت کی ہولناکی کی طرف اشارہ ہے کہ جاہل جو چاہے کہتا رہتا ہے اور بے فضول باتیں کرتا ہے۔

③ اسم موصول تہکم ومذاق کے لیے ہے۔ اس کا قرینہ اگلا جملہ ہے۔

④ الإنسان پر الف لام جنسی ہے کہ انسان سے کوئی خاص فرد یا تمام افراد مراد نہیں، بلکہ دیگر ماہیات کے مقابلے میں انسان کی ماہیت وجنس کے متعلق بتایا جارہا ہے کہ وہ حیوان ناطق ہے۔

⑤ الرسول کا الف لام عہد خارجی ہے کہ اس سے معہود رسول "موسیٰ علیہ السلام" مراد ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہوا۔

⑥ الیوم پر الف لام عہد خارجی کا ہے؛ کیوں کہ وہ اپنی ذات کی وجہ سے متعین ہے کہ دسویں ہجری کا یوم عرفہ ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

کبھی سامع اس معہود کو جانتا ہے، جیسے: ﴿يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ [الفتح: 18].[1]

الف لام استغراقی: اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں جنس کے تمام افراد پر حکم لگانا مقصود ہو، جیسے: ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ﴾ [العصر: 2].[2]

الف لام عہد ذہنی:[3] وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں جنس کے افراد میں سے کوئی غیر متعین فرد مراد ہو، جیسے:

وَلَقَدْ أَمُرُّ عَلَى اللَّئِيْمِ يَسُبُّنِيْ فَمَضَيْتُ ثَمَّهُ قُلْتُ لَا يَعْنِيْنِي[4]

اگر کبھی خبر پر الف لام داخل ہو تو اس سے حصر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، یعنی حکم محکوم علیہ (مسند الیہ) پر منحصر ہوتا ہے، جیسے: ﴿وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ﴾ کا معنی ہے صرف وہی بہت بخشنے والا اور بہت محبت کرنے والا ہے۔

معرفہ بالاضافہ: وہاں لایا جاتا ہے جہاں اس کے علاوہ تعیین کا کوئی طریقہ نہ ہو، جیسے: كِتَابُ سِيْبَوَيْهِ، سَفِيْنَةُ نُوْحٍ.[5]

کبھی اس کے علاوہ درج ذیل مقاصد کے لیے معرفہ بالاضافہ لایا جاتا ہے:

۱- جہاں تعداد کا بیان ناممکن یا مشکل ہو، جیسے: أَجْمَعَ أَهْلُ الْحَقِّ عَلَى كَذَا، أَهْلُ الْبَلَدِ كِرَامٌ.[6]

---

① چونکہ صحابہ کرام اس درخت کو جانتے تھے؛ اس لیے الشجرة پر الف لام عہد خارجی کا ہے۔

② چونکہ خسارے کا حکم تمام انسانوں کے لیے ہے جس پر استثناء دال ہے؛ اس لیے الف لام استغراق کا ہے۔

③ یہ نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے، اسی لیے نکرہ کی صفت بنتا ہے اور اس کی صفت بھی نکرہ ہوتی ہے، جیسے مذکورہ شعر میں جملہ (جو نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے) الف لام عہد ذہنی پر مشتمل کلمے اللئیم کی صفت ہے۔

④ ''میرا جب بھی کسی ایسے کمینے پر گزر ہو جو مجھے گالیاں دے تو میں وہاں سے چلا جاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس نے مجھے مراد نہیں لیا۔'' چونکہ کوئی متعین کمینہ مراد نہیں؛ اس لیے اللئیم پر الف لام عہد ذہنی کا ہے۔

⑤ چونکہ کتابیں اور کشتیاں بہت ہیں، اگر سیبویہ اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے متعلق خبر دینی ہو تو اضافت کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں؛ کیوں کہ ان دونوں کا نہ تو کوئی مستقل نام ہے اور نہ ہی یہ اس طرح قریب و بعید ہیں کہ ان کی طرف اشارہ کیا جاسکے۔

⑥ اہل حق کا گننا ممکن نہیں، اس لیے ان کی تعبیر معرفہ بالاضافت سے کی گئی اور شہر کے لوگوں کا گننا اگرچہ ممکن ہے لیکن مشکل ہے؛ اس وجہ ان کا بیان اضافت کے ساتھ کیا گیا۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

۲- تذکرے میں بعض افراد کو دوسرے بعض سے پہلے ذکر کرنے کے ضرر سے بچنے کے لیے، جیسے: حَضَرَ أُمَرَاءُ الْجُنْدِ.①

۳- مضاف، مضاف الیہ یا ان کے علاوہ کی تعظیم کے لیے، جیسے: كِتَابُ السُّلْطَانِ حَضَرَ،② هٰذَا خَادِمِي،③ أَخُو الْوَزِيْرِ عِنْدِي.④

۴- مضاف، مضاف الیہ یا ان کے علاوہ کی حقارت بیان کرنے کے لیے، جیسے: هٰذَا ابْنُ اللِّصِّ،⑤ اللِّصُّ رَفِيْقُ هٰذَا،⑥ أَخُوْ اللِّصِّ عِنْدَ عَمْرٍو.⑦

۹- مقام کی تنگی کی وجہ سے اختصار کے لیے، جیسے:

هَوَايَ مَعَ الرَّكْبِ الْيَمَانِيْنَ مُصْعِدٌ جَنِيْبٌ وَجُثْمَانِي بِمَكَّةَ مُوْثَقُ⑧

منادٰی: اس کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب مخاطب کو متوجہ کرنا مقصود ہو اور اس کے نام وغیرہ کا علم نہ ہو، جیسے: يَا رَجُلُ، يَا فَتَى! کبھی ندا کا مقصد مطلوبہ چیز کی علت کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے، جیسے: يا غُلَامُ! أَحْضِرِ الطَّعَامَ، يَا خَادِمُ! أَسْرِجِ الْفَرَسَ.⑨ اس کے علاوہ دیگر مقامات میں بھی ندا کا استعمال ہوتا ہے جن کا تذکرہ ادواتِ ندا میں ہو چکا۔

---

① نام لینے کی صورت میں ایک مقدم اور دوسرا مؤخر ہوتا تو مؤخر الذکر سالاروں کی ناراضگی کا اندیشہ تھا۔ اس سے بچنے کے لیے اضافت کا طریقہ اختیار کیا گیا۔

② مضاف یعنی خط کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے اس کی اضافت سلطان کی طرف کی گئی۔

③ اس میں متکلم نے اپنی بڑائی بیان کی کہ میں خدم وحشم والا ہوں۔

④ مضاف أخ یا مضاف الیہ الوزیر کی تعظیم مقصود نہیں، بلکہ متکلم اپنی اہمیت بتا رہا ہے کہ میں اتنا بڑا آدمی ہوں کہ وزیر کے بھائی بھی میرے پاس آتے رہتے ہیں۔

⑤ یہ چور کا بیٹا ہے۔ مضاف کی تحقیر کے لیے اضافت کی گئی۔

⑥ مضاف الیہ کی حقارت مقصود ہے کہ چور اس کا دوست ہے۔

⑦ مضاف أخو اور مضاف الیہ اللِّصّ کے علاوہ کی تحقیر مقصود ہے کہ عمرو ایسا شخص ہے جس کے پاس چوروں کا آنا جانا ہوتا ہے۔

⑧ ''میرا محبوب یمن کے قافلے کے ساتھ جا رہا ہے، ان کا تابع ہو کر اور میرا جسم مکہ میں قید ہے۔'' اختصار کی خاطر الذي أهواه کے بجائے هواي کہا گیا۔

⑨ مطلوبہ چیز طعام اور لگام ہے تو غلام اور خادم کو ندا کر کے اشارہ کیا گیا کہ یہ دونوں طعام اور لگام کے لیے علت ہیں۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

نکرہ کے مقامات:[1] نکرہ کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں محکی عنہ (جس کے بارے میں خبر دی جائے) کی پہچان کا کوئی ذریعہ معلوم نہ، جیسے کسی اجنبی کے آنے کی اطلاع دینی ہو اور اس کا نام اور اوصاف وغیرہ معلوم نہ ہوں تو کہا جائے گا: جَاءَ هٰهُنَا رَجُلٌ.

اس کے علاوہ درج ذیل مقاصد کے لیے بھی نکرہ استعمال ہوتا ہے:

۱۔ تقلیل وتکثیر کے بیان کے لیے، جیسے: ﴿وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ [التوبة: 72]،[2] لِفُلَانٍ مَالٌ، أي: مَالٌ كَثِيْرٌ.[3]

۲۔ تعظیم اور تحقیر کے لیے، جیسے:

لَهُ حَاجِبٌ عَنْ كُلِّ أَمْرٍ يَشِيْنُهُ
وَلَيْسَ لَهُ عَنْ طَالِبِ العرف حَاجِبُ[4]

۳۔ نفی کے بعد عموم پیدا کرنے کے لیے، جیسے: ﴿مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ﴾ [المائدة: 19]. ہمارے پاس کوئی بھی خوش خبری دینے والا نہیں آیا۔ بشیر نکرہ نفی کے بعد عموم کا فائدہ دے رہا ہے۔

۴۔ فردِ معین یا نوعِ معین پر دلالت کے لیے، جیسے: ﴿وَ اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ﴾ [النور: 45].[5]

---

[1] نکرہ اس اسم کو کہتے ہیں جو کسی خاص جگہ، شخص اور چیز پر دلالت نہ کرے۔

[2] رضوانٌ نکرہ برائے تقلیل ہے، یعنی اللہ جلّ شانہ کی معمولی رضا بھی بہت بڑی چیز ہے۔

[3] لفظِ مالٌ سے تکثیر اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ اس کے پاس موجود مال شمار سے باہر ہے۔ اگر ممکن ہوتا تو گن کر بتا دیا جاتا، لیکن شمار میں نہ آسکنے کی وجہ سے مجبوراً مال کو مطلق ذکر کیا گیا۔

[4] "اس (میرے ممدوح) کے لیے عظیم مانع ہے جو اسے بدنما کرنے والے کسی بھی عیب کو اس کے پاس نہیں پہنچنے دیتا، لیکن اس کے پاس بھلائی کے متلاشی کے لیے کوئی کمزور سی رکاوٹ بھی نہیں۔" مذکورہ شعر میں حاجب نکرہ دو مرتبہ استعمال ہوا۔ پہلا برائے تعظیم اور دوسرا تحقیر کے لیے ہے۔

[5] دابۃ اور ماء نکرہ ہیں جن سے فرد اور نوع دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔ فرد کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو ایک خاص شخص (اس کے باپ) کے پانی سے پیدا کیا، اور نوع مراد لینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر خاص نوع، مثلاً بکری کو بکرے کے پانی سے، گائے کو بیل کے پانی سے پیدا کیا۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

۵- کسی کی تعیین مخفی رکھنے کے لیے، جیسے متکلم اپنے بارے میں کسی کا قول نقل کرے کہ اس نے مجھے یہ کہا اور نام لینے کی صورت میں اندیشہ ہو کہ لوگ اسے تکالیف پہنچائیں گے تو کہے گا: قَالَ رَجُلٌ إِنَّكَ انْحَرَفْتَ عَنِ الصَّوَابِ. ایک شخص نے کہا کہ تو حق سے پھر گیا۔

پانچواں باب اطلاق اور تقیید کے بیان میں

مطلق کلام: اگر کلام صرف مسند اور مسند الیہ پر مشتمل ہو تو اسے مطلق کلام کہتے ہیں۔ مطلق کلام میں سامع آزاد ہوتا ہے کہ وہ اسے کسی بھی ممکن صورت پر محمول کر سکتا ہے۔[1]

مقیَّد کلام: اگر کلام میں مسند الیہ اور مسند کے علاوہ کچھ اور قیودات بھی ہوں خواہ ان کا تعلق دونوں سے ہو یا کسی ایک سے تو اسے مقیَّد کلام کہتے ہیں، جیسے: جاءَ بَكْرٌ مَاشِيًا أمس.[2]

کلام کو مفاعیل خمسہ[3] نواسخ[4] شرط، نفی اور توابع وغیرہ کے ساتھ مقید کیا جاتا ہے۔

مفاعیل سے تقیید کی اغراض: کلام کو مفاعیل کے ساتھ مقید کرنے کی یہ وجوہات ہوتی ہیں:

۱- فعل کی نوعیت بتانے کے لیے کہ کس طرح تھا؟ جیسے: جَلَسْتُ جِلْسَةَ القَارِئِ. میں قاری کے بیٹھنے کی طرح بیٹھا۔[5]

---

① مطلق کلام وہاں لایا جاتا ہے جہاں متکلم کا مقصد کسی تفصیل کے بغیر صرف اپنی بات پیش کرنا ہو، مثلاً جَاءَ بَكْرٌ مطلق کلام ہے تو سامع اسے ہر ممکن صورت پر محمول کر سکتا ہے کہ بکر فلاں وقت، فلاں کے ساتھ، فلاں سواری پر آیا۔

② مقیَّد کلام وہاں لایا جاتا ہے جہاں متکلم کا مقصد بات کو پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ پیش کرنا ہو۔ مقیَّد کلام میں سامع آزاد نہیں ہوتا، بلکہ متکلم کی لگائی ہوئی قیودات پر ہی کلام کو محمول کرنا لازم ہوتا ہے۔

③ مفعول مطلق، مفعول بہ، مفعول فیہ، مفعول معہ، اور مفعول لہ۔

④ نواسخ ناسخةٌ کی جمع ہے۔ نواسخ ان کلمات کو کہتے ہیں جو مبتدا خبر پر داخل ہو کر ان کی حیثیت بدل دیں، جیسے افعال ناقصہ، حروف مشبہ بالفعل، افعال مقاربہ۔

⑤ یہ مفعول مطلق میں ہوتا ہے، اور مفعول مطلق بیانِ نوع کے علاوہ تاکید اور بیانِ عدد کے لیے بھی آتا ہے، جیسے: ﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا﴾ [النساء: 164] اللہ جل شانہ نے حقیقت میں موسیٰ علیہ السلام سے بات کی۔ جَلَسْتُ جَلَسَاتٍ. میں کئی دفعہ بیٹھا۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

۲- جس پر کام واقع ہوا سے بتانے کے لیے۔ اس مقصد کے لیے مفعول بہ استعمال ہوتا ہے، جیسے: ضَرَبْتُ زَيْدًا.

۳- جس جگہ یا زمانے میں کام واقع ہو اس کی تعیین کے لیے۔ اس کے لیے مفعول فیہ استعمال ہوتا ہے، جیسے: لَقِيْتُ زَيْدًا يومَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَسْجِد.

۴- فعل کی وجہ بتانے کے لیے۔ یہ مفعول لہ میں ہوتا ہے، جیسے: ضَرَبْتُهُ تَأْدِيْبًا.

۵- فعل کی مصاحبت بتلانے کے لیے مفعول معہ کا استعمال ہوتا ہے، جیسے: سِرْتُ وَالطَّرِيْقَ. میں راستے کے ساتھ چلتا گیا۔

۶- حالت اور کیفیت بتانے کے لیے حال کو استعمال کیا جاتا ہے، جیسے: جَاءَنِي زَيْدٌ رَاكِبًا. میرے پاس زید سوار ہو کر آیا۔

۷- ذات کی وضاحت کرنے کے لیے۔ اس مقصد کے لیے تمیز کا استعمال ہوتا ہے، جیسے: طَابَ زَيْدٌ عِلْمًا. زید علم کے اعتبار سے اچھا ہے۔

۸- یہ بات بیان کرنے کے لیے کہ حکم سب کو شامل نہیں استثناء کی قید لائی جاتی ہے، جیسے: جَاءَ الطُّلَّابُ إلا زَيْدًا.

کلامِ مقیَّد میں قیودات کا اعتبار ضروری ہے، ورنہ کلام جھوٹا یا بے فائدہ ہو جاتا ہے، مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ﴾ [الأنبياء: 16] میں نفی سے مقصود حال کی قید ہے۔ اگر اس کا اعتبار نہ کیا جائے تو کلام جھوٹا ہوگا۔ اسی طرح كَانَ زَيْدٌ مُسَافِرًا میں نواسخ کی قید کا اعتبار نہ کرتے ہوئے زَيْدٌ مُسَافِرٌ کا اعتبار کیا جائے تو کلام کا مقصد حاصل نہیں ہوگا۔

نواسخ کے فوائد و مقاصد: نواسخ سے کی جانے والی تقیید ان مختلف اغراض پر دلالت کرتی ہے جن پر الفاظِ نواسخ دلالت کرتے ہیں، مثلاً:

۱- کان استمرار اور زمانہ ماضی پر دلالت کرتا ہے، استمرار، جیسے: ﴿كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا

Maktaba Tul Ishaat.com

عَلِيمًا﴾ [النساء: 148] اللہ تعالیٰ سمیع وعلیم ہے۔ كان زيدٌ قائمًا. زید کھڑا تھا۔

۲۔ظلَّ، بَاتَ، أصْبَحَ، أمْسَىٰ، أضحَىٰ وقتِ معین پر دلالت کرتے ہیں۔①

۳۔مادام ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے، جیسے: أحْسِنْ مَا دُمْتَ حيًّا.

۴۔ كاد، كَرَبَ، أوشكَ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ فعل کا وقوع قریب ہے۔②

وَجَدَ، ألْفَى، دَرَى، تعلم وغیرہ یقین کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔③

نواسخ پر مشتمل جملہ بھی حقیقت میں مبتدا وخبر سے مرکب ہوتا ہے، البتہ اس کی حیثیت اور نام بدل جاتے ہیں، کبھی انہیں اسم اور خبر سے اور کبھی مفعول کی حیثیت سے تعبیر کیا جاتا ہے، لہٰذا ظَنَنْتُ زَيْدًا قَائِمًا. کا معنی ہے: زَيْدٌ قَائِمٌ عَلَى وَجْهِ الظَّنِّ.

شرط سے تقیید کی اغراض: جملے کو شرط سے مقیَّد کرنے کی غرض ان معانی کا حصول ہوتا ہے جن پر الفاظِ شرط دلالت کرتے ہیں، مثلاً: مَتَى، أيَّان زمانے پر دلالت کرتے ہیں۔④ أينَ، أنَّى، حَيْثُمَا مکان پر دلالت کرتے ہیں۔⑤ كَيْفَمَا حالت پر دلالت کرتا ہے، جیسے: كَيْفَمَا تفْعَلْ أفْعَلْ (جس طرح تم کرو گے میں بھی کروں گا)۔

---

① جیسے: ظَلَّ الجَوُّ ماطرًا. دن بھر موسم بارش والا رہا۔ بَاتَ زَيْدٌ سَاهِرًا. زید نے جاگ کر رات گزاری۔ أصْبَحَ زَيْدٌ مَرِيْضًا. زید صبح کے وقت بیار ہوا۔ أمسى زيدٌ نَشِيْطًا. شام کے وقت زید چست ہوگیا۔ أضْحَى زَيْدٌ صَاحِيًا. چاشت کے وقت زید کو افاقہ ہوا۔

② جیسے: كَادَ الفَقْرُ أنْ يَكُوْنَ كُفْرًا. قریب ہے فقر ناشکری میں مبتلا کرے۔ كَرَبَ زَيْدٌ يَخْرُجُ. زید نے نکلنا شروع کر دیا۔ أوشَكَ بَكْرٌ أنْ يَذهَبَ. بکر بس جانے ہی والا ہے۔

③ جیسے: وَجَدْتُ الصَّلَاحَ بابَ الخَيْرِ، ألفَيْتَ كُلَّ تَمِيْمَةٍ لَا تَنْفَعُ، دَرَيْتُ النَّجاحَ قَرِيْبًا مِنْ طَالِبِ العِلْمِ، تَعَلَّمْ أنَّ الرِّيَاءَ بَلَاءٌ.

④ جیسے: مَتَى تَقُمْ أقُمْ (جب تم کھڑے ہو گے میں بھی کھڑا ہوں گا)، أيَّانَ تُطِعِ اللهَ يُسَاعِدْكَ (جب بھی تم اللہ کی اطاعت کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا)۔

⑤ جیسے: أيْنَ تَذْهَبْ أصْحَبْكَ (تم جہاں بھی جاؤ گے میں بھی جاؤں گا)۔ أنَّى تَدْعُ اللهَ تَجِدْهُ سَمِيْعًا (جہاں بھی تم اللہ کو پکارو گے اسے سننے والا پاؤ گے)۔ حَيْثُمَا يَنْزِلِ المَطَرُ يَكْثُرِ الزَّرْعُ (جہاں بھی بارش برسے وہاں کھیتی زیادہ ہوتی ہے)۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

ادواتِ شرط میں فرق کی بحث علم نحو میں ہوتی ہے۔ علمِ معانی میں إن، إذا اور لو کے درمیان فرق کو واضح کیا جاتا ہے؛ کیوں کہ یہ ایسی خصوصیات پر مشتمل ہیں جو علم البلاغت کا حصہ شمار ہوتی ہیں۔

لو اور إن وإذا میں فرق: إن اور إذا زمانہ مستقبل میں شرط کے لیے آتے ہیں؛ جب کہ لو والی شرط کا تعلق ماضی سے ہوتا ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ عام طور پر لفظ معنی کا تابع ہوتا ہے؛ اس لیے إن اور إذا کے ساتھ فعل مضارع اور لو کے ساتھ فعل ماضی مذکور ہوتا ہے۔①

إن وإذا میں فرق: إن میں شرط کا وقوع یقینی نہیں ہوتا؛ جب کہ إذا میں شرط کا وقوع یقینی ہوتا ہے۔ اسی لیے إذا کے بعد فعلِ ماضی کا وقوع زیادہ ہوتا ہے، گویا کہ شرط واقع ہوچکی۔ اور إن کے ساتھ فعلِ مضارع کا وقوع زیادہ ہوتا ہے۔②

یہی وجہ ہے کہ نادرالوقوع احوال کا تذکرہ إن کے ساتھ③ اور کثیرالوقوع احوال کو إذا کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ ؕ﴾ [الأعراف: 131] میں الحسنة کو إذا کے ساتھ اور سيئة کو إن کے ساتھ اسی لیے تعبیر کیا گیا۔④

چونکہ لو والی شرط کا تعلق ماضی سے ہوتا ہے؛ اس لیے اس کے بعد فعلِ ماضی آتا ہے،

---

① جیسے: ﴿وَ اِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ﴾ [الکهف: 29]؛ وإذا ترد إلى قليل تقنع. ﴿وَ لَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ [النحل: 9].

② لہذا إنْ أَبْرَأْ مِنْ مَرَضِي أَتَصَدَّقْ بِأَلْفِ دِيْنَارٍ. کا مطلب یہ ہے کہ قائل کو صحت مند ہونے میں شک ہے؛ جب کہ إذَا بَرِئْتُ مِنْ مَرَضِي تَصَدَّقْتُ بِأَلْفِ دِيْنَارٍ. کا مطلب یہ ہوگا کہ اسے صحت مند ہونے کا یقین ہے۔

③ کیوں کہ نادرالوقوع کا وقوع یقینی نہیں ہوتا۔

④ واضح رہے کہ الحسنة میں الف لام جنسی ہے جو تمام انواع کو شامل ہونے کی وجہ سے کثیرالوقوع ہے؛ اس لیے اس کی تعبیر میں ماضی اور إذا کو استعمال کیا گیا؛ جب کہ ''سيئة'' کو نکرہ اور فعلِ مضارع و إن کے ساتھ ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے خاص ''سيئة'' یعنی قحط سالی مراد ہے جو قلیل الوقوع ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

جیسے: ﴿وَ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ﴾ [الأنفال: 23]. مطلب یہ کہ اگر ماضی میں ان سے خیر کا صدور و ثبوت ہوتا تو انہیں سننے کی توفیق بھی مل جاتی۔

واضح رہے کہ جملہ شرطیہ میں اصل مقصود جواب ہوتا ہے اور شرط اس کے لیے قید ہوتی ہے، لہٰذا إن يَجْتَهِدْ زَيْدٌ أُكْرِمْهُ. کا مطلب اس بات کی خبر دینا ہے کہ میں عن قریب زید کا اکرام کروں گا،① لیکن عام حالات میں نہیں بلکہ جب وہ محنت کرے۔

نفی سے تقیید کی غرض: جملے کو نفی سے مقیّد کرنے کی غرض اس مخصوص طریقے سے نسبت کو سلب کرنا ہے جس پر درج ذیل چھ حروفِ نفی (لا، ما، إنْ، لَنْ، لَمْ، لمّا) دلالت کرتے ہیں۔

لا: مطلق نفی کے لیے آتا ہے۔② ما③ اور إن④ اگر فعلِ مضارع پر داخل ہوں اور مطلق ہوں تو نفی حال کے لیے آتے ہیں۔ لن استقبال کی نفی کے لیے آتا ہے۔ لم اور لمّا نفی ماضی کے لیے آتے ہیں، البتہ لمّا کے ذریعے کی جانے والی نفی کے لیے شرط یہ ہے کہ: ۱- نفی کا حکم تکلم کے زمانے تک دراز ہو،⑤ ۲- اور وہ حکم ممتنع نہ ہو،⑥ جیسے: ﴿لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ﴾⑦ جب کہ لم میں یہ دونوں شرطیں نہیں۔⑧

نفی میں لمّا کی وہ حیثیت ہے جو اثبات میں قد کی ہے، یعنی اگر قد زمانہ حال میں فعل کے وجود پر دلالت کرتا ہے تو لمّا اس زمانہ حال تک اس کی نفی کرتا ہے؛ لہٰذا لمّا

---

① جب جزا کسی خبر پر مشتمل ہو تو اسے جملہ شرطیہ خبریہ کہتے ہیں۔ اگر جزا میں خبر نہ ہو بلکہ طلب ہو تو جملہ شرطیہ انشائیہ کہلائے گا، جیسے: إن يَجْتَهِدْ زَيْدٌ أُكْرِمْهُ.

② یعنی اس میں تینوں زمانوں میں سے کسی زمانے یا کسی مکان کی تخصیص نہیں ہوتی، جیسے: لا زَيْدٌ فِي الدَّار.

③ جیسے: عَرَفْتُكَ ما تُحِبُّ العَبَثَ.

④ جیسے: ﴿اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ﴾ [الجن: 25].

⑤ لہٰذا لمّا يَقُمْ زَيْدٌ ثُمَّ قَامَ کہنا جائز نہیں کہ نفی کا حکم تکلم کے زمانے تک نہیں، بلکہ ثُمَّ قَامَ سے قیام کا اثبات ہے۔

⑥ لہٰذا لمّا يَجْتَمِعُ النَّقِيْضَانِ کہنا جائز نہیں؛ کیوں کہ اجتماعِ نقیضین ممتنع ہے۔

⑦ انسان نے ابھی تک وہ کام نہیں کیا جس کا اسے حکم دیا گیا، لیکن ممکن ہے کہ کر لے۔

⑧ لہٰذا لَمْ يَقُمْ زَيْدٌ ثُمَّ قَامَ اور لَمْ يَجْتَمِعِ النَّقِيْضَانِ کہنا جائز ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

يَجِيءُ مُحَمَّدٌ فِي الْعَامِ الْمَاضِي کہنا صحیح نہیں؛ کیوں کہ العام الماضي کی قید زمانہ حال سے بعید ہے، لہٰذا زمانہ حال کے ساتھ اس کا ترجمہ کرنا صحیح نہیں۔

توابع سے تقیید کی اغراض: توابع سے کی جانے والی تقیید ان مختلف اغراض پر دلالت کرتی ہے جو توابع سے مقصود ہوں، مثلاً:

نعت یعنی صفت سے تقیید کا مقصد موصوف کو دوسری چیزوں سے ممتاز اور جدا کرنا،① یا موصوف کی حالت کی وضاحت اور کشف② یا موصوف کی تاکید③ مدح④ مذمت⑤ یا ترحم کا اظہار ہوتا ہے۔⑥

تاکید سے تقیید کا مقصد متبوع کے حکم کو نسبت کے اعتبار سے پختہ کرنا⑦ متبوع سے مجاز اور سہو کے وہم کو دور کرنا⑧ یا اس وہم کو دور کرنا ہوتا ہے کہ حکم اکثر افراد کو شامل ہے سب کو نہیں۔⑨

---

① جیسے: حَضَرَ عَلِيٌّ الْكَاتِبُ. صفت الكَاتِبُ نے علی کو اپنے ان ہم ناموں سے ممتاز کر دیا جو کاتب نہیں۔ اسے صفت ممیزہ بھی کہتے ہیں۔

② جیسے: الْجِسْمُ الطَّوِيْلُ الْعَرِيْضُ الْعَمِيْقُ يَشْغَلُ حَيِّزًا مِنَ الْفَرَاغِ لمبا، چوڑا، گہرا جسم خالی جگہ کو گھیر لیتا ہے، مثلاً ایک خالی الماری میں کتابیں رکھ دی جائیں تو کتابیں اس میں موجود خلا کو پر کر دیتی ہیں؛ کیوں کہ کتاب ایک جسم ہے جس میں طول، عرض اور عمق پایا جاتا ہے۔ الجسمُ موصوف کے بعد آنے والی صفات موصوف کی حقیقت و ماہیت کو واضح کر رہی ہیں۔ اسے صفتِ موضحہ اور کاشفہ کہتے ہیں۔

③ جیسے: ﴿تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ [البقرة: 196] كَامِلَةٌ صفت، موصوف عشرة کی تاکید کے لیے ہے کہ حج قران اور حج تمتع کرنے والا اگر دم نہ دے سکے تو پورے دس دن روزے رکھے۔ ان میں کمی زیادتی نہیں۔ لفظِ "دس" نے اپنے متبوع کو مؤکد و پختہ کیا۔ اسے صفتِ مؤکدہ کہتے ہیں۔

④ جیسے: حَضَرَ خَالِدٌ الْهُمَامُ. الْهُمَامُ صفت مدح کے لیے ہے۔ اسے صفتِ مادحہ کہتے ہیں۔

⑤ جیسے: ﴿وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ [اللهب: 4] حمالة الحطب مذمت کے لیے ہے۔ یہ صفتِ ذامہ کہلاتی ہے۔

⑥ جیسے: ارْحَمْ إِلَى خَالِدٍ الْمِسْكِيْنِ. خالد بے چارے پر رحم کرو۔ صفت المسكين ترحم کے لیے ہے کہ وہ بے چارہ کمزور و لاچار ہے۔ اس کے ساتھ رحم اور مہربانی کا معاملہ کرو۔

⑦ جیسے: ظَهَرَ ظَهَرَ الْهِلَالُ، جَاءَ أَبُوْنَا أَبُوْنَا.

⑧ جیسے: قَرَأْتُ الْكِتَابَ كُلَّهُ، حَادَثَنِي السُّلْطَانُ نَفْسُهُ. خود بادشاہ نے مجھ سے بات کی۔ مذکورہ مثالوں میں كله اور نفسه کی قیود نے اس احتمال کو دور کیا کہ اکثر کتاب پڑھی ہوگی یا بادشاہ نے کوئی نمائندہ بھیجا ہوگا۔

⑨ جیسے: ﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ﴾. كلهم سے کلیت کا اثبات ہے کہ سب نے سجدہ کیا۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

عطف بیان[1] سے تقیید کا مقصد متبوع کی وضاحت[2] یا وضاحت کے ساتھ مدح ہوتی ہے۔[3] عطف بیان میں تابع کا متبوع سے زیادہ واضح ہونا ضروری نہیں، بلکہ تابع و متبوع دونوں کے اجتماع سے ہونے والی وضاحت کافی ہے، جیسے: عَلِيٌّ زَيْنُ العَابِدِيْنَ، العَسْجَدُ الذَّهَبُ.[4]

عطف بحرف یا عطف نسق کا مقصد ان فوائد کا حصول ہے جن کے لیے حروف عطف وضع ہوتے ہیں، مثلاً ترتیب وتعقیب[5] یا ترتیب مع التراخی[6] وغیرہ۔

بدل سے تقیید کا مقصد کلام کو مزید پختہ اور واضح کرنا ہوتا ہے، مثلاً بدل الکل: قَدِمَ اِبْنِي عَلِيٌّ میں علي، ابني کی وضاحت کررہا ہے۔[7] بدل البعض: سَافَرَ الْجُنْدُ أَغْلَبُهُ میں أغلبه جند کی وضاحت کر رہا ہے۔[8] بدل الاشتمال: نَفَعَنِي الأُسْتَاذُ عِلْمُهُ میں علمه الأستاذ کی وضاحت کررہا ہے۔[9]

---

① عطف بیان وہ تابع ہے جو صفت نہ ہو یعنی مشتق نہ ہو اور متبوع کو واضح کر دے۔

② جیسے: أَقْسَمَ بِاللّٰهِ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ. ابوحفص عمر نے اللہ کی قسم کھائی۔ عمر عطف بیان ہے جو ابوحفص کی وضاحت کر رہا ہے۔

③ ﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ﴾ البيتَ الحرامَ نہ صرف کعبہ کی وضاحت کررہا ہے، بلکہ اس سے مدح بھی مقصود ہے کہ وہ حرمت والی جگہ ہے، جس میں لڑائی جھگڑا اور فسق و فجور حرام ہیں۔

④ زين العابدين عطف بیان ہے مگر وہ علی سے زیادہ واضح اور مشہور نہیں، البتہ دونوں کے اجتماع سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ اس سے علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔ العَسْجَدُ الذَّهَبُ میں الذهب عطف بیان ہے جو العَسْجَدُ کی وضاحت کرتا ہے۔

⑤ اس مقصد کے لیے "فاء" آتی ہے، جیسے: جَاءَ زَيْدٌ فَعَمْرٌو.

⑥ اس مقصد کے لیے "ثم" کا استعمال ہوتا ہے، جیسے: جَاءَ زَيْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو.

⑦ بدل (علي) نے اپنے متبوع (ابني) کو اس طرح پختہ کیا کہ مبدل منہ اور بدل سے ایک ہی ذات مراد ہے۔ گویا متکلم نے مسند الیہ کو مکرر ذکر کیا اور تکرار کی وجہ سے کلام میں پختگی پائی گئی۔

⑧ یہاں پختگی اور وضاحت اس طرح ہے کہ بدل أغلبُه، مبدل منہ الجند کا بعض ہے اور بعض کل کا حصہ ہوتا ہے۔ گویا مبدل منہ کا ذکر دو مرتبہ ہوا۔ ایک مرتبہ مستقل اور دوسری مرتبہ کل کے ضمن میں تو مسند الیہ کی تکرار کی وجہ سے کلام میں پختگی پائی گئی۔

⑨ یہاں پختگی اور وضاحت اس طرح ہے کہ جب الأستاذ کہا تو تعلیم و تعلم سمجھ آیا؛ کیوں کہ تعلیم و تعلم کے بغیر استاذ نہیں ہوتا۔ پھر مستقل طور پر بھی علم کا ذکر کیا تو مسند الیہ کی تکرار کی وجہ سے کلام میں پختگی پائی گئی۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

چھٹا باب: قصر کے بیان میں

قصر لغت میں حبس کو کہتے ہیں اور اصطلاحاً مخصوص طریقے سے ایک چیز کو دوسری کے ساتھ خاص و منحصر کرنا قصر کہلاتا ہے۔ قصر کی دو قسمیں ہیں: ۱- حقیقی، ۲- اضافی۔ ①

قصرِ حقیقی: اختصاص وحصر صورتِ واقعیہ اور نفسِ حقیقت کے اعتبار سے ہو، کسی دوسری چیز کی طرف اضافت اور نسبت کے اعتبار سے نہ ہو، مثلاً شہر میں ایک ہی شخص کاتب ہو اس کے علاوہ کوئی نہ ہو تو اسے بطورِ قصر یوں تعبیر کریں گے: لَا كَاتِبَ فِي الْمَدِيْنَةِ إِلَّا عَلِيٌّ.

قصرِ اضافی: اختصاص وحصر کسی دوسری چیز کی اضافت ونسبت کے اعتبار سے ہو حقیقت کے اعتبار سے نہ ہو، مثلاً مخاطب علی کے بارے میں قعود کا گمان رکھتا ہے تو قصرِ اضافی کی صورت میں صفتِ قعود کی نفی کرتے ہوئے کہیں گے: مَا عَلِيٌّ إِلَّا قَائِمٌ. (علی کھڑا ہی ہے) اس جملے کا مطلب قعود کے مقابلے میں قیام کی تخصیص ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ علی کے لیے قیام کے علاوہ کوئی صفت ثابت نہیں۔

قصر کی اقسام: قصرِ حقیقی وقصرِ اضافی میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: ۱-قصر الموصوف علی الصفۃ، ۲-قصر الصفۃ علی الموصوف۔ واضح رہے کہ صفت سے صفت معنوی مراد ہے صفتِ نحوی نہیں۔ اس طرح چار قسمیں بنیں:

موصوف کا صفت پر قصرِ حقیقی: ② یہ قسم تقریباً نہیں پائی جاتی؛ کیوں کہ انسان سب صفات کا احاطہ نہیں کرسکتا، البتہ بطورِ فرض اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے، جیسے: مَا زَيْدٌ إِلَّا كَاتِبٌ جب زید میں صفتِ کتابت کے علاوہ کوئی صفت نہ پائی جائے۔

صفت کا موصوف پر قصرِ حقیقی: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ صفت اس موصوف کے علاوہ

---

① یعنی سب کے مقابلے میں قصر یا بعض کے مقابلے میں قصر۔

② یعنی حقیقت اور واقع کے اعتبار سے موصوف میں اس صفت کے علاوہ کوئی دوسری صفت نہ پائی جائے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ یہ صفت کسی اور موصوف میں بھی پائی جائے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

کسی اور میں حقیقی طور پر نہ پائی جائے،[1] جیسے: مَا فِي الدَّارِ إِلَّا زَيْدٌ.[2] اور کبھی اس میں مبالغہ بھی ہوتا ہے کہ زید کے علاوہ باقی آدمی نہ ہونے کے برابر ہیں۔

موصوف کا صفت پر قصرِ اضافی: یعنی موصوف کو کسی دوسری صفت کے اعتبار سے ایک صفت کے ساتھ خاص کیا جائے، جیسے: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ﴾ [آل عمران: 144].[3]

صفت کا موصوف پر قصرِ اضافی: یعنی کسی دوسرے موصوف کے اعتبار سے صفت کو موصوف کے ساتھ خاص کرنا، مثلاً کوئی شخص یہ سمجھتا ہو کہ بکر اور علی دونوں شہسوار ہیں، تو علی کو ترجیح دیتے ہوئے کہا جائے: لَا فَارِسَ إِلَّا عَلِيٌّ. یعنی بکر کے مقابلے میں شہسوار تو علی ہی ہے، البتہ بکر کے علاوہ میں یہ صفت پائی جاسکتی ہے۔

قصرِ اضافی کی اقسام: قصر اضافی کی تین قسمیں ہیں: ۱-قصرِ افراد، ۲-قصرِ قلب، ۳-قصرِ تعیین۔

قصرِ افراد: وہ قصرِ اضافی جس میں مخاطب شرکت کا اعتقاد رکھتا ہو، یعنی ایک صفت میں دو یا زیادہ موصوف کا یا ایک موصوف میں دو یا زیادہ صفات کا قائل ہو اور متکلم ایک کی تخصیص کرے۔[4] قصرِ افراد میں دونوں صفتوں کا اجتماع ممکن ہوتا ہے۔

قصرِ قلب: وہ قصرِ اضافی جس میں مخاطب کا اعتقاد اس حکم کے برعکس ہو جسے متکلم ثابت کرنا چاہتا ہے تو متکلم اپنے گمان کے مطابق حکم کو اپنی رائے کے ساتھ خاص کر

---

① اس موصوف میں اس صفت کے علاوہ دیگر صفات کا ہونا بھی ممکن ہوتا ہے۔

② اسی طرح: لا يعلم الغيب إلا الله میں قصر الصفۃ علی الموصوف ہے کہ غیب دانی کی صفت صرف اللہ جل شانہ ہی میں پائی جاتی ہے کسی اور میں نہیں۔

③ مطلب یہ ہے کہ اگر چہ آپ ﷺ اللہ جل شانہ کے رسول ہیں، لیکن صفتِ خلود سے متصف نہیں۔ ایک دن آپ نے بھی اس دنیا سے کوچ کرنا ہے۔

④ قصرِ افراد میں قصرِ موصوف علی الصفۃ کی مثال ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ﴾ ہے، لہٰذا آپ ﷺ پر موت طاری ہو سکتی ہے۔ اور قصر الصفۃ علی الموصوف کی مثال مَا زَيْدٌ إِلَّا شَاعِرٌ.

Maktaba Tul Ishaat.com

دے۔[1] قصرِ قلب میں دونوں صفات کا اجتماع ناممکن ہوتا ہے۔

قصرِ تعیین: وہ قصرِ اضافی جس میں مخاطب ایک صفت کے لیے دو موصوفوں میں سے ایک کو یا ایک موصوف کے لیے دو صفتوں میں سے ایک کو متعین کرنے میں متردد ہو اور متکلم تعیین کے ساتھ اسے بتادے تاکہ اس کا تردد دور ہو جائے۔[2]

قصر کے طُرُق: قصر کے طُرق میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱- نفی و استثناء: یعنی کسی جملے میں دونوں جمع ہوں، جیسے: ﴿إِنْ هٰذَآ إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ﴾ [يوسف: 31].

۲- إنّما کے ذریعے، جیسے: إِنَّمَا الفَاهِمُ عَلِيٌّ. سمجھدار تو علی ہی ہے۔

۳- لا، بل یا لکن کے ذریعے عطف کرنا، جیسے: أَنَا نَاثِرٌ لَا نَاظِمٌ (میں نثر کہنے والا ہوں شاعر نہیں)۔ مَا أَنَا حَاسِبٌ بَلْ كَاتِبٌ. (میں حساب جاننے والا نہیں بلکہ کاتب ہوں۔ مَا أَنَا رَامٍ لٰكِنْ فَارِسٌ (میں تیرانداز نہیں لیکن شہسوار ہوں)۔

۴- تقديم ما حقه التاخير، جیسے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ [الفاتحة: 5] (ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں)۔

یہاں مفعول بہ إياك کو مقدم کیا گیا اور حکم کو اسی پر مقصور کیا گیا۔

ساتواں باب: وصل اور فصل کا بیان

یہ فنِ اول کا بہت وسیع باب ہے اور بعض علماء نے علمِ بلاغت کی معرفت کو فصل وصل کی معرفت پر موقوف قرار دیا۔

---

① قصرِ افراد میں قصر موصوف علی الصفۃ کی مثال مخاطب علی کے متعلق شاعر ہونے کی رائے رکھتا ہے تو متکلم کہے گا: لَا عَلِيٌّ إِلَّا فَارِسٌ. اور قصر الصفۃ علی الموصوف کی مثال لَا فَارِسَ إِلَّا عَلِيٌّ ہے کہ مخاطب بکر کے فارس ہونے کا قائل ہے۔

② قصرِ تعیین میں قصر موصوف علی الصفۃ کی مثال: مَا زَيْدٌ إِلَّا قَائِمٌ ہے کہ مخاطب کو زید کے قیام وقعود دونوں کے متعلق تردد تھا اور قصر الصفۃ علی الموصوف کی مثال: مَا قَائِمٌ إِلَّا زَيْدٌ ہے کہ مخاطب زید اور بکر دونوں کے متعلق صفتِ قیام کے ثبوت کے بارے میں متردد تھا۔

CS CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

وصل: لغت میں جوڑنے اور ملانے کو؛ جب کہ اصطلاح میں بعض جملوں کے بعض پر عطف [1] کرنے کو کہتے ہیں۔

فصل: لغت میں کاٹنے اور الگ کرنے کو؛ جب کہ اصطلاح میں جملوں میں عطف نہ کرنے کو کہتے ہیں۔

اس باب میں صرف ''واؤ'' کے ذریعے کیے جانے والے عطف کا بیان ہے؛ کیوں کہ ''واؤ'' کے علاوہ باقی حروف میں کوئی اشتباہ نہیں ہوتا۔

مقاماتِ وصل: دو جگہوں میں وصل واجب ہے:

پہلا مقام: ۱- جب دو جملے خبریہ یا انشائیہ ہونے میں متفق ہوں، ۲- اور دونوں کے درمیان جہتِ جامعہ یعنی مناسبتِ تامہ [2] موجود ہو، ۳- اور کوئی مانع عطف نہ پایا جائے، جیسے: ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ۝﴾ [الانفطار: 13, 14] [3]

جملہ انشائیہ کی مثال ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا وَّ لْیَبْكُوْا كَثِیْرًا﴾ [التوبۃ: 82] ہے۔ [4]

دوسرا مقام: جب ترکِ عطف سے خلافِ مقصود کا وہم ہو، جیسے کسی مریض کی شفا یابی کے بارے میں پوچھا جائے: هَلْ بَرِئَ تو جواب میں کہا جائے گا: لَا وَشَفَاهُ اللهُ. اگر عطف چھوڑ کر: لَا شَفَاهُ اللهُ کہا جائے تو اس سے بددعا کا وہم پیدا ہوتا ہے۔

مقاماتِ فصل: پانچ مقامات میں فصل کرنا واجب ہے:

---

① حروفِ عاطفہ دس ہیں: واؤ، فاء، ثُمَّ، حتی، اِمّا، أو، أم، لا، بل، لکن۔

② مناسبتِ تامہ کا مطلب یہ ہے کہ دونوں جملوں میں کوئی ایسی بات پائی جائے جس کی وجہ سے عقل قوتِ مفکرہ میں ان دونوں کے اجتماع کا تقاضا کرے، اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب دونوں کے مسند، مسند الیہ میں اتحاد، تماثل، تقابل یا تضایف پایا جائے۔

③ دونوں جملوں میں تینوں شرطیں پائی جارہی ہیں کہ دونوں کے مسند الیہ یعنی ابرار و فجار، اور مسند یعنی نعیم و جحیم میں تقابل و تضاد کی نسبت ہے اور کوئی مانع عطف بھی نہیں؛ اس لیے ایک کا دوسرے پر عطف کیا گیا۔

④ دونوں جملے انشاء میں متفق ہیں۔ اسی طرح مسند الیہ ''واؤ'' ضمیر جمع اور مسند ضحک و بکا میں تقابل تضاد ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

پہلا مقام: دو جملوں میں اتحادِ تام یعنی کمالِ اتصال ہو۔ اس کی تین صورتیں ہیں:

۱- دوسرا جملہ پہلے کے لیے بدل بنے، جیسے: ﴿اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۞ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِيْنَ ۞ وَ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۞﴾ [الشعراء: 132-133] دوسرا جملہ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ پہلے جملے کے لیے بدل الکل ہے؛ کیوں کہ ما تعلمون انعام وبنین کو بھی شامل ہے اور ان کے علاوہ دیگر نعمتوں کو بھی شامل ہے۔ چونکہ مبدل منہ اور بدل میں کمالِ اتصال ہوتا ہے؛ اس لیے عطف نہیں گیا۔

۲- دوسرا جملہ پہلے کا بیان ہو، جیسے: ﴿فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ﴾ [طه: 120] دوسرا جملہ قَالَ یاآدَمُ وسوسے کا بیان ہے کہ وسوسہ اس طرح تھا۔ چونکہ معطوف علیہ اور عطفِ بیان میں کمالِ اتصال ہوتا ہے؛ اس لیے یہاں عطف نہیں کیا گیا۔

۳- دوسرا جملہ پہلے کی تاکید ہو، جیسے: ﴿فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا﴾ [الطارق: 17] میں دوسرا جملہ أمهِلْهُمْ پہلے جملے مَهِّل کی تاکید ہے۔ ان دونوں میں کمالِ اتصال کی وجہ سے عطف صحیح نہیں۔

دوسرا مقام: دو جملوں کے درمیان کمالِ انقطاع یعنی تباینِ تام ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں:

۱- ایک جملہ لفظاً ومعناً خبر، اور دوسرا لفظاً ومعناً انشاء ہو، جیسے:

وَقَالَ رَائِدُهُمْ أَرْسُوْا نُزَاوِلُهَا فَحَتْفُ كُلِّ امْرِئٍ يَجْرِي بِمِقْدَارِ[1]

۲- دونوں جملوں میں کوئی مناسبت نہ ہو، لہٰذا: عَلِيٌّ كَاتِبٌ، الحَمَامُ طَائِرٌ جیسی

---

[1] "ان کے قائد نے کہا جم کر ٹھہر جاؤ، ہم لڑائی لڑیں گے (موت سے ڈرنے کی بات نہیں) کیوں کہ ہر آدمی کی موت اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے جاری ہوتی ہے۔" پہلا جملہ أرسُوا انشائیہ اور دوسرا نزاولها خبریہ ہے، لہٰذا دونوں میں کمالِ انقطاع کی وجہ سے عطف ترک کیا گیا۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

مثالوں میں عطف درست نہیں؛ کیوں کہ دونوں میں عدم مناسبت بالکل ظاہر ہے۔

تیسرا مقام: دونوں جملوں میں کمالِ اتصال کا شبہ ہو، یعنی دوسرا جملہ ایسے سوال کا جواب ہو جس سوال کا تقاضا پہلے جملے نے کیا ہو۔ اسے "استیناف" بھی کہتے ہیں، جیسے:

زَعَمَ العَوَاذِلُ أَنَّنِي فِي غَمْرَةٍ
صَدَقُوْا وَلٰكِنْ غَمْرَتِي لَا تَنْجَلِي ①

چوتھا مقام: کمالِ انقطاع کا شبہ ہو۔ یہ وہاں ہوتا ہے جہاں تین جملے ہوں اور جملہ ثالثہ کو پہلے دو جملوں میں سے ایک جملہ پر عطف کیا جائے تو معنی صحیح ہو، جب کہ دوسرے پر عطف کی صورت میں خلافِ مقصود لازم آئے، ایسے فصل کو "قطع" کہتے ہیں، جیسے:

وَتَظُنُّ سَلْمَى أَنَّنِيْ أَبْغِيْ بِهَا بَدَلًا أُرَاهَا فِيْ الضَّلَالِ تَهِيْمُ ②

پانچواں مقام: توسط بین الکمالین، یعنی دو جملوں کے درمیان کمالِ انقطاع اور کمالِ اتصال کی درمیانی حالت ہو، یعنی دونوں کے درمیان مناسبت تو ہو، مگر عطف سے مانع بھی موجود ہو، جیسے: ﴿وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝﴾

---

① "ملامت کرنے والیوں نے یہ گمان کیا کہ میں غم میں ہوں۔ انہوں نے صحیح گمان کیا، مگر میرا غم دور ہونے والا نہیں۔" زَعَمَ العَوَاذِلُ پہلا اور صَدَقُوْا دوسرا جملہ ہے۔ پہلے جملے سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کا یہ گمان صحیح ہے یا غلط؟ تو صَدَقُوْا سے اس کا جواب دیا۔ سوال و جواب میں کمالِ اتصال ہوتا ہے۔ اگرچہ یہاں صراحتاً سوال نہیں، لیکن دوسرا جملہ پیدا ہونے والے سوال کا جواب ہے تو ان میں کمالِ اتصال کا شبہ ہے۔ لہٰذا جس طرح کمالِ اتصال کی وجہ سے عطف نہیں کیا جاتا، اسی طرح کمالِ اتصال کے شبہ کی وجہ سے بھی عطف نہیں کیا جاتا۔

② "سلمیٰ (محبوبہ) میرے بارے میں گمان کرتی ہے کہ میں اس کے مقابلے میں بدل (دوسری محبوبہ) تلاش کر رہا ہوں، میں اسے اس خیال کی وجہ سے گمراہی کی وادیوں میں سرگردان سمجھتا ہوں۔" پہلا جملہ تَظُنُّ دوسرا أَبْغِيْ اور تیسرا أُرَاهَا ہے۔ اگر أُرَاهَا کا عطف تَظُنُّ پر ہو تو معنی صحیح ہوگا؛ کیوں کہ اس صورت میں دونوں جملے شاعر کا قول شمار ہوں گے جو شاعر کا مقصود بھی ہے۔ اگر أُرَاهَا کا عطف أَبْغِي پر ہو تو اس صورت میں فعل أُرَاهَا مظنوناتِ سلمیٰ میں داخل ہو جائے گا جو خلافِ مقصود ہے۔ چونکہ عطف کی صورت میں خلافِ مقصود کا شبہ تھا کہ سلمیٰ میرے بارے میں دو گمان کرتی ہے: ۱- میں اس کے علاوہ کسی اور کو چاہتا ہوں۔ ۲- میں اسے گمراہی کی وادیوں میں سرگرداں خیال کرتا ہوں۔ اس لیے دونوں جملوں میں مناسبت کے باوجود کہ دونوں ظن ہیں، اور پہلے جملے کا مسند الیہ محبوب اور دوسرے کا محب ہے، أُرَاهَا کا عطف تَظُنُّ پر نہیں کیا گیا۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ ﴾ [البقرة: 14,15].

﴿ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ ﴾ کے عطف میں دو احتمال ہیں، اس کا عطف إنا معكم پر کیا جائے، ۲- قالوا پر کیا جائے، اور یہ دونوں درست نہیں؛ کیوں کہ إنا معكم پر عطف کی صورت میں یہ منافقین کا قول ہو جائے گا، اور قالوا پر عطف کیا جائے تو اس میں جو ظرف ہے وإذا خلوا اس کا تعلق الله يستهزئ کے ساتھ نہیں ہو سکتا؛ کیوں کہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ جس طرح منافقین کا إنا معكم کہنا اپنے شیاطین کی طرف جانے کے وقت کے ساتھ خاص ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ استہزا کرنا بھی ان منافقین کا اپنے شیاطین کی طرف جانے کے وقت کے ساتھ خاص ہے، حالانکہ یہ مقید نہیں بلکہ مطلق ہے؛ اس لیے عطف ترک کیا گیا تاکہ کوئی خرابی لازم نہ آئے۔

آٹھواں باب: ایجاز، اطناب اور مساوات کا بیان

ذہن میں موجود معانی وخیالات کو تعبیر کرنے کے تین طریقے ہیں: مساوات، ایجاز، اطناب۔

مساوات: اصل مراد کو مساوی الفاظ سے ادا کرنا "مساوات" کہلاتا ہے، یعنی الفاظ معانی کے برابر ہوں، [1] جیسے: ﴿ وَ اِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ ﴾ [الأنعام: 28] آیت میں اتنے ہی الفاظ ہیں جتنے معانی ہیں، ان میں کوئی لفظ بھی کم کیا جائے تو معنی بھی کم ہو جائے گا۔

ایجاز: مختصر اور کم الفاظ میں معنی مقصود کو ادا کرنا بشرطیکہ مقصود میں خلل نہ آئے ایجاز ہے، جیسے: قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرَى حَبِيْبٍ وَمَنْزِلِ [2] (اے میرے دونوں ساتھیو!

---

① عام طور پر متوسط لوگ جو نہ بلاغت کے درجے تک پہنچے ہوں اور نہ ہی سمجھ بوجھ سے محروم ہوں وہ کلام میں مساوات کا لحاظ کرتے ہیں۔

② یہاں دو جگہ اختصار اور الفاظ کم ہیں۔ اصل الفاظ یوں ہیں: يَا صَاحِبَايَ! قِفَا نَبْكِ مِنْ ذِكْرَى حَبِيْبِنَا وَمَنْزِلِه. مگر اس اختصار سے معنی مقصودی میں خلل پیدا نہیں ہوتا۔

CS CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

ٹھہر جاؤ تاکہ ہم محبوب اور اس کے گھر کی یاد میں رولیں)۔

اخلال: اگر معنی مقصود کو مختصر اور کم الفاظ میں ادا کیا جائے اور مقصود میں خلل واقع ہو تو اسے اخلال کہتے ہیں، جیسے:

وَالعَيْشُ خَيْرٌ فِي ظِلَا لِ النُّوْكِ مِمَّنْ عَاشَ كَدًّا ①

اطناب: معنی مقصودی کو زائد الفاظ سے ادا کرنا بشرطیکہ زائد الفاظ میں فائدہ بھی ہو اطناب ہے، جیسے: ﴿رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا﴾ [مريم: 4] مقصد اپنی کمزوری کا اظہار ہے جو وَهَنَ العَظْمُ سے ادا ہو گیا اور وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا والا جملہ مقصد سے زائد ہے، لیکن اس کا فائدہ بطورِ استعارہ کمزوری کے اظہار اور فریاد میں مزید قوت پیدا کرنا ہے۔

تطویل: اگر الفاظ کی زیادتی کا کوئی فائدہ نہ ہو اور زیادتی متعین نہ ہو تو اسے تطویل کہتے ہیں، جیسے: وألْفَى قَوْلَهَا كَذِبًا وَمَيْنًا.②

حشو: اگر الفاظ کی زیادتی کا کوئی فائدہ نہ ہو اور زیادتی متعین ہو تو اسے حشو کہتے ہیں، جیسے: وَأَعْلَمُ عِلْمَ اليَوْمِ وَالأَمْسِ قَبْلَهُ. (میں آج اور آج سے پہلے کل گزشتہ کی خبر بھی جانتا ہوں)۔③

ایجاز کے اسباب: ایجاز کے اسباب و مقاصد درج ذیل ہیں:

---

① اس شعر میں بھی اختصار ہے، یعنی العَيْشُ کی صفت الرَّغَدُ اور مِمَّنْ عَاشَ كَدًّا کی قید فِي ظِلَالِ العَقْلِ محذوف ہے اور حذف پر کوئی قرینہ و دلیل نہیں۔ چونکہ اختصار کی وجہ سے معنی مقصود سمجھنے میں خلل واقع ہو رہا ہے؛ اس لیے یہ شعر فصیح کلام میں داخل نہیں۔ اصل عبارت اس طرح ہے: العَيْشُ الرَّغَدُ فِي ظِلَالِ النُّوْكِ، أي: الحُمْقِ خَيْرٌ مِمَّنْ عَاشَ كَدًّا فِي ظِلَالِ العَقْلِ. جہالت و بے وقوفی کے سائے میں گزرنے والی خوش حال زندگی اس شخص کی زندگی سے بہتر ہے جو علم و عقل کے سائے میں مشقت کی زندگی گزارے۔

② اُس نے اس (یعنی زباء) کے قول کو جھوٹا اور دروغ آمیز پایا۔ کذب اور مین دو لفظ ہیں دونوں کا معنی جھوٹ ہے۔ ان میں سے کون سا لفظ زیادہ ہے؟ متعین نہیں۔

③ قَبْلَهُ کا لفظ زائد ہے؛ کیوں کہ أمس گزشتہ کل ہی کو کہتے ہیں۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

۱-تسہیل الحفظ؛ کیوں کہ مختصر کلام یاد کرنا آسان ہوتا ہے۔اسی وجہ سے متون میں ایجاز کو اختیار کیا جاتا ہے۔

۲-تقریبِ فہم، جیسے: وَسَوْرَةِ أَيَّامٍ حَزَزْنَ إِلَى الْعَظْمِ.①

۳-ضیقِ مقام یعنی مقام ومحل کی تنگی کی وجہ سے، جیسے شکار کی تاک میں بیٹھے شکاری کا غزال کہنا، یعنی هذا أو ذاك غزال فَاصْطَادُوْهُ.

۴-بات کو مخفی رکھنا مقصود ہو، جیسے کسی خاص مخاطب کو زید کے آنے کی اطلاع اور باقیوں سے اخفا مقصود ہو تو فاعل اسمِ ظاہر کو حذف کر کے کہا جائے گا: جَاءَ.

۵-سامعین کو اکتاہٹ سے بچانا مقصود ہو؛ کیوں طویل کلام سے سامعین اکتا جاتے ہیں، جیسے: قَالَ لِي: كَيْفَ أَنْتَ؟ قُلْتُ عَلِيْلٌ.②

اطناب کے اسباب: درج ذیل اسباب کی وجہ سے کلام کو اطناب کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے:

۱-بات کو سامع کے دل میں راسخ کرنا مقصود ہو۔

۲-مقصد کو واضح کرنا مقصود ہو۔

۳-بات کو مضبوط اور مؤکد کرنا مقصود ہو۔

۴-کلام میں پایا جانے والا ابہام دور کرنا مقصود ہو۔ان کی امثلہ اطناب کی اقسام میں ملاحظہ فرمائیں۔

ایجاز کی اقسام: ایجاز کی دو قسمیں ہیں: ایجازِ قصر، ایجازِ حذف۔

ایجازِ قصر: الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں اور کسی لفظ کو حذف نہ کیا جائے، جیسے: ﴿وَ

---

① حززن کے مفعول اللَّحْمَ کو تقریبِ فہم کی وجہ سے حذف کیا گیا، کیوں کہ یہ بات واضح ہے کہ ہڈی تک گوشت ہی کاٹا جاتا ہے۔نیز اگر اللَّحْمَ ذکر کیا جاتا تو الی العظم کے ذکر سے پہلے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ کاٹنا ہڈی تک نہ ہو۔

② سامع کو اکتاہٹ سے بچانے کے لیے أنا مبتدا کو حذف کیا گیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

﴿لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ﴾ [البقرة: 179] یہاں کلمات کم اور معانی زیادہ ہیں، اور اس میں کوئی حذف بھی نہیں؛ کیوں کہ معنی یہ ہے: جب انسان کو علم ہوگا کہ اگر وہ قتل کرے گا تو اسے بھی قتل کیا جائے گا تو قتل نہیں کرے گا، اس طرح لوگوں کو زندگی ملے گی۔ ①

ایجازِ حذف: کلام سے کوئی کلمہ، جملہ یا کوئی حصہ حذف کیا جائے اور اس کے حذف پر قرینہ موجود ہو جو اس کی تعیین پر دلالت کرے، حذف کلمہ، جیسے:

فَقُلْتُ يَمِيْنَ اللهِ أَبْرَحُ قَاعِدًا
وَلَوْ قَطَعُوْا رَأْسِي لَدَيْكَ وَأَوْصَالِي ②

حذف جملہ کی مثال: ﴿وَإِنْ يُّكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ﴾ [فاطر: 4]. أي: فَتَأَسَّ واصْبِر. ③

جملہ سے زائد محذوف ہو، جیسے: ﴿فَأَرْسِلُوْنِ ۝ يُوْسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيْقُ﴾ [يوسف: 45-46]. ④

اطناب کی اقسام: اطناب کی درج ذیل اقسام ہیں:

---

① اس معنی میں اہلِ عرب کے جملے: القتلُ أنفَى للقتل سے موازنہ کیا جائے تو درج ذیل فرق معلوم ہوتے ہیں: ۱-﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ﴾ میں تنوین سمیت گیارہ؛ جب کہ القتلُ أنفَى للقتل میں چودہ حروف ہیں۔ ۲-لفظِ حیاۃ معنیٔ مقصود (امن عام) پر صراحتاً دلالت کرتا ہے، بخلاف أنفى للقتل کے کہ وہ التزاماً دلالت کرتا ہے۔ ۳-﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ﴾ تکرار سے خالی ہے، بخلاف القتلُ أنفَى للقتل. ۴-القتلُ أنفَى للقتل میں تقدیر محذوف کی ضرورت پڑتی ہے أي: أنفى للقتل من تركه.

② ''میں نے کہا: قسم بخدا! میں تو بیٹھا ہی رہوں گا، اگر چہ تیرے سامنے یہ لوگ میرے سر اور جوڑوں کو کاٹ ڈالیں۔'' أبرح سے پہلے لا کو حذف کیا گیا؛ کیوں کہ یہ فعلِ ناقص ہے۔ حذف کا قرینہ یہ ہے کہ یہ نفی کے لیے متعین ہے اور اس کے ساتھ حرفِ نفی استعمال ہوتا ہے، جیسے: مَا بَرِحَ، لَا يَبْرحُ.

③ یہاں فَتَأَسَّ واصْبِر محذوف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو سابقہ انبیاء کو دیکھیں اور صبر کریں کہ ان کی بھی تکذیب کی گئی۔

④ أي: أرسلوني إلى يوسف لأستعبره الرؤيا، ففعلوا فأتاه وقال له: يا يوسف. مجھے بھیجو (۱-یوسف کے پاس، ۲-تاکہ میں اس سے خواب کی تعبیر معلوم کروں، ۳-انہوں نے ایسا کیا، ۴-وہ ان کے پاس آیا، ۵-اور کہا اے) یوسف دوست۔ اس عبارت میں قوسین میں موجود پانچ جملے محذوف ہیں۔

CS CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

۱-عام کے بعد خاص کا ذکر، اس کا فائدہ خاص کی فضیلت اور رفعت شان پر تنبیہ ہوتی ہے۔ گویا اپنی رفعت کی وجہ سے خاص الگ جنس ہے، جیسے: اِجْتَهِدُوْا فِي دُرُوْسِكُمْ وَاللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ۔[1]

۲-خاص کے بعد عام کا ذکر، اس کا فائدہ اس بات پر تنبیہ ہوتی ہے کہ اگر چہ خاص کی اس حکم سے تخصیص نہیں، بلکہ حکم میں عموم ہے، لیکن خاص اس حکم کا زیادہ حق دار ہے، جیسے: ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ [نوح: 28].[2]

۳-ابہام کے بعد وضاحت تاکہ معنی نفس میں پختہ ہو جائے،[3] جیسے: ﴿اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِيْنَ ۝﴾ [الشعراء: 132,133].

۴-توشیع کے ذریعے اطناب کہ کلام کے اخیر میں تثنیہ یا جمع کا لفظ ہو، پھر اس کی تفسیر دو یا زائد چیزوں سے بصورت عطف ہو، جیسے:

أُمْسِي وَأُصْبِحُ مِنْ تَذْكَارِكُمْ وَصِبًا
يَرْثِي لِي الْمُشْفِقَانِ الأَهْلُ وَالْوَلَدُ[4]

۵-کسی نکتے کی وجہ سے تکرار کے ذریعے اطناب۔ اس کی تین صورتیں ہیں:

اول: فاصلے کا زیادہ ہونا، جیسے درج ذیل شعر میں زیادہ فاصلہ اطناب کا سبب ہے:

---

[1] دروس میں صرف، نحو، عربی وغیرہ سب داخل ہیں، لیکن اس کے باوجود دروس کے بعد عربی زبان کا ذکر اس کی اہمیت وفضیلت کی بنا پر ہے۔

[2] اگرچہ المؤمنين والمؤمنات میں سب داخل ہیں، لیکن اس سے پہلے خاص مؤمنین کا ذکر خاص کی اہمیت واحقیت پر دال ہے۔

[3] کیوں کہ ابہام کی صورت میں تفصیل جاننے کا شوق ہوتا ہے، اور جو چیز شوق پیدا ہونے کے بعد حاصل ہو وہ اچھی طرح حاصل ہوتی ہے۔

[4] "میری صبح وشام تیری یاد اور محبت میں ایسی گزرتی ہے کہ مجھ پر دو مشفق رحم کھاتے ہیں اہل واولاد۔" پہلے الْمُشْفِقَانِ کو تثنیہ ذکر کر کے پھر الأَهْلُ والوَلَدُ سے اس کی تفسیر کی گئی۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

وَإِنِ امْرُؤٌ دَامَتْ مَوَاثِيقُ عَهْدِهِ عَلَى مِثْلِ هٰذَا إِنَّهُ لَكَرِيْمُ ①

دوم: ترغیب پر ابھارنا، جیسے: ﴿إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَ أَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ۚ وَ إِنْ تَعْفُوا وَ تَصْفَحُوا وَ تَغْفِرُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [التغابن: 14] تعفوا کے بعد تصفحوا، تغفروا ہم معنی الفاظ کا اطناب رغبت دلانے کے لیے ہے تاکہ مخاطب اس پر عمل کرے۔

سوم: انذار اور دھمکی کی تاکید، جیسے: ﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝﴾ [التکاثر: 3,4]، تکرار سے ڈرانے اور گناہوں سے روکنے کی تاکید مقصود ہے۔

۶- جملہ معترضہ کے ذریعے اطناب، یعنی جملہ کے اجزاء کے درمیان، یا معنوی اعتبار سے دو مربوط جملوں کے درمیان کوئی ایسا لفظ یا جملہ لانا جس کا کوئی محلِ اعراب نہ ہو، جیسے:

إِنَّ الثَّمَانِيْنَ وَبُلِّغْتَهَا قَدْ أَحْوَجَتْ سَمْعِي إِلَى تَرْجُمَان ②

معنوی اعتبار سے دو مربوط جملوں کے درمیان جملہ معترضہ کی مثال ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَ يَجْعَلُونَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَ لَهُمْ مَّا يَشْتَهُونَ﴾ [النحل: 57] ہے کہ سبحانہ جملہ معترضہ کا اضافہ تنزیہ کے لیے ہے۔

۷- ایغال کے ذریعے اطناب کہ کلام کو ایسے لفظ پر ختم کیا جائے جو کسی نکتہ (مبالغہ وغیرہ) کا فائدہ دے، مگر اس کے بغیر بھی معنی تام ہو سکے، جیسے حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا شعر ہے:

وَإِنَّ صَخْرًا لَتَأْتَمُّ الْهُدَاةُ بِهِ كَأَنَّهُ عَلَمٌ فِيْ رَأْسِهِ نَارٌ ③

---

① ”بے شک جس شخص کا عہد و پیمان اس جیسی چیز پر ہمیشہ رہے وہ یقیناً شریف ہے۔“ إِنَّ کی تکرار کی وجہ إنَّ اول (یعنی وانْ جو مخفف من المثقل ہے) کے اسم امْرُؤٌ اور خبر لَكَرِيْمُ میں طویل فاصلہ ہے۔

② ”بلاشبہ اسی سالہ عمر نے، اللہ تجھے بھی اتنی عمر دے، میرے کانوں کو ترجمان کا محتاج بنا دیا۔“ جملہ معترضہ بُلِّغْتَهَا کے ذریعے اطناب کا مقصد دعا دینا ہے۔

③ ”بلاشبہ قوم کے رہبر بھی صخر (میرے بھائی) کی پیروی کرتے ہیں گویا کہ وہ پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر آگ جل رہی ہے۔“

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

صخر کو پہاڑ سے تشبیہ کأنه علمٌ سے پوری ہوگئی، تاہم تشبیہ میں مبالغے کے لیے في رأسه نارٌ کا اضافہ کیا گیا۔

۸- تذییل کے ذریعے اطناب کہ ایک جملے کے بعد اس کے ہم معنی دوسرے جملے کو تاکید و تائید کے لیے ذکر کیا جائے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

۱- دوسرا جملہ ضابطہ کلیہ اور ضرب المثل کے طور پر ہو اور اس کا معنی جملہ اولی کے معنی پر موقوف نہ ہو، جیسے: ﴿وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۝﴾ [الإسراء: 81].

۲- دوسرا جملہ ضرب المثل کے طور پر نہ ہو، یعنی فائدہ دینے میں جملہ ثانیہ مستقل نہ ہو بلکہ اپنے ماقبل پر موقوف ہو، جیسے: ﴿ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَ هَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ۝﴾.①

۹- احتراس کے ذریعے اطناب، یعنی جس کلام میں خلاف مقصود کا شبہ ہو اس شبہ کو دور کرنے کے لیے کوئی زیادتی کی جائے، جیسے:

فَسَقَى دِيَارَكِ غَيْرَ مُفْسِدِهَا صَوْبُ الرَّبِيعِ وَدِيمَةٌ تَهْمِي ②

۱۰- تکمیل کے ذریعے اطناب، یعنی کلام میں ایسا اضافہ کیا جائے جو معنی میں حسن کو بڑھائے، جیسے: ﴿وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ﴾ [الدهر: 8]. اگر حبِّه کی ضمیر کا مرجع طعام ہو تو کلام کا حسن بڑھ جاتا ہے اور ان کی سخاوت کا بیان مبالغہ کے ساتھ ہوتا ہے کہ کھانے کی محبت اور اس کی طرف احتیاج کے باوجود مساکین کو کھانا کھلاتے ہیں۔

---

① وهل نجازي إلا الكفور ضرب مثل اور محاورے کے طور پر نہیں؛ کیوں کہ سزا سے مخصوص سزا یا غات وغیرہ خراب کرنا مراد ہے، جس پر دلالت کرنے کے لیے یہ جملہ ماقبل کا محتاج ہے۔

② "موسم بہار اور موسلا دھار بارش تمہاری بستیوں کو اس طرح سیراب کریں کہ وہ بستی کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔" غیر مفسدها کے اضافے نے اس وہم کو دور کیا کہ جب بارش تیز ہوگی تو بستی کو نقصان پہنچائے گی تو بجائے دعا بددعا بن جائے گی۔ لہٰذا اس شبہ کو دور کرنے کے لیے غیر مفسدها کا اضافہ کیا گیا۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

خاتمہ: مقتضائے ظاہر کے خلاف کلام کا بیان: اب تک ذکر کیے گئے قواعد کے مطابق کلام کرنا ''مقتضائے ظاہر کے مطابق کلام کرنا'' کہلاتا ہے، لیکن کبھی حالات کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ مقتضائے ظاہر کے خلاف بات کی جائے۔ اس کی چند قسمیں ہیں:

۱- جب مخاطب اپنے علم پر عمل نہ کرے تو اسے فائدہ خبر یا لازم فائدہ خبر سے جاہل شمار کر کے کلام کیا جاتا ہے کہ وہ اور جاہل برابر ہیں، جیسے اپنے والد کو اذیت پہنچانے والے سے کہا جائے: هٰذا أَبُوْكَ. مطلب یہ ہے کہ والد کو تکلیف مت دو۔

۲- مقتضائے ظاہر کے خلاف کی ایک صورت یہ ہے کہ غیر منکر کو منکر کی جگہ پر اتار کر مؤکد کلام کرنا، اس کی دو صورتیں ہیں: غیر منکر خالی الذہن ہو، جیسے:

جَاءَ شَقِيْقٌ عَارِضًا رُمْحَهُ إِنَّ بَنِيْ عَمِّكَ فِيْهِمْ رِمَاحُ [1]

اگرچہ شقیق اپنے چچازاد بھائیوں کے پاس نیزوں کا منکر نہیں، لیکن اس کی بے التفاتی سے اُسے منکر کے درجے میں اتار کر مؤکد کلام کیا کہ انہیں خالی ہاتھ نہ سمجھو۔

غیر منکر متردد ہو، جیسے کوئی بیمار شخص اپنی بیماری کو لاعلاج سمجھتا ہو تو اسے کہا جائے: إِنَّ الفرج لقَرِيْبٌ.

۳- مقتضائے ظاہر کے خلاف کی ایک صورت یہ ہے کہ خبر کے منکر یا اس میں شک کرنے والے کے سامنے جب ایسے دلائل ہوں کہ اگر وہ ان میں تھوڑا سا بھی تأمل کرے تو انکار اور شک زائل ہو جائے تو اسے خالی الذہن کی جگہ اتار کر تاکید کے بغیر کلام کیا جائے، لہٰذا طب کی منفعت کے منکر یا اس میں شک کرنے والے سے کہا جائے گا: الطِّبُّ نَافِعٌ. [2]

۴- مقتضائے ظاہر کے خلاف کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی چیز کے وقوع کے یقینی

---

① ''شقیق (لڑائی کے لیے) اپنے نیزے کو عرضاً تھامتے ہوئے (بے التفاتی سے) آنے لگا (میں نے اسے کہا) بے شک (تیرے دشمنوں یعنی) چچازاد بھائیوں کے پاس نیزے ہیں۔''

② انکار اور شک کے باوجود غیر مؤکد کلام اس لیے لایا کہ طب کے نافع ہونے کے دلائل اتنے ہیں کہ ان میں ادنیٰ سا غور و فکر انکار اور شک کو ختم کرتا ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

ہونے پر تنبیہ کرنے کے لیے① یا نیک فالی اور کے لیے مستقبل کے واقعہ کو ماضی سے بیان کیا جائے۔②

۵- مقتضائے ظاہر کے خلاف کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی عجیب وغریب صورت کو خیال میں لانے اور ذہن میں بٹھانے کے لیے③ یا گزشتہ زمانے میں فعل کے استمرار کو بتانے کے لیے ماضی کی جگہ مضارع لایا جاتا ہے۔④

۶- مقتضائے ظاہر کے خلاف کی ایک صورت یہ ہے کہ نیک شگونی اور نیک فالی کے لیے،⑤ رغبت کے اظہار کے لیے⑥ یا ادب کی خاطر⑦ جملہ خبریہ کو جملہ انشائیہ کی جگہ استعمال کیا جائے۔

۷- مقتضائے ظاہر کے خلاف کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی چیز کی اہمیت ظاہر کرنے کے لیے،⑧ لاحق کے سابق سے موازنہ کرنے سے بیزاری ظاہر کرنے کے ....

---

① کیوں کہ ماضی کی وقوعِ فعل پر دلالت یقینی ہوتی ہے، جیسے: ﴿اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ﴾ [النحل: 1].

② جیسے کسی مریض سے کہا جائے: إِنْ شَفَاكَ اللهُ اليَوْمَ تَذْهَبُ مَعِي غَدًا. نیک فالی کے لیے يَشْفِيكَ مضارع کے بجائے شَفَاكَ کا صیغہ لایا، گویا کہ شفا مل چکی۔

③ بارش سے پہلے ہواؤں کا چلنا اور بادلوں کو ادھر ادھر لے جانا عجیب وغریب صورت ہے، لہٰذا اس تصور کو ذہن میں بٹھانے کے لیے آیت: ﴿وَاللّٰهُ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا﴾ [فاطر: 9] میں فأثارث کے بجائے مضارع کا صیغہ فَتُثِيْرُ لایا گیا۔

④ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ﴾ [الحجرات: 7] میں استمرار پر دلالت کرنے کے لیے لَوْ أَطَاعَكُمْ کے بجائے مضارع لو يُطِيْعُكُمْ استعمال کیا گیا کہ اگر رسول ہمیشہ اور ہر وقت تمہاری بات مانتے تو تم مشقت میں پڑ جاتے۔

⑤ جیسے: هَدَاكَ اللهُ لِصَالِحِ الأَعْمَالِ. نیک فالی کے لیے جملہ انشائیہ: اللّٰهُمَّ اهْدِهِ لِصَالِحِ الأَعْمَالِ کے بجائے جملہ خبریہ استعمال کیا گیا۔ گویا ہدایت مل گئی یا ملنے والی ہے۔

⑥ جیسے اپنی رغبت کے اظہار کے لیے: اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ لِقَائَهُ کے بجائے: رَزَقَنِي اللهُ لِقَاءَكَ. کہا جائے۔

⑦ جیسے غلام کا اپنے آقا سے: انْظُرْ فِي أَمْرِي کے بجائے: يَنْظُرُ مَوْلَايَ فِي أَمْرِي کہنا؛ کیوں کہ امر کے صیغہ میں بے ادبی کا شائبہ ہے۔

⑧ جیسے ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ [الأعراف: 29] میں وأقیموا کا عطف بالقسط پر ہے تو اسے وإقامة وجوهكم ہونا چاہیے تھا، لیکن نماز کی اہمیت ظاہر =

Maktaba Tul Ishaat.com

لیے، ① برابری اور تسویہ بتانے کے لیے ② جملہ انشائیہ کو جملہ خبریہ کی جگہ استعمال کیا جائے۔

۸- مقتضائے ظاہر کے خلاف کی ایک صورت یہ ہے کہ اسمِ ظاہر کی جگہ ضمیر استعمال کی جائے۔ اس کا فائدہ اس بات کا دعویٰ کرنا ہے کہ ضمیر کا مرجع ہمیشہ ذہن میں مستحضر رہتا ہے، لہٰذا نام ذکر کرنے کے بجائے ضمیر راجع کرنا کافی ہے، جیسے:

أَبَتِ الوِصَالَ مَخَافَةَ الرُّقَبَاءِ وَأَتَتْكَ تَحْتَ مَدَارِعِ الظَّلْمَاءِ ③

یا سامع کے نفس میں ضمیر کے مابعد کو راسخ کرنے کے لیے شروع ہی سے ضمیر لائی جاتی ہے تا کہ اس کا اشتیاق بڑھ جائے۔ یہ کبھی ضمیرِ قصہ کی صورت میں ہوتا ہے، جیسے: هِيَ النَّفْسُ مَا حَمَّلْتَهَا تَتَحَمَّلُ. (وہ نفس ہے جس کا اسے عادی بناؤ گے اسی کا عادی بنے گا) کبھی ضمیرِ شان کی صورت میں، ④ جیسے: هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ. اور کبھی ضمیرِ مستتر کی صورت میں، ⑤ جیسے: نِعْمَ تِلْمِيْذٌ المُؤَدَّبُ. (باادب طالب علم بہت اچھا ہے)۔

ان سب میں اضمار قبل الذکر ہے اور مطلب مخاطب کو شوق دلانا ہے کہ وہ مابعد ضمیر کی طرف توجہ دے تا کہ بعد والا مضمون دل میں راسخ ہو۔

۹- مقتضائے ظاہر کے خلاف کی ایک صورت یہ ہے کہ ضمیر کی جگہ اسمِ ظاہر استعمال کیا

= کرنے کے لیے امر کا صیغہ وأقیموا استعمال کیا گیا۔

① یعنی یہ بات بتانے کے لیے کہ لاحق کا سابق کے ساتھ موازنہ درست نہیں جملہ خبریہ کے بجائے انشائیہ استعمال کیا جاتا ہے، جیسے: ﴿قَالَ إِنِّيْٓ أُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا أَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ﴾ میں أُشْهِدُ اللّٰه وأُشْهِدُكُمْ کے بجائے واشْهَدُوا کہا گیا کہ اللہ جلّ شانہ کی گواہی اور لوگوں کی گواہی میں موازنہ نہیں۔

② جیسے منافقین کے انفاق کی برابری ظاہر کرنے کے لیے کہ ان کا طوعاً انفاق یا کرھاً دونوں قابل قبول نہیں قُلْ أَنْفَقْتُمْ طَوْعًا أَوْ كَرْهًا کے بجائے امر کا صیغہ لایا گیا: ﴿قُلْ أَنْفِقُوْا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ﴾ [التوبة: 53].

③ "وہ رقیبوں کے خوف سے ملاقات سے انکار کرتی رہی، اور تیرے پاس اندھیروں کے پردے تلے آئی۔" أَبَتْ اور أَتَتْ فعل میں ضمیر فاعل پوشیدہ ہے جس کا مرجع پہلے مذکور نہیں، لہٰذا یہ مقام اسم ظاہر کا ہے، مگر محبوبہ کے ہمیشہ ذہن میں رہنے اور مستحضر ہونے کی وجہ سے اسم ظاہر کی جگہ ضمیر لائی۔

④ یہ ضمیر اگر مذکر کی ہو تو اسے ضمیر شان اور مؤنث کی ہو تو ضمیر قصہ کہا جاتا ہے۔

⑤ یعنی ضمیر الفاظ میں موجود نہ ہو۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

جائے، جیسے آقا اپنے غلام کو اپنے حکم پر ابھارنے کے لیے کہے: سَيِّدُكَ يَأْمُرُكَ بِكَذَا.[1]

۱۰- مقتضائے ظاہر کے خلاف کی ایک صورت التفات ہے، یعنی کلام کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کرنا،[2] اس کی درجِ ذیل صورتیں ہیں:

ا- تکلم سے خطاب کی طرف التفات وانتقال، جیسے: ﴿وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ [یس: 22] ظاہر کے تقاضے کے مطابق وإليه أرجع ہونا چاہیے، لیکن سامع کے نشاط کو بڑھانے کے لیے تکلم سے خطاب کی طرف التفات کیا گیا۔

ب: تکلم سے غیبت کی طرف التفات وانتقال، جیسے: ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝﴾ [الكوثر: 1,2] فصلِّ لربّك میں التفات ہے کہ مقتضائے ظاہر کے مطابق اسے فصلِّ لنا ہونا چاہیے تھا، مگر مخاطب کے نشاط کو تازہ رکھنے کے لیے تکلم سے غائب کی طرف انتقال ہوا۔

ج: خطاب سے تکلم کی طرف التفات وانتقال، جیسے:

أَتَطْلُبُ وَصْلَ رَبَّاتِ الجَمَالِ   وَقَدْ سَقَطَ المَشِيْبُ عَلَى قَذَالِي[3]

صیغہ خطاب أَتَطْلُبُ کا تقاضا یہ تھا کہ عَلَى قَذَالِكَ ہوتا، مگر نشاط بڑھانے کے لیے خطاب سے تکلم کی طرف التفات کیا گیا۔

خطاب سے غیبت کی طرف التفات وانتقال، جیسے: ﴿رَبَّنَآ إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝﴾ [آل عمران: 9] میں مقتضائے

---

[1] یہ تکلم کا مقام ہے، لہٰذا أنا آمُرُكَ کہنا چاہیے، لیکن امتثالِ امر کی خاطر ضمیر کی جگہ اسم ظاہر لایا گیا۔

[2] مثلاً قائل اپنے کلام کو تکلم کے صیغے سے تعبیر کر رہا ہے تو سیاق وسباق کا تقاضا ہے کہ پورا کلام ہی تکلم والے انداز میں ہو، لیکن تکلم کے بجائے دوسری تعبیر کی طرف عدول کا فائدہ سامع کے نشاط وتازگی میں اضافہ ہے، جو کلام کی طرف توجہ اور اسے غور سے سننے کا سبب ہے؛ کیوں کہ ہر نئی چیز میں لذت ہوتی ہے۔

[3] "اے نفس! کیا تو اب بھی حسیناؤں سے وصال چاہتا ہے؟ حالانکہ میری گدی کے بالوں پر سفیدی آگئی۔"

Maktaba Tul Ishaat.com

ظاہر کے مطابق إِنَّكَ ہونا چاہیے تھا، لیکن خطاب سے غیبت کی طرف التفات کیا گیا۔

غیبت سے تکلم کی طرف التفات، جیسے: ﴿وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا﴾ [الفرقان: 48] میں مقتضائے ظاہر کے مطابق وأنزل من السماء ہونا چاہیے تھا، لیکن غیبت سے تکلم کی طرف التفات کیا گیا۔

غیبت سے خطاب کی طرف التفات، جیسے: ﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ [البقرۃ: 83] میں مقتضائے ظاہر کے مطابق لا یعبدون ہونا چاہیے تھا، لیکن غیبت سے خطاب کی طرف التفات کیا گیا۔

۱۱- مقتضائے ظاہر کے خلاف کی ایک صورت تجاہل عارف ہے، یعنی کسی نکتے اور فائدے کی وجہ سے جانی ہوئی چیز سے انجان بن کر کلام کرنا، جیسے لیلی بنت طریف نے اپنے مقتول بھائی ولید بن طریف کے مرثیے میں درخت[1] کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

أَيَا شَجَرَ الخَابُوْرِ مَا لَكَ مُوْرِقًا   كَأَنَّكَ لَمْ تَجْزَعْ عَلَى ابْنِ طَرِيْفِ[2]

۱۲- مقتضائے ظاہر کے خلاف کی ایک صورت اسلوبِ حکیم ہے۔[3] اس کی دو صورتیں ہیں:

۱- مخاطب کو ایسی خبر دینا جس کی وہ توقع نہ رکھتا ہو، یعنی مخاطب کے کلام کو اس کی مراد کے خلاف پر محمول کر کے یہ اشارہ کرنا کہ تمہیں یہ مراد لینی چاہیے۔[4]

---

(1) شاعرہ کو معلوم ہے کہ درخت غیر ذوی العقول ہونے کی وجہ سے خطاب کا اہل نہیں، لیکن اس کے باوجود اسے خطاب کرنا اور غم میں نہ سوکھنے پر اس سے شکوہ کرنا تجاہلِ عارفانہ کی بنا پر ہے۔

(2) ''اے خابور کے درخت! تو کیوں پتے دار اور سرسبز ہے؟ ایسا لگتا ہے کہ تجھے ابن طریف کا کوئی غم نہیں۔''

(3) اسلوبِ حکیم کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مخاطب جس چیز کی توقع رکھتا ہے یا سائل جس چیز سے متعلق سوال کرتا ہے اس سے یہ چیز بہتر ہے جو متکلم پیش کر رہا ہے۔

(4) ایک دن قبعثری اپنے دوستوں کے ساتھ انگور کے باغ میں بیٹھا تھا جس کا پھل ابھی کچا تھا۔ اسی دوران حجاج کا ذکر چھڑا تو قبعثری نے کہا: اَللّٰهُمَّ سَوِّدْ وَجْهَهُ وَاقْطَعْ عُنُقَهُ واسْقِنِي مِن دَمِه. (اے اللہ! اس کا چہرہ سیاہ کر، اس کی =

Maktaba Tul Ishaat.com

۲- سوال کرنے والے کو ایسا جواب دینا جس کا وہ مطالبہ نہ کرے[1] یعنی یہ اشارہ کرنا کہ یہ سوال مناسب نہیں میرے جواب کے مطابق سوال کرنا چاہیے تھا۔

۱۳- مقتضائے ظاہر کے خلاف کی ایک صورت تغلیب ہے، یعنی دو متصاحبین یا متشابہین میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے ہوئے اس پر بھی پہلے لفظ کا اطلاق کیا جائے۔ تغلیب کی کئی صورتیں ہیں:

الف: مادۂ اشتقاق ایک ہونے اور صیغے الگ ہونے کی صورت میں مذکر کو مؤنث پر ترجیح دینا، جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق: ﴿وَ كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝﴾ [التحریم: 12] فرمایا گیا۔[2]

= گردن کاٹ دے اور مجھے اس کا خون پلا) جب حجاج تک یہ بات پہنچی اور اسے طلب کیا تو قبعثری نے کہا میری مراد انگور تھے کہ اللہ انہیں جلد سیاہ کردے یعنی پکا دے، پھر ان کی گردن توڑ کر مجھے دے اور مجھے اس کا خون یعنی رس پلائے۔ حجاج نے کہا نہیں تو نے مجھے بددعا دی تھی اور قبعثری کو دھمکی دیتے ہوئے کہا: لأَحْمِلَنَّكَ عَلَى الأَدْهَمِ. کہ تمہیں بیڑی پہناؤں گا۔ قبعثری نے کہا: مِثْلُ الأَمِيْرِ يُحْمِلُ عَلَى الأَدْهَمِ والأَشْهَبِ کہ آپ جیسے بادشاہ ہی کالے اور سفید گھوڑے پر سوار کیا کرتے ہیں۔ حجاج نے الأدهم سے بیڑی اور قبعثری نے گھوڑا مراد لیتے ہوئے اشارہ کیا کہ الأدهم کو بیڑی کے معنی میں لینے سے گھوڑے کے معنی میں لینا زیادہ مناسب اور بہتر ہے۔ اس پر حجاج نے کہا: أَرَدْتُ الحَدِيْدَ (میری مراد بیڑی ہے) تو قبعثری نے کہا: لأَنْ يَكُوْنَ حَدِيْدًا خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ بَلِيْدًا. (گھوڑے کا تیز رفتار ہونا سست رفتار سے بہتر ہے)۔ یہاں بھی حجاج نے حدید سے لوہا اور قبعثری نے گھوڑا مراد لیتے ہوئے اشارہ کیا کہ حدید سے تیز رفتار گھوڑا مراد لینا زیادہ بہتر ہے۔ قبعثری کا کلام اسلوبِ حکیم ہے کہ حجاج کے کلام کو اس کی مراد اور ارادے کے خلاف پر محمول کیا۔

حجاج نے سپاہیوں کو کہا کہ اسے سولی پر لٹکا دو۔ جب سپاہیوں نے اسے اٹھایا تو کہا: سبحان الَّذي سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين تو حجاج نے کہا اسے نیچے پھینکو۔ تو کہنے لگا: منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة أخرى. حجاج اس کی حاضر جوابی سے بہت متاثر ہوا اور اسے اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔

① جیسے صحابہ کرام کے چاند کے چھوٹا بڑا ہونے کے سوال کے جواب میں فرمایا: ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾. کہ یہ نہ پوچھو چاند کیوں چھوٹا بڑا ہوتا ہے؟ بلکہ یہ پوچھو کہ چھوٹا بڑا کرنے کا فائدہ کیا ہے؟ تو اس کا فائدہ وقت کا اندازہ اور مہینے کی تاریخوں کا متعین ہونا ہے۔

② صفت قنوت سے مذکر و مؤنث دونوں متصف ہوتے ہیں تو تغلیبا للمذکر علی المؤنث وکانت من القانتات کے بجائے من القانتين فرمایا؛ کیوں کہ عموماً مذکر عقل، دین اور قوت کے اعتبار سے مؤنث کے مقابلے میں کامل طور پر عبادت گزار ہوتے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ب: مادۂ اشتقاق صیغہ اور ہیئت الگ ہونے کی صورت میں مذکر کو مؤنث پر ترجیح دینا، جیسے والد کو والدہ پر ترجیح دیتے ہوئے الأبوان کہا جاتا ہے۔

ج: ہلکے اور اخف کو دوسرے پر ترجیح دینا، جیسے چاند اور سورج کے لیے القمرین کہا جاتا ہے، ① اس طرح ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے لیے عمرین بولا جاتا ہے۔

د: مخاطب کو غیر مخاطب پر ترجیح دینا، جیسے: ﴿لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا﴾ [الأعراف: 88]. لتعودُنَّ کا مصداق حضرت شعیب علیہ السلام کے متبعین تھے، لیکن تغلیباً حضرت شعیب علیہ السلام کو بھی داخل کیا گیا۔

ھ: عاقل کو غیر عاقل پر ترجیح دینا، جیسے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [الفاتحة: 222]. العالمین میں عاقل اور غیر عاقل سب شامل ہیں، مگر تغلیباً عاقل کا صیغہ لایا گیا۔

---

① اگرچہ الشمس اور القمر دونوں لفظ کے اعتبار سے برابر ہیں، بلکہ لفظِ الشمس سکونِ اوسط کی وجہ سے اخف ہے، لیکن القمر کو مذکر ہونے کی وجہ سے غلبہ دیا گیا۔ اور ابوبکر و عمر میں عمر لفظ کے اعتبار سے خفیف ہے۔

CS CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

علم البیان

''علمِ معانی'' سے مقتضائے حال اور ان کی رعایت کا علم ہوتا ہے؛ جب کہ ''علم البیان'' اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مقتضائے حال کی رعایت کرتے ہوئے جو کلام کیا گیا وہ اپنے معنی پر کتنی وضاحت کے ساتھ دلالت کر رہا ہے؟

بیان کا لغوی و اصطلاحی معنی: لغت میں واضح اور ظاہر ہونے کو؛ جب کہ اصطلاحاً اس علم کو کہتے ہیں جس میں تشبیہ، مجاز اور کنایہ سے بحث کی جائے۔[1]

تشبیہ: إِلْحَاقُ أَمْرٍ بِأَمْرٍ فِيْ وَصْفٍ بِأَدَاةٍ لِغَرَضٍ. ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی صفت میں کسی غرض سے ملانا[2] جیسے: العِلْمُ كَالنُّوْرِ فِي الهِدَايَةِ میں پہلی چیز علم مشبہ، دوسری چیز النور مشبہ بہ، تیسری چیز ہدایت وجہ شبہ اور چوتھی چیز ''کاف'' حرفِ تشبیہ ہے۔

تشبیہ کے بارے میں تین چیزوں سے بحث ہوتی ہے: ۱-ارکانِ تشبیہ، ۲-اقسامِ تشبیہ، ۳-غرضِ تشبیہ۔

ارکانِ تشبیہ: تشبیہ کے چار رکن ہیں:[3] مشبہ، مشبہ بہ، وجہ شبہ، اداۃِ تشبیہ۔

---

① مثلاً زید کی سخاوت کو بیان کرنے کے لیے مختلف تعبیرات ہیں، بطورِ تشبیہ: زَيْدٌ كَالبَحْرِ فِيْ السَّخَاءِ، زَيْدٌ كَالبَحْرِ، زَيْدٌ بَحْرٌ اور بطورِ مجاز: رَأَيْتُ بَحْرًا فِي الدَّارِ، طَمَّ زَيْدٌ بالإنْعَامِ جميعَ الأنامِ، لُجَّةُ زَيْدٍ تَتَلَاطَمُ أَمْوَاجُهَا اور بطورِ کنایہ: زَيْدٌ مَهْزُوْلُ الفَصِيْلِ، زَيْدٌ جُبَانُ الكَلْبِ، زَيْدٌ كَثِيْرُ الرَّمَادِ.
چونکہ ایک ہی بات کو کئی انداز سے پیش کرنا کبھی تشبیہ، کبھی مجاز اور کبھی کنایہ کے طور پر ہوتا ہے؛ اس لیے علم بیان کی مشہور تعریف: هُوَ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ إِيْرَادُ المَعْنَى الوَاحِدِ بِطُرُقٍ مُخْتَلِفَةٍ فِيْ وُضُوْحِ الدَّلَالَةِ عَلَيْهِ. (''علم بیان'' ایسا علم ہے جس سے ایک معنی کو ایسی مختلف عبارتوں سے بیان کرنے کا طریقہ معلوم ہو جو عبارتیں دلالت میں واضح ہونے کے لحاظ سے مختلف ہوں، کوئی عبارت کم واضح ہو، کوئی زیادہ واضح ہو) اور مذکورہ تعریف کا مآل ایک ہی ہے۔

② بشرطیکہ یہ ملانا استعارہ تحقیقیہ یا استعارہ بالکنایہ یا تجرید کی صورت میں نہ ہو۔

③ کسی چیز کا رکن وہ ہوتا ہے جس کے بغیر وہ چیز پائی نہ جائے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

مشبہ: جسے تشبیہ دی جائے۔

مشبہ بہ: جس کے ساتھ تشبیہ دی جائے (ان دونوں کو طرفینِ تشبیہ بھی کہتے ہیں)۔

وجہ شبہ: جس صفت میں مشبہ اور مشبہ بہ دونوں شریک ہوں۔

حرفِ تشبیہ: جو حرف معنیٔ تشبیہ پر دلالت کرے، جیسے: کاف، مثل، کَأَنَّ وغیرہ۔

اقسامِ تشبیہ باعتبار مادۂ طرفین: طرفین (مشبہ ومشبہ بہ) کے مادے کے اعتبار سے تشبیہ کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ مشبہ اور مشبہ بہ دونوں حسی ہوں،[1] جیسے: الوَرَقُ كالحَرِيْرِ فِي النَّعُومَةِ. (ورق نرمی میں ریشم کی طرح ہے) مشبہ یعنی ورق اور مشبہ بہ یعنی حریر دونوں حسی ہیں۔

۲۔ دونوں عقلی ہوں،[2] جیسے: الجَهْلُ كَالمَوْت (جہالت موت کی طرح ہے)، یہاں مشبہ یعنی جہل اور مشبہ بہ یعنی الموت دونوں عقلی ہیں۔

۳۔ مشبہ حسی اور مشبہ بہ عقلی ہو، جیسے: العِلْمُ كَالنُّور (علم نور کی طرح ہے) یہاں العلم مشبہ حسی اور النُّور مشبہ بہ عقلی ہے۔

۴۔ مشبہ عقلی اور مشبہ بہ حسی ہو، جیسے: المَنِيَّةُ كَالسَّبُعِ (موت درندے کی طرح ہے)، یہاں المنية مشبہ عقلی اور السبع مشبہ بہ حسی ہے۔

وجہ شبہ: وجہ شبہ اس صفت کو کہتے ہیں جس میں طرفین کے اشتراک کا قصد کیا جائے، جیسے علم اور نور میں ہدایت مشترک ہے اور العِلْمُ كَالنُّوْرِ میں دونوں میں ہدایت کے اشتراک کا قصد کیا گیا۔

اداتِ تشبیہ: اداتِ تشبیہ سے آلہ تشبیہ مراد ہے، یعنی وہ لفظ جو مشابہت کے معنی پر

---

[1] حسی وہ ہے جو حواسِ خمسہ ظاہرہ (سامعہ، باصرہ، شامہ، ذائقہ، لامسہ) یا اشارۂ حسیہ کے ذریعے معلوم کیا جائے۔

[2] عقلی وہ ہے جس کا ادراک حواسِ خمسہ ظاہرہ یا اشارۂ حسیہ کے ذریعے نہ ہو سکے، خواہ اس کا ادراک عقل کے ذریعے ہو یا وہم کے واسطے سے ہو یا وجدان کے ذریعے ہو۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

دلالت کرے، جیسے: کاف ، کأنَّ اور تشبیہ کے معنی پر دال کوئی بھی کلمہ، خواہ حرف ہو یا فعل یا اسم، جیسے: تَشَابَهَ، تَمَاثَلَ ، مِثْل، نحو وغیرہ۔

تشبیہ کاف کے ذریعے ہو تو کاف کے بعد آنے والا لفظ مشبہ بہ ہوتا ہے، جیسے: العِلْمُ كَالنُّوْرِ؛ جب کہ کأنَّ کی صورت میں اس کے ساتھ لگا ہوا لفظ مشبہ ہوتا ہے، جیسے:

كَأَنَّ الثُّرَيَّا رَاحَةٌ تَشْبُرُ الدُّجَى لِتَنْظُرَ طَالَ اللَّيْلُ أَمْ قَدْ تَعَرَّضَا[1]

کأنَّ کے بعد الثُّرَيَّا مشبہ ہے جسے ہتھیلی کے ساتھ تشبیہ دی گئی اور وجہ شبہ پیمائش کرنا ہے۔

واضح رہے کہ اگر کأنَّ کی خبر اسم جامد ہو تو تشبیہ کا معنی حاصل ہوتا ہے، لیکن اگر خبر اسم مشتق ہو تو پھر شک کا معنی حاصل ہوتا ہے، جیسے: كَأَنَّكَ فَاهِمٌ (گویا کہ آپ سمجھنے والے ہیں)۔

کبھی فعل بھی تشبیہ کے معنی پر دلالت کرتا ہے، جیسے: ﴿إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُورًا﴾ [الدهر: 19]. (جب آپ انہیں دیکھیں گے تو گمان کریں گے کہ وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں)۔

تشبیہ بلیغ: اداتِ تشبیہ کبھی مذکور اور کبھی محذوف ہوتے ہیں۔ اگر اداتِ تشبیہ محذوف ہوں تو اسے تشبیہ بلیغ[2] کہا جاتا ہے، جیسے: ﴿وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا﴾ [النبأ: 10].[3]

دوسری بحث: تشبیہ کی اقسام کا بیان: طرفینِ تشبیہ (مشبہ ومشبہ بہ کے مفرد یا مرکب ہونے) کے اعتبار سے تشبیہ کی چار قسمیں ہیں:

تشبیہ المفرد بالمفرد، مفرد کو مفرد سے تشبیہ دی جائے، جیسے: هٰذَا الشَّيْءُ كَالمِسْكِ فِي الرَّائِحَةِ. (یہ چیز بو میں مشک کی طرح ہے)۔ مشبہ اور مشبہ بہ دونوں مفرد ہیں۔

---

① "گویا کہ ثریا ہتھیلی ہے جو تاریکی کی پیائش کرتی تا کہ دیکھے رات لمبی ہوگئی یا ختم ہونے کے قریب ہے۔"

② بلیغ اس لیے کہ تشبیہ میں مبالغہ پایا جاتا ہے کہ مشبہ بہ کا حمل مشبہ پر ہوتا ہے گویا یہ وہی ہے۔

③ الليل مشبہ، لباسًا مشبہ بہ ہے۔ وجہ شبہ اور اداتِ تشبیہ محذوف ہیں، یعنی: وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ كَاللِّبَاسِ فِي السَّتْرِ.

Maktaba Tul Ishaat.com

تشبیہ المرکب بالمرکب،[1] یعنی امورِ متعددہ سے حاصل شدہ ہیئت کو دوسرے امورِ متعددہ سے حاصل شدہ ہیئت کے ساتھ تشبیہ دی جائے، جیسے بشار کا شعر ہے:

كَأَنَّ مُثَارَ النَّقْعِ فَوْقَ رُؤُوسِنَا وَأَسْيَافَنَا لَيْلٌ تَهَاوَى كَوَاكِبُهُ[2]

تشبیہ المفرد بالمرکب، جس میں مفرد کو ہیئت کے ساتھ تشبیہ دی جائے، جیسے:

كَأَنَّ مُحْمَرَّ الشَّقِيقِ إِذَا تَصَوَّبَ أَوْ تَصَعَّدَ
أَعْلَامُ يَاقُوتٍ نُشِرْ نَ عَلَى رِمَاحٍ مِنْ زَبَرْجَدِ[3]

تشبیہ المرکب بالمفرد، یعنی ہیئت کو مفرد سے تشبیہ دینا، جیسے متنبی کا شعر ہے:

يَا صَاحِبَيَّ تَقَصَّيَا نَظَرَيْكُمَا تَرَيَا وُجُوهَ الْأَرْضِ كَيْفَ تُصَوَّرُ
تَرَيَا نَهَارًا مُشْمِسًا قَدْ شَابَهُ زَهْرُ الرُّبَى فَكَأَنَّمَا هُوَ مُقْمِرُ[4]

یہاں دھوپ والا دن جس میں سبز گھاس کا رنگ مخلوط ہو گیا ایک ہیئتِ مرکبہ ہے جسے لیل مقمر (مفرد) یعنی اندھیری رات کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔

اقسامِ تشبیہ باعتبارِ تعددِ طرفین: مشبہ ومشبہ بہ دونوں یا ایک کے تعدد کے اعتبار سے تشبیہ کی چار قسمیں ہیں: ۱-تشبیہ ملفوف، ۲-تشبیہ مفروق، ۳-تشبیہ التسویہ، ۴-تشبیہ الجمع۔

---

① مرکب سے وہ ہیئت مراد ہے جو کئی ایسی چیزوں سے مل کر بنے جن کا آپس میں ایسا تعلق ہو کہ اگر کسی ایک چیز کو جدا کیا جائے تو تشبیہ کا فائدہ حاصل نہ ہو۔

② "گویا (تیز رفتار گھوڑوں کے پیروں سے) اڑتا ہوا گرد وغبار ہمارے سروں اور تلواروں پر اس رات جیسا ہے جس کے ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے جا رہے ہیں۔" گرد وغبار میں تلواروں کے چکر لگانے کی ہیئت کو رات کی اس ہیئت سے تشبیہ دی گئی جس میں ستارے چکر کھا کر گرتے ہیں، اور مشبہ ومشبہ بہ دونوں امورِ متعددہ ہیں۔

③ "گل لالہ جب نیچے کی طرف جھکے یا اوپر کی طرف چڑھے گویا یاقوتی جھنڈا ہے جسے زبرجد کے نیزوں پر لٹکا دیا گیا ہو۔" محمرّ الشقیق مفرد کو أعلامُ یاقوتٍ نُشِرنَ الخ مرکب سے تشبیہ دی گئی، یعنی گل لالہ مفرد کو اس ہیئتِ مرکبہ سے تشبیہ دی گئی جو یاقوتی رنگ کے جھنڈے کو زبرجد کے نیزوں پر لٹکانے سے حاصل ہوتی ہے۔

④ "اے میرے دو ساتھیو! غور سے دیکھو، تم دیکھو گے زمین کے چہرے کس طرح رنگ بدلتے ہیں؟ تم دیکھو گے دھوپ والے دن کو جس میں ٹیلوں کے گھاس کے سبز رنگ مخلوط ہو گئے، پس گویا وہ چاندنی رات ہے (کیوں کہ گھاس کے انتہائی سبز رنگ کی وجہ سے روشنی بہت کم ہو گئی جس سے وہ سیاہی مائل ہوا)۔"

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

تشبیہ ملفوف اسے کہتے ہیں جس میں طرفین (مشبہ اور مشبہ بہ) متعدد ہوں، جیسے امرؤ القیس کا شعر ہے:

كَأَنَّ قُلُوْبَ الطَّيْرِ رَطْبًا وَيَابِسًا
لَدَى وَكْرِهَا العُنَّابُ وَالحَشَفُ البَالِي ①

تشبیہ مفروق جس میں ایک تشبیہ (مشبہ مشبہ بہ) پوری ہونے کے بعد دوسری تشبیہ ذکر کی جائے، جیسے مرقش کا شعر ہے:

النَّشْرُ مِسْكٌ وَالوُجُوْهُ دَنَا نِيْرٌ وَأَطْرَافُ الأَكُفِ عَنَمٌ ②

تشبیہ التسویہ جس میں طرفِ اول (مشبہ) متعدد ہو، اور طرفِ ثانی (مشبہ بہ) متعدد نہ ہو، جیسے رشید الدین وطواط کا شعر ہے:

صَدْغُ الحَبِيْبِ وَحَالِيْ كِلَاهُمَا كَاللَّيَالِي ③

تشبیہ الجمع جس میں طرفِ ثانی یعنی مشبہ بہ متعدد ہو، اور طرفِ اول یعنی مشبہ متعدد نہ ہو، جیسے بحتری کا شعر ہے:

كَأَنَّمَا يَبْسِمُ عَنْ لُؤْلُؤٍ مُنَضَّدٍ أَوْ بَرَدٍ أَو أَقَاح ④

---

① ''گویا پرندوں کے تازہ اور خشک کلیجے عقاب کے گھونسلے کے اردگرد سرخ پہاڑی بیر اور پرانے خشک ردی خرمے کی مانند ہیں۔'' یہاں پرندے کے ''تازہ دل'' کو عناب سے اور سوکھے دل کو حشف بالی سے تشبیہ دی گئی۔ قلبِ رطب اور قلبِ یابس مشبہ متعدد ہیں، اس طرح العناب اور الحشف البالی مشبہ بہ بھی متعدد ہیں۔

② ''(ان عورتوں کی) مہک وخوش بو مثل کستوری کے ہے، اور چہرے مثل اشرفی کے ہیں، اور ہتھیلی کی انگلیوں کے پورے مثل درخت عنم کے نرم ونازک ہیں۔'' یہاں پے در پے تین الگ الگ تشبیہات ہیں النشر مشبہ مسك مشبہ بہ، الوجوہ مشبہ، دنانیر مشبہ بہ، أطراف الأکف مشبہ اور عنم مشبہ بہ۔

③ ''محبوبہ کی زلف اور میری حالت دونوں سیاہی میں اندھیری رات کی مانند ہیں۔'' مشبہ یعنی محبوبہ کی زلف اور شاعر کی حالت متعدد ہیں، جب کہ مشبہ بہ یعنی اندھیری رات متعدد نہیں۔

④ ''گویا وہ محبوب ہنستا ہے ایسے دانت سے جو صفائی میں پروئے ہوئے موتی یا اولے یا گلِ بابونہ کی طرح ہے۔'' مشبہ ثغر یا سن مفرد اور محذوف ہے؛ جب کہ مشبہ بہ متعدد ہیں۔ اصل عبارت اس طرح ہے: کأنما یبسمُ عن ثغرٍ کلؤلؤ منضّدٍ أو کبردٍ أو کأقاح.

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

اقسام تشبیہ باعتبارِ وجہ شبہ: وجہ شبہ کے اعتبار سے تشبیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔تمثیل، ۲۔غیر تمثیل۔

تشبیہ تمثیل اسے کہتے ہیں جس میں وجہ شبہ متعدد چیزوں سے اخذ کی جائے، جیسے:

وَقَدْ لَاحَ فِي الصُّبْحِ الثُّرَيَّا كَمَا تَرَى
كَعُنْقُوْدِ مُلَّاحِيَّةٍ حَيْنَ نَوَّرا ①

تشبیہ غیر تمثیل وہ ہے جس میں وجہ شبہ متعدد امور سے اخذ نہ کی جائے، جیسے: النَّجمُ كالدِّرهمِ. ستارہ گولائی میں درہم کی طرح ہے، یہاں وجہ شبہ (گولائی) امورِ متعددہ سے ماخوذ نہیں۔

اقسامِ تشبیہ باعتبارِ ذکر وحذفِ وجہ شبہ: وجہ شبہ کے ذکر وحذف کے اعتبار سے تشبیہ کی دو قسمیں ہیں: تشبیہ مفصَّل، تشبیہ مجمل۔

تشبیہ مفصل: وہ تشبیہ ہے جس میں وجہ شبہ مذکور ہو، جیسے:

وَثَغْرُهُ فِي صَفَاءٍ وَأَدْمُعِي كَاللَّآلِي ②

تشبیہ مجمل: وہ تشبیہ جس میں وجہ مشبہ مذکور نہ ہو، جیسے: النَّحْوُ فِي الْكَلَامِ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ. (کلام میں نحو کی حیثیت ایسی ہے جیسے کھانے میں نمک کی) وجہ شبہ یعنی اصلاح وتلذذ مذکور نہیں۔

اقسامِ تشبیہ باعتبارِ اداتِ تشبیہ: اداتِ تشبیہ کے اعتبار سے تشبیہ کی دو قسمیں ہیں:

تشبیہ مؤکد: ③ وہ تشبیہ جس میں حرفِ تشبیہ مذکور نہ ہو، جیسے: هُوَ بَحْرٌ فِي الْجُوْدِ، أي:

---

① "صبح کے وقت ثریا ظاہر ہوئی جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اس طرح جیسے سفید بڑے بڑے انگور کا خوشہ جب وہ غنچہ دار ہو۔" الثریا (چند ستاروں کا مجموعہ) مشبہ ہے جس میں متعدد شکلیں ہیں اور عنقود (خوشہ) مشبہ بہ ہے۔ وجہ شبہ ان کا مخصوص انداز ومخصوص کیفیت کے ساتھ ظاہر ہونا ہے جس میں متعدد چیزیں ہیں۔

② "اس کے دانت اور میرے آنسو صاف وشفاف ہونے میں موتیوں کی طرح ہیں۔" في صفاءٍ وجہ شبہ الفاظ میں موجود ومذکور ہے۔

③ اسے مؤکد اس لیے کہتے ہیں کہ حذفِ ادات کی وجہ سے اس میں مبالغہ ہوتا ہے جس سے تاکید پیدا ہو جاتی ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

كَالبَحرِ. حرفِ تشبیہ "کاف" مذکور نہیں۔ مؤکد میں وہ صورت بھی داخل ہے جس میں مشبہ بہ کی مشبہ کی طرف اضافت کی جائے، جیسے:

وَالرِّيحُ تَعْبَثُ بِالغُصُونِ وَقَدْ جَرَى ذَهَبُ الأَصِيلِ عَلَى لُجَيْنِ المَاءِ ①

تشبیہ مرسل: وہ تشبیہ جس میں حرفِ تشبیہ مذکور ہو، جیسے: هُوَ كَالبَحرِ فِي الكَرَمِ (وہ سخاوت میں سمندر کی طرح ہے) چونکہ اس میں تاکید نہیں ہوتی؛ اس لیے اسے مرسل کہتے ہیں۔

تیسری بحث: اغراضِ تشبیہ: تشبیہ کی غرض کا تعلق کبھی مشبہ سے اور کبھی مشبہ بہ سے ہوتا ہے۔ مشبہ سے تعلق میں درجِ ذیل چھ اغراض میں سے کوئی غرض ہوتی ہے۔

۱- بیانِ امکانِ مشبہ، یعنی تشبیہ کی غرض اس بات کا بیان ہوتا ہے کہ مشبہ محال نہیں بلکہ ممکن ہے، جیسے:

فَإِنْ تَفِقِ الأَنَامَ وَأَنْتَ مِنْهُمْ فَإِنَّ المِسْكَ بَعْضُ دَمِ الغَزَالِ ②

۲- بیانِ حالِ مشبہ، یعنی مشبہ کی حالت کو بیان کرنا۔ یہ وہاں ہوتا ہے جہاں مخاطب مشبہ بہ کی حالت سے واقف اور مشبہ کی حالت سے ناواقف ہو، جیسے:

كَأَنَّكَ شَمْسٌ وَالمُلُوكُ كَوَاكِبُ إِذَا طَلَعَتْ لَمْ يَبْدُ مِنْهُنَّ كَوْكَبُ ③

۳- بیانِ مقدارِ حالِ مشبہ، یعنی تشبیہ کا مقصد اس بات کا بیان ہوتا ہے کہ قوت وضعف،

---

① "ہوا شاخوں سے کھیلتی ہے اس حال میں کہ سونے جیسی شام کی دھوپ چاندی جیسے پانی پر جاری ہو۔" ذهب اور لجين مشبہ بہ ہیں؛ جب کہ الأصيل اور ماء مشبہ ہیں اور مشبہ بہ کی اضافت مشبہ کی طرف کی گئی۔

② "اگر تو لوگوں پر فوقیت لے گیا حالانکہ تو انہی میں سے ہے تو (کوئی بات نہیں؛ کیوں کہ) یقیناً مشک ہرن کے خون سے ہی بنتی ہے۔" شاعر کا دعوی یہ ہے کہ ممدوح لوگوں سے اس طرح فوقیت لے گیا کہ گویا اس کی جنس الگ ہے۔ چونکہ یہ بات ظاہری طور پر قابلِ اشکال ہے؛ اس لیے اپنے دعوی کی دلیل ذکر کر کے اس کے امکان کو بیان کیا کہ جس طرح مشک خون ہوتی ہے، لیکن اسے خون نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح ممدوح اگرچہ ظاہراً انسان ہے، لیکن اس کی حقیقت کچھ اور ہی ہے۔

③ "گویا آپ سورج اور باقی تمام بادشاہ ستارے ہیں۔ جب آپ سامنے آتے ہیں تو ان میں سے کوئی ستارہ ظاہر نہیں ہوتا۔" مخاطب کو مشبہ بہ یعنی سورج کی حالت معلوم ہے کہ سورج کی موجودگی میں ستارے نظر نہیں آتے، تو اپنے ممدوح بادشاہ کو سورج کے ساتھ اور دیگر بادشاہوں کو ستاروں کے ساتھ تشبیہ دے کر اپنے ممدوح کے حال کو بیان کیا کہ اس کی موجودگی میں دوسرے بادشاہوں کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

کمی وزیادتی کے اعتبار سے مشبہ کی حالت بیان کی جائے، جیسے:

فِيهَا اثْنَتَانِ وَأَرْبَعُونَ حَلُوبَةً سُوْدًا كَخَافِيَةِ الْغُرَابِ الْأَسْحَمِ ①

۴-تقریرِ حالِ مشبہ، یعنی مشبہ کی حالت کو مخاطب کے ذہن پختہ کرانا، جیسے:

إِنَّ الْقُلُوْبَ إِذَا تَنَافَرَ وُدُّهَا مِثْلُ الزُّجَاجَةِ كَسْرُهَا لَا يُجْبَرُ ②

۵-تزیینِ مشبہ، یعنی مشبہ کو مزین اور خوب صورت بنا کر پیش کرنا تا کہ اس کی طرف رغبت اور میلان پیدا ہو، جیسے:

سَوْدَاءُ وَاضِحَةُ الْجَبِيْنِ كَمُقْلَةِ الظَّبْيِ الْغَرِيْرِ ③

۶- تقبیحِ مشبہ، یعنی تشبیہ کا مقصد مشبہ کی برائی بیان کرنا ہو، جیسے:

وَإِذَا أَشَارَ مُحَدِّثًا فَكَأَنَّهُ قِرْدٌ يُقَهْقِهُ أَوْ عَجُوْزٌ تَلْطِمُ ④

تشبیہ مقلوب: اگر غرضِ تشبیہ مشبہ بہ سے متعلق ہو تو اسے تشبیہ مقلوب کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تشبیہ کے طرفین کو الٹ دیا جائے، یعنی مشبہ کو مشبہ بہ اور مشبہ بہ کو مشبہ بنایا جائے، جیسے:

وَبَدَا الصَّبَاحُ كَأَنَّ غُرَّتَهُ وَجْهُ الْخَلِيْفَةِ حِيْنَ يَمْتَدِحُ ⑤

---

① "محبوبہ کے گھر میں کالے کوے کے پروں کی طرح بیالیس دودھ دینے والی کالی اونٹنیاں ہیں۔" کالی اونٹنیاں کئی صفات سے متصف ہونے کی وجہ سے مہنگی اور قیمتی شمار ہوتی ہیں تو تشبیہ کے ذریعے مشبہ کی سیاہی کی قوت اور زیادتی کو بیان کیا۔

② "بلاشبہ دلوں کی محبت جب نفرت میں بدل جائے تو وہ اس شیشے کی طرح ہو جاتے ہیں جن کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے نہیں جوڑے جا سکتے۔" دل کی نفرت کو شیشہ ٹوٹنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی تا کہ مشبہ کی حالت خوب ظاہر اور ذہن نشین ہو جائے۔

③ "وہ سیاہ اور کشادہ پیشانی والی ہے، جیسے بھولی بھالی ہرنی کی آنکھ کا ڈھیلا۔" مشبہ کی تزیین کی غرض سے شاعر نے محبوبہ کے کالے رنگ اور کشادہ پیشانی کو ہرن کی آنکھ کے ڈھیلے سے تشبیہ دی کہ جس طرح ہرن کی آنکھ کا ڈھیلا گول اور سیاہ ہونے کی وجہ سے خوب صورت ہے اس طرح میری محبوبہ چہرہ گول اور کالا ہونے کے باوجود خوب صورت ہے۔

④ "جب وہ بات کرتے ہوئے اشارہ کرتا ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے کوئی بندر قہقہہ لگا رہا ہے یا کوئی بڑھیا (نوحہ کرتے وقت اپنے چہرے پر) طمانچہ مار رہی ہے۔" اس تشبیہ کا مقصد مشبہ کی ہجو اور برائی بیان کرنا ہے کہ جس طرح قہقہہ لگاتا بندر اور چہرے پر طمانچے مارتی بوڑھی بری لگتی ہے وہ بھی اسی طرح لگتا ہے۔

⑤ "صبح ظاہر ہوئی، گویا اس کی چمک خلیفہ کا چہرہ ہے جس وقت اس کی تعریف کی جائے۔" غرۃ گھوڑے کی پیشانی میں ایک =

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

مجاز کی بحث

علم البیان میں جن تین چیزوں سے بحث ہوتی ہے ان میں سے دوسری چیز مجاز ہے۔

چونکہ مجاز حقیقت کا خلیفہ ہے، لہٰذا پہلے حقیقت کی تعریف جاننی چاہیے۔

حقیقت: لفظ کا اپنے معنی موضوع لہ میں استعمال ہونا حقیقت ہے۔

مجاز: لفظ کسی قرینے کی وجہ سے غیر معنی موضوع لہ میں استعمال ہو اور وہ استعمال بھی صحیح ہو،① جیسے: فُلَانٌ یتکلَّمُ بالدُّرَرِ (فلاں آدمی فصیح کلمات کے ساتھ گفتگو کرتا ہے)۔ یہاں "درر" سے فصیح کلمات مراد ہیں جو مجازی معنی ہے، کیوں کہ "درر" کا حقیقی معنی "موتی" ہے، حقیقی معنی مراد نہ ہونے پر لفظ یتکلم قرینہ ہے، اور حقیقی و مجازی معنی میں حسن و خوبی میں علاقۂ مشابہت بھی موجود ہے۔

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ﴾ [البقرة: 19] میں اصابع سے حقیقی معنی پوری انگلیاں مراد نہیں، بلکہ مجازی معنی پورے مراد ہیں، اس کا قرینہ مکمل انگلی کا کان میں داخل نہ ہوسکنا ہے، اور حقیقی و مجازی معنی میں علاقہ "کلیت اور جزیت" کا ہے کہ انگلیاں کل اور پورے جز ہیں اور کل بول کر جز مراد لیا جاتا ہے۔

اقسامِ مجاز: مجاز کی دو قسمیں ہیں: ۱-مفرد، ۲-مرکب۔

مجازِ مفرد② کی دو قسمیں ہیں: اگر حقیقی و مجازی معنی میں تشبیہ کا علاقہ ہو تو اسے استعارہ کہتے ہیں، جیسے: فُلَانٌ يَتَكَلَّمُ بِالدُّرَرِ. اگر تشبیہ کے علاوہ کوئی اور علاقہ ہو تو اسے "مجازِ

= درہم سے زیادہ سفیدی کو کہتے ہیں، پھر اسے صبح کی سفیدی کے لیے مستعار لیا گیا، تو شاعر صبح کی روشنی اور چمک کو خلیفہ کے چہرے کے ساتھ تشبیہ دے رہا ہے، حالانکہ صبح کی روشنی اصل اور خلیفہ کا چہرہ روشنی میں اس کی بنسبت ناقص ہے، لہٰذا خلیفہ کے چہرے کو صبح کی روشنی سے تشبیہ دینی چاہیے، لیکن شاعر کا مقصود اس بات کو باور کرانا ہے کہ خلیفہ کا چہرہ واضح ہونے میں صبح سے اتم ہے۔

① مجاز کے لیے تین شرطیں ہیں: ۱-لفظ غیر معنی موضوع لہ میں استعمال ہو، ۲-معنی موضوع لہ اور غیر موضوع لہ میں باہمی ربط وعلاقہ ہو، ۳-معنی موضوع لہ مراد نہ ہونے پر قرینہ موجود ہو۔

② مجاز مرکب کی بحث ص 81 پر ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

مرسل" کہتے ہیں، جیسے: ﴿يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ﴾ [البقرة: 19]میں ہے۔
مجازِ مرسل کی بحث ص 80 پر ہے۔

استعارہ: لغۃً عاریت پر لینے کے معنی میں اور اصطلاحاً اس مجاز کو کہتے ہیں جس کے حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان مشابہت کا علاقہ اور تعلق ہو، جیسے: ﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ [ابراهيم: 1]أي: من الضَّلالِ إلى الهِدَاية.[1]

ارکانِ استعارہ: تشبیہ کی طرح استعارے کے بھی چار ارکان ہیں: ۱-مستعار لہ، ۲-مستعار منہ، ۳-مستعار، ۴-مستعار بہ یا وجہ جامع۔ تشبیہ کے چار ارکان میں سے "مشبہ" کو مستعار لہ، "مشبہ بہ" کو مستعار منہ، (ان دونوں کو طرفین بھی کہا جاتا ہے)، "وجہ شبہ" کو مستعار بہ یا وجہ جامع، اور جو لفظ استعارے پر دلالت کرے اسے مستعار کہا جاتا ہے، مثلاً مذکورہ مثال میں ضلالت اور ہدایت مستعار لہ، ظلمات و نور کا معنی مستعار منہ اور لفظ الظلمات والنور مستعار ہے۔

واضح رہے کہ استعارہ میں اصل یہ ہے کہ طرفین تشبیہ (مشبہ یا مشبہ بہ) میں سے کسی ایک کو، اسی طرح وجہ تشبیہ اور اداتِ تشبیہ کو حذف کیا جائے۔

اقسامِ استعارہ باعتبار طرفین: طرفین (مستعار لہ و مستعار منہ) کے اعتبار سے استعارے کی دو قسمیں ہیں:

استعارہ مصرّحہ: وہ استعارہ جس میں ارکانِ تشبیہ سے صرف مشبہ بہ (مستعار منہ) مذکور ہو، جیسے:

فَأَمْطَرَتْ لُؤْلُؤًا مِنْ نَرْجِسٍ وَسَقَتْ   وَرْدًا وَعَضَّتْ عَلَى العُنَّابِ بِالبَرَدِ[2]

---

① الظلمات اور النور حقیقی کے بجائے مجازی یعنی ضلال اور ہدایت کے معنی میں مستعمل ہیں۔ حقیقی ومجازی معانی میں مشابہت کا علاقہ ہے کہ ضلال کو تاریکی سے اور ہدایت کو نور سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ اور اس کا قرینہ لفظ کتاب ہے۔

② "معشوقہ نے نرگس (آنکھ) سے موتی (آنسو) برسائے اور گلاب (رخسار) کو سیراب کیا اور عناب (پوروں) کو اولوں (دانتوں) سے کاٹا۔" اس شعر میں پانچ استعارے ہیں: ۱-معشوقہ کے آنسوؤں کو "لؤلؤ" سے، ۲-آنکھوں کو "نرگس" =

Maktaba Tul Ishaat.com

استعارہ مکنیہ: جس میں ارکانِ تشبیہ سے صرف مشبہ مذکور ہو اور مشبہ بہ محذوف کے لوازمات میں سے کوئی چیز ذکر کر کے اس کی طرف اشارہ کیا جائے، جیسے: ﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾ [الإسراء: 24] اور جھکا دے ان کے آگے عاجزی کے کندھے نیازمندی سے۔ یہاں ''ذُل'' بمعنی عاجزی کو ''طائر'' بمعنی پرندے سے تشبیہ دی جو محذوف ہے۔ پھر ''الطائر'' مشبہ بہ کے لوازمات سے ''جناح'' بمعنی ''پر'' ذکر کر کے مشبہ بہ کی طرف اشارہ کیا گیا۔ یہ استعارہ مکنیہ یا استعارہ بالکنایہ ہے۔ واضح رہے کہ یہاں استعارہ تخییلیہ بھی ہے کہ مشبہ الذُّل کے لیے مشبہ بہ الطائر کے لوازم میں سے ایک لازم جناح کو ثابت کیا گیا۔

اقسامِ استعارہ باعتبارِ لفظِ مستعار: لفظِ مستعار کے لحاظ سے استعارہ کی دو قسمیں ہیں:

۱- اصلیہ، ۲- تبعیہ۔

استعارہ اصلیہ: جس میں لفظِ مستعار اسمِ غیر مشتق، یعنی اسمِ جنس ہو، جیسے: الظلام بول کر ضلالت، اور النور سے ہدایت مراد لینا۔

استعارہ تبعیہ: جس میں لفظِ مستعار فعل، حرف یا اسمِ مشتق ہو، جیسے: فُلَانٌ رَكِبَ كَتِفَي غَرِيْمِه (فلاں اپنے قرض دار کے کندھوں پر سوار ہوا)، أي: لَازَمَهُ مُلَازَمَةً شَدِيْدَةً۔①

ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ﴾ [البقرة: 5] (وہ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں) میں مستعار علی حرفِ جارہ ہے۔②

= ہے، ۳- رخساروں کو ''گلاب کے پھول'' سے، ۴- انگلیوں کے پوروں کو ''عناب'' سے، ۵- دانتوں کو ''اولوں'' سے تشبیہ دی گئی اور یہ استعارہ اس لیے ہے کہ ارکانِ تشبیہ سے صرف مشبہ بہ مذکور ہے اور کوئی رکن مذکور نہیں۔

① رکب فعل مستعار، چمٹ جانا یا پیچھے پڑنا مستعار لہ ہے، یعنی قرض دار کے پیچھے پڑ جانے کو اس کے کندھوں پر سوار ہونے سے تشبیہ دی گئی۔ وجہ شبہ اسے قابو میں رکھنا ہے کہ دونوں میں ایسا ہوتا ہے۔

② علی حرف جر مستعار، ہدایت کے حصول پر متمکن ہونا مستعار لہ ہے۔ مہدی (ہدایت یافتہ) اور ہدایت کے درمیان =

Maktaba Tul Ishaat.com

مستعار اسم مشتق کی مثال یہ شعر ہے:

وَلَئِنْ نَطَقْتُ بِشُكْرِ بِرِّكَ مُفْصِحًا   فَلِسَانُ حَالِي بِالشِّكَايَةِ أَنْطَقُ ①

اس طرح: أَذَقْتُهُ لِبَاسَ الْمَوْتِ (میں نے اسے موت کا لباس پہنایا) میں إذاقة (چکھانے) کو إلباس (اوڑھانے) سے تشبیہ دی گئی۔ لہٰذا الباس مستعار اور الإذاقة مستعار لہ ہے۔ مستعار کو حذف کر کے اس کے لازم کو ذکر کیا گیا۔

اقسام استعارہ باعتبار مناسبات: ذکرِ مناسبات کے لحاظ سے استعارہ کی چار قسمیں ہیں: ۱- مطلقہ، ۲- مجردہ، ۳- تخییلیہ، ۴- ترشیحیہ۔

استعارۂ مطلقہ: جس میں مشبہ اور مشبہ بہ کے مناسبات اور لوازمات میں سے کوئی چیز ذکر نہ کی جائے، جیسے: ﴿يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللهِ﴾ [البقرة: 27] (وہ توڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عہد کو)۔ ابطالِ عہد کو نقضِ عہد سے تشبیہ دی گئی، اور مشبہ ابطالِ عہد، ومشبہ بہ نقض کے ملائمات ومناسبات میں سے کوئی مذکور نہیں۔

استعارہ مجرّدہ: جس میں مشبہ کے ملائمات ومناسبات، مشبہ بہ کے لیے ثابت کئے جائیں، جیسے: ﴿فَاَذَاقَهَا اللهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ﴾ [النحل: 112] اللہ تعالیٰ نے اس گاؤں کے باشندوں کو بھوک اور ڈر کی پوشاک چکھائی۔ ②

استعارہ تخییلیہ: جس میں مشبہ بہ کے لوازمات میں سے کوئی چیز مشبہ کے لیے ثابت کی

= جو ربط وتعلق ہے اسے اس تعلق وربط سے تشبیہ دی گئی جو مستعلی اور مستعلی علیہ کے درمیان ہوتا ہے۔ وجۂ جامع دونوں کے درمیان قدرت پانا اور متمکن ہونا ہے کہ جس طرح چھت وغیرہ پر چڑھا شخص اس پر متمکن ہوتا ہے اسی طرح ہدایت یافتہ شخص بھی ہدایت پر متمکن ہوتا ہے۔

① اگر میں کھل کر بھی آپ کے احسان کا اعتراف کروں (تو بھی فائدہ نہیں) کیوں کہ میری زبانِ حال (آپ کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف کی) زیادہ شکایت کرتی ہے۔" أَنْطَقُ مستعار اور الدلالة محذوف مستعار لہ ہے۔ اور نطق ودلالت کے درمیان وجۂ جامع مقصود کو اچھے طریقے سے سمجھا جانا ہے۔

② لباس مستعار (مشبہ بہ) ہے۔ بھوک اور خوف کا اثر جو انسان کو محیط ہوتا ہے مستعار لہ (مشبہ) ہے۔ مشبہ کے مناسبات میں سے اذاقہ چکھانے کا اثبات مشبہ بہ کے لیے استعارہ مجرّدہ ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

جائے، جیسے ہزلی کا شعر ہے:

إِذَا الْمَنِيَّةُ أَنْشَبَتْ أَظْفَارَهَا   أَلْفَيْتَ كُلَّ تَمِيمَةٍ لَا تَنْفَعُ [1]

استعارہ مرشحہ: جس میں مشبہ بہ کے ملائم ومناسب کو مشبہ کے لیے ثابت کیا جائے، جیسے: ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ﴾ [البقرۃ: 16]

آیت میں استبدال کو "اشتراء" سے تشبیہ دے کر بطور استعارہ اشتراء سے استبدال مراد لیا گیا، جسے استعارہ مصرحہ کہتے ہیں۔ پھر اشتراء مشبہ بہ کے مناسب "ربح" کو استبدال مشبہ کے لیے ثابت کیا گیا جسے استعارہ مرشحہ یا ترشیحیہ کہا جاتا ہے۔

استعارہ ترشیحیہ اور مجردہ کا اعتبار اسی وقت ہوتا ہے جب قرینہ کی وجہ سے استعارہ مکمل ہوجائے۔

مجاز مرسل: مجازِ مرسل اس مجاز کو کہتے ہیں جس میں لفظ کے حقیقی ومجازی معنی میں علاقۂ تشبیہ کے علاوہ کوئی اور علاقہ ہو۔ دیگر علاقے چوبیس ہیں، جن میں سے مشہور درجِ ذیل آٹھ علاقے ہیں۔

۱- علاقہ سببیت، یعنی سبب بول کر مسبب مراد لیا جائے، جیسے: عَظُمَتْ يَدُهُ، أي: نِعْمَتُهُ. فلاں کا ہاتھ بڑا ہوگیا، یعنی اس کا انعام بڑھ گیا۔ چونکہ انعام کا سبب ہاتھ ہے تو "ید" سبب بول کر مسبب یعنی "نعمت" مراد ہے۔

۲- مسببیت کا علاقہ، یعنی مسبب بول کر سبب مراد لیا جائے، جیسے: أَمْطَرَتِ السَّمَاءُ نَبَاتًا، أي: مطرًا. آسمان نے سبزہ یعنی بارش برسائی۔ چونکہ بارش سبب اور سبزہ مسبب ہے تو "نبات" بمعنی سبزہ مسبب بول کر "مطر" بمعنی بارش سبب مراد لیا گیا۔

---

① "جب موت اپنے ناخن گاڑ دیتی ہے تب ہر تعویذ اور جھاڑ پھونک بے کار پاؤ گے۔" شاعر نے "منیہ" یعنی موت کو سبع یعنی درندے کے ساتھ تشبیہ دے کر استعارہ کیا، جسے استعارہ بالکنایہ کہا جاتا ہے، پھر سبع مشبہ بہ کے لوازمات "اظفار" کو "منیہ" مشبہ کے لیے ثابت کیا۔ نیز سبع مشبہ بہ کے مناسب "إنشاب" کو "منیہ" مشبہ کے لیے ثابت کرنے میں استعارہ ترشیحیہ بھی ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

۳- جزئیت کا علاقہ، یعنی جز بول کر کل مراد لینا، جیسے: أُرْسِلَتْ الْعُيُونُ لِتُطَّلَعَ علی أحوالِ العَدُوِّ، أي: الجواسيسُ. جاسوس بھیجے گئے تاکہ دشمن کے احوال سے واقفیت حاصل ہو۔ "عیون" بمعنی آنکھ جزء بول کر "جواسیس" کل مراد ہیں۔

۴- کلیت کا علاقہ، یعنی کل بول کر جز مراد لیا جائے، جیسے: ﴿يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ﴾ [البقرة: 19] أي: أنامِلَهُمْ (کافر لوگ) انگلیاں (یعنی پورے) کانوں میں دیتے ہیں۔ "اصابع" کل بول کر "انامل" جز مراد ہے۔

۵- ما کان کا علاقہ، یعنی زمانِ ماضی کے اعتبار سے کسی چیز کا نام رکھنا، جیسے: ﴿وَ اٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ﴾ [النساء: 2]،أي: البالغين، اور یتیموں کو ان کا مال دے دو۔ یہاں بالغین کو "یتامیٰ" ما کان کے اعتبار سے کہا گیا، ورنہ بلوغ کے بعد یتیم، یتیم نہیں رہتا۔

۶- ما يكون کا علاقہ، یعنی مستقبل کے اعتبار سے کسی چیز کا نام رکھنا، جیسے: ﴿اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا﴾ [يوسف: 36] میں دیکھتا ہوں کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں۔ "عنب" بمعنی انگور کو "خمر" بمعنی شراب کہہ دیا جو آئندہ جا کر شراب بنے گا۔

۷- محلیت کا علاقہ، یعنی محل بول کر حال مراد لیا جائے، جیسے: قَرَّرَ المجلسُ ذاك، أي: أهلُه، مجلس نے یہ فیصلہ کیا۔ یہاں "اہلِ مجلس" حال کو "مجلس" محل سے تعبیر کیا گیا۔

۸- حالیت کا علاقہ، یعنی حال بول کر محل مراد لینا، جیسے: ﴿فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ﴾ [آل عمران: 107] أي: في الجنَّةِ، (وہ لوگ) اللہ تعالیٰ کی رحمت (جنت) میں ہیں۔ یہاں جنت محل کو "رحمت" حال سے تعبیر کیا گیا۔

مجازِ مرکب: اس کی دو قسمیں ہیں: ۱- مجاز مرکب مرسل، ۲- مجاز تمثیل۔

مجازِ مرکب مرسل: اس مرکب کلام کو کہتے ہیں جو غیر معنی موضوع لہ میں علاقہ مشابہت کے بغیر استعمال ہو، مثلاً جملہ خبریہ کو انشائیہ کی جگہ استعمال کیا جائے، جیسے:

هَوَايَ مَعَ الرَّكْبِ الْيَمَانِيْنَ مُصْعِدُ   جَنِيْبٌ وَجُثْمَانِي بِمَكَّةَ مُوْثَقُ[1]

---

① "میرا محبوب یمنی قافلہ کے ساتھ ان کے آگے آگے جا رہا ہے اور میرا جسم مکہ میں قید ہے۔"

Maktaba Tul Ishaat.com

اگرچہ بظاہر یہ جملہ خبریہ ہے، لیکن اس کا مقصد خبر دینا نہیں، بلکہ اپنے رنج وغم کا اظہار ہے۔

مجازِ تمثیل: اگر مرکب کلام کا غیر معنی موضوع لہ میں استعمال علاقہ مشابہت کی وجہ سے ہو تو اسے مجازِ تمثیل کہتے ہیں، جیسے کوئی شخص کسی کام میں تردد کرے تو اسے کہا جاتا ہے: أراكَ تُقدِّمُ رِجلًا وتُؤخِّرُ أخرى، أي: أراكَ تُقدِّمُ تارةً رِجلًا وتُؤخِّرُ مرّةً أخرى. میں دیکھتا ہوں کہ آپ ایک مرتبہ پیر آگے بڑھاتے ہیں اور دوسری مرتبہ پیچھے ہٹاتے ہیں۔[1]

مجازِ عقلی: واضح رہے کہ مجاز کا تعلق کبھی لغت سے اور کبھی اسناد سے ہوتا ہے۔ اگر اس کا تعلق لغت سے ہو تو اسے مجازِ لغوی کہتے ہیں جس میں لفظ کے حقیقی ومجازی معنی کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر مجاز میں نسبت اور اسناد سے بحث ہو تو اسے مجازِ عقلی کہتے ہیں، اور اس کی تعریف یہ ہے: فعل یا شبہ فعل کی اسناد کسی علاقے یا قرینے کی وجہ سے غیر ماوضع لہ[2] کی طرف کی جائے کی، جیسے:

أَشَابَ الصَّغِيْرَ وَأَفْنَى الْكَبِيْرَ كَرُّ الغَدَاةِ وَمَرُّ العَشِيِّ[3]

إشابة (بوڑھا کرنے) اور إفناء (فناء کرنے) کی کَرُّ الغَدَاةِ ومَرُّ العَشِيِّ کی طرف اسناد غیر ماھولہ کی طرف ہے (یعنی نسبت غیر حقیقی اور مجاز ہے) کیوں کہ حقیقت میں فاعل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

اسنادِ مجازی یا عقلی کی کچھ صورتیں: اسنادِ مجازی یا عقلی میں فعل یا شبہ فعل معروف کی مفعول کی طرف اسناد،[4] اور فعل یا شبہ مجہول کی فاعل کی طرف اسناد[5] یا ....

---

① یہاں کسی شخص کے ذہنی تردد (ایک مرتبہ آگے بڑھنے اور ایک مرتبہ پیچھے ہٹنے کو) اس کے اصل معنی کا اعتبار کرتے ہوئے اس شخص سے تشبیہ دی گئی جو چلتے وقت ایک قدم آگے بڑھاتا ہے اور ایک قدم پیچھے ہٹاتا ہے۔ اس میں مشبہ عقلی، اور مشبہ بہ حسی ہے۔ نیز وجہ شبہ (اقدام واحجام بمعنی پیچھے ہٹنا) امور متعددہ سے ماخوذ ہے۔ اسے مجاز مرکب بالاستعارہ تمثیلیہ یا تمثیل بھی کہتے ہیں۔

② یعنی جس چیز کی طرف نسبت کرنی چاہیے اس کے علاوہ کسی دوسری چیز کی طرف نسبت کی جائے۔

③ چھوٹے کو بوڑھا اور بوڑھے کو فنا کر دیا، صبح وشام کے بار بار آنے جانے نے۔"

④ جیسے: عِيْشَةٌ رَاضِيَةٌ میں راضية اسم فاعل ہے اور اس کی اسناد غیر فاعل یعنی عيشة کی طرف ہے جو مفعول بہ ہے؛ کیوں کہ عيشة (زندگی) راضية نہیں ہوتی، بلکہ راضية تو صاحبِ عيشة ہوتا ہے۔

⑤ جیسے: سيلٌ مُفعَمٌ میں مفعَمٌ اسمِ مفعول ہے اور اس کی اسناد مفعول کے بجائے فاعل سيل کی طرف ہے؛ =

Maktaba Tul Ishaat.com

مصدر[1] زمان[2] مکان[3] یا سبب[4] کی طرف اسناد بھی داخل ہے۔

کنایہ کی بحث

یہ اظہار مافی الضمیر کا تیسرا طریقہ ہے۔ کنایہ اسے کہتے ہیں کہ لفظ بول کر اس کے معنی کے لازم کو مراد لیا جائے اور حقیقی معنی یعنی ملزوم مراد لینا بھی جائز ہو،[5] جیسے: طَوِيلُ النَّجاد، أيْ: طويلُ القَامَةِ بمعنی دراز قد، یہاں طویل النجاد سے دراز قد مراد لیا گیا، لیکن حقیقی معنی لمبی نیام مراد لینا بھی درست ہے۔

مکنی عنہ[6] (مطلوب) کے اعتبار سے کنایہ کی تین قسمیں ہیں:

۱-وہ کنایہ جس میں مکنی عنہ صفت ہو، جیسے حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا شعر ہے:

طَوِيْلُ النَّجَادِ رَفِيْعُ العِمَادِ كَثِيْرُ الرَّمَادِ إِذَا مَا شَتَا[7]

۲-وہ کنایہ جس میں ”مکنی عنہ“ نسبت ہو، جیسے: المَجْدُ بَيْنَ ثَوْبَيْه وَالكَرَمُ تَحْتَ

= کیوں کہ سیلاب بھرا ہوا نہیں ہوتا، بلکہ بھرنے والا ہوتا ہے۔

① جیسے: جَدَّ جِدُّهُ میں جدَّ فعل کی نسبت جِدُّ مصدر کی طرف کی گئی، حالانکہ کامیاب فعل نہیں فاعل ہوتا ہے۔

② جیسے: نهارُه صائمٌ میں صائم اسم فاعل ہے جس کی اسناد غیر فاعل یعنی ظرفِ زمان کی طرف ہے؛ کیوں کہ صائم تو شخص ہوتا ہے دن نہیں ہوتا۔

③ جیسے: نهرٌ جارٍ میں جارٍ اسم فاعل ہے جس کی اسناد غیر فاعل یعنی ظرفِ مکان کی طرف ہے؛ کیوں کہ جاری تو پانی ہوتا ہے، نہر جاری نہیں ہوتی۔

④ جیسے: بنى الأميرُ المدِينةَ میں بَنَیٰ فعل کی نسبت غیر فاعل یعنی سبب کی طرف ہے؛ کیوں کہ شہر کو بنانے والا امیر نہیں، بلکہ اس کا عملہ ہوتا ہے۔

⑤ واضح رہے کہ کنایہ اور مجاز دونوں میں معنیٔ غیر موضوع لہ مراد لیا جاتا ہے، لیکن ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ کنایہ میں حقیقی اور مجازی دونوں معنی ایک ساتھ مراد لیے جاسکتے ہیں، جب کہ مجاز میں قرینہ مانعہ کی وجہ سے دونوں ایک ساتھ مراد نہیں لیے جاسکتے۔

⑥ کنایہ کے لفظ کو ”مکنی“ اور اس سے جو معنی مراد ہو اسے ”مکنی عنہ“ کہتے ہیں۔

⑦ ”وہ لمبے قد والا، اونچے ستون والا، راکھ کے انبار والا ہے جب موسم سرما آئے۔“ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا نے یہ شعر اپنے بھائی کی تعریف میں کہا۔ اس میں مکنی عنہ یعنی طویل النجاد، رفیع العماد، کثیر الرماد صفات ہیں۔ طویل النجاد سے طویل القامت، رفیع العماد سے سردار اور کثیر الرماد سے سخی ہونا مراد ہے۔ یعنی میرا بھائی دراز قد، سردار اور سخی انسان ہے جس کے ہاں مہمانوں کی کثرت رہتی ہے اور اتنے کھانے پکتے ہیں اور لکڑیاں جلتی ہیں کہ گھر میں راکھ کا انبار لگ جاتا ہے، اگرچہ دن چھوٹے ہوں، جن میں عموماً مہمان کم ہوتے ہیں۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

رِدَائِه. (بزرگی اس کے کپڑوں کے درمیان اور سخاوت اس کی چادر کے نیچے ہے)۔ بزرگی اور سخاوت کو ممدوح کی طرف منسوب کرنا مقصود ہے، لیکن کنایہ کے طور پر ان کی نسبت ان کپڑوں اور چادر کی طرف کی گئی جو اس کے پاس ہیں۔

۳- وہ کنایہ جس میں "مکنی عنہ" صفت اور نسبت نہ ہو، بلکہ موصوف ہو، جیسے:

الضَّارِبِيْنَ بِكُلِّ أَبْيَضَ مِخْذَمٍ   الطَّاعِنِين مَجَامِعَ الأَضْغَانِ [1]

اقسام کنایہ باعتبار واسطہ: معنی مطابقی اور کنائی کے درمیان واسطوں کی کمی زیادتی کے اعتبار سے کنایہ کی چار قسمیں ہیں:

تلویح: یہ وہ کنایہ ہے جس میں واسطے زیادہ ہوں، جیسے: هُوَ كَثِيْرُ الرَّمَادِ.[2]

رمز: وہ کنایہ جس میں اگر چہ واسطے کم ہوں، لیکن ان میں خفا ہو، جیسے: هُوَ سَمِيْنٌ رِخْوٌ. (وہ موٹا نرم ہے)۔[3]

ایماء و اشارہ: وہ کنایہ ہے جس میں واسطے نہ ہوں یا واسطے کم ہوں اور خفا بھی نہ ہو، جیسے:

أَوَ مَا رَأَيْتَ المَجْدَ أَلْقَى رِحْلَهُ   فِيْ آلِ طَلْحَةَ ثُمَّ لَمْ يَتَحَوَّلِ [4]

---

[1] "(میں مدح کرتا ہوں) ہر سفید کاٹنے والی تلوار کے ساتھ مارنے والوں کی اور کینے کے جمع ہونے کی جگہوں میں نیزہ مارنے والوں کی۔" مجامع الاضغان مکنی اور قلوب مکنی عنہ ہیں جو نہ صفت ہیں اور نہ ہی نسبت، بلکہ موصوف ہیں؛ کیوں کہ دل ہی حسد و کینہ جمع ہونے کی جگہ ہے۔

[2] وہ بہت زیادہ راکھ والا ہے، یعنی سخی ہے۔ اس میں واسطے اس طرح زیادہ ہیں کہ راکھ کی کثرت آگ کے زیادہ جلنے پر اور زیادہ آگ جلنا زیادہ کھانا پکانے پر، زیادہ کھانا پکانا کھانے والوں کی کثرت پر، کھانے والوں کی کثرت مہمانوں کی زیادہ آمد پر اور مہمانوں کی زیادتی سخاوت پر دال ہے۔

[3] یعنی غبی و بے وقوف ہے۔ یہاں اگر چہ واسطے کم ہیں، لیکن ان میں خفا ہے کہ موٹاپا کاہلی و سستی کی وجہ سے ہوتا ہے اور کاہلی و سستی ذہنی کمزوری و غباوت پر دلالت کرتی ہے۔ اس کنایہ میں خفا ہے۔

[4] "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ شرافت نے طلحہ کے خاندان میں اپنا کجاوہ رکھا، پھر وہاں سے کجاوے کا دوسری طرف رخ نہیں پھرا۔" شاعر نے "القائے رحل اور عدم تحول" سے طلحہ کے پورے خاندان کا شریف ہونا مراد لیا اور صرف ایک واسطہ المجد استعمال کیا جس میں خفا بھی نہیں۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

تعریض: وہ کنایہ ہے جس میں اشارہ ایک طرف ہو لیکن مراد دوسری ہو،[1] جیسے لوگوں کو ضرر پہنچانے والے سے کہا جائے: خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ. (بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے)۔ یہاں مخاطب پر تعریض ہے کہ تم ایسے نہیں۔

① تعریض سمجھنے کے لیے سیاق وسباق کا علم ضروری ہے۔ سیاق وسباق کے بغیر اسے نہیں سمجھا جاسکتا۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

علم البدیع

علم بدیع ایسا علم ہے جس سے مقتضائے حال کے مطابق کلام کو حسین وجمیل بنانے کے طریقے معلوم ہوں۔ ①

وجوہِ تحسینِ کلام کی دو قسمیں ہیں: ۱-مُحَسِّناتِ معنویہ، ۲-مُحَسِّناتِ لفظیہ۔ ②

مُحَسِّناتِ معنویہ: میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

التوریۃ: ایک لفظ کے دو معنی ہوں ایک قریب اور دوسرا بعید ③ اور متکلم کسی خفیہ قرینے کی وجہ سے بعیدی معنی مراد لے، جیسے: ﴿وَ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَ یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ﴾ [الأنعام: 60]. ④

اسی طرح درجِ ذیل شعر:

یَا سَیِّدًا حَازَ لُطْفًا   لَهُ الْبَرَایَا عَبِیْدُ
أَنْتَ الْحُسَیْنُ وَلٰکِنْ   جَفَاكَ فِیْنَا یَزِیْدُ ⑤

میں یزید میں توریہ ہے۔ ⑥

---

① بالفاظِ دیگر علمِ معانی اور علمِ بیان کے ذریعے کلام کو فصیح اور بلیغ بنانے کے بعد کلام کو مزید خوش نما بنانے کے طریقے علمِ بدیع سے معلوم ہوتے ہیں۔

② مُحَسِّناتِ معنویہ وہ ہیں جو اوّلاً اور بالذات معنی میں حسن پیدا کریں، اگرچہ بعض اوقات مُحَسِّناتِ معنویہ سے لفظ میں بھی حسن پیدا ہوتا ہے۔ اور مُحَسِّناتِ لفظیہ وہ ہیں جو اوّلاً وبالذات لفظ میں حسن پیدا کریں، اگرچہ بعض اوقات ان سے معنی میں بھی حسن پیدا ہوتا ہے۔

③ معنی قریب جو کلام سے فوراً سمجھا جائے۔ معنی بعید جس کی طرف ذہن فوراً منتقل نہ ہو۔

④ جَرَحْتُم بالنَّهَار کا معنی قریبی اکتساب مال ہے جو مراد نہیں، بلکہ معنی بعید گناہ کا ارتکاب کرنا مراد ہے۔

⑤ "اے وہ سردار! جس نے تمام توفیقاتِ الٰہیہ کو جمع کر رکھا ہے اور جس کی ساری مخلوق غلام ہے۔ آپ نام سے تو حسین ہیں، مگر آپ کی بے رخی ہمارے بارے میں بڑھتی جا رہی ہے۔"

⑥ حسین کے مقابلے میں لفظ یزید لایا گیا تو اس کا معنی قریب یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ ہے، لیکن یہ مراد نہیں، بلکہ معنی بعید زیادہ ہونا اور بڑھنا مراد ہے کہ یہ زَادَ یَزِیْدُ سے فعل مضارع ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابہام: کلام کو اس انداز سے پیش کیا جائے کہ وہ دو متضاد معانی: مدح وذم کا احتمال رکھے، جیسے:

بَارَكَ اللهُ لِلْحَسَنِ وَلِبَوْرَانَ فِي الخَتَنِ
يَا إِمَامَ الهُدَى ظَفِرْ تَ وَلٰكِنْ بِبِنْتِ مَنْ ①

توجیہ: کسی معنی کو ایسے الفاظ سے ادا کیا جائے جو اس معنی کے لیے موضوع ہوں، لیکن اس کے ساتھ وہ انسانوں یا دیگر اشیاء کے نام بھی ہوں۔ انسانوں کے نام، جیسے:

إِذَا فَاخَرَتْهُ الرِّيحُ وَلَّتْ عَلِيلَةً
بِأَذْيَالِ كُثْبَانِ الثَّرَى تَتَعَثَّرُ

بِهِ الفَضْلُ يَبْدُو وَالرَّبِيعُ وَكَمْ غَدَا
بِهِ الرَّوْضُ يَحْيَى وَهُوَ لَا شَكَّ جَعْفَرُ ②

انسانوں کے علاوہ کسی اور چیز کے نام، جیسے:

وَمَا حُسْنُ بَيْتٍ لَهُ زُخْرُفٌ تَرَاهُ إِذَا زُلْزِلَتْ لَمْ يَكُنْ ③

طباق:④ دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا، جیسے: ﴿وَ تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّ هُمْ رُقُوْدٌ﴾ [الکہف: 18] ایقاظ اور رقود دونوں اسم اور متقابل ہیں۔ اسی طرح: ﴿وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ

---

① ”اللہ تعالیٰ حسن اور بوران کو رشتہ ازدواج میں برکت دے۔ اے ہدایت کے امام! آپ کامیاب تو ہوئے، مگر کس کی بیٹی کے ساتھ۔“ بِبِنْتِ مَنْ میں مدح کا احتمال بھی ہے کہ بڑے آدمی کی بیٹی سے آپ کا نکاح ہوا، اور مذمت کا پہلو بھی ہے کہ پیچ شخص کی بیٹی سے نکاح کیا۔

② ”جب ہوا اس کے سامنے فخر کے ساتھ چلتی ہے، تو خوش بودار ہو کر لوٹتے ہوئے نمناک ریتیلے ٹیلوں کے پاس رک جاتی ہے۔ اسی وجہ سے فضلیت اور موسمِ ربیع ظاہر ہوتا ہے اور کتنے ہی باغات اس کی وجہ سے سبزہ زار ہیں اور بلاشبہ وہ (جس کی میں تعریف کر رہا ہوں) ایک چشمہ ہے۔“ فضل، ربیع، یحییٰ اور جعفر اشخاص کے نام ہیں جن سے ان کے لغوی معانی مراد ہیں۔

③ ”وہ گھر خوب صورت نہیں جس پر ملمع کاری کی جائے، جب زلزلہ آئے تم اس گھر کو ایسا دیکھو گے گویا کہ وہ تھا ہی نہیں۔“ اس شعر میں زخرف، إذا زلزلت، اور لم یکن قرآن پاک کی سورتوں کے نام ہیں جن سے ان کا لغوی معنی مراد ہے۔

④ اسے المطابقۃ اور تضاد بھی کہتے ہیں۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

﴿النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ [الروم: 6,7]. لا یعلمون اور یعلمون دونوں فعل اور متقابل ہیں کہ ایک مثبت اور دوسرا منفی ہے۔ ①

مقابلہ: صنعتِ طباق میں "صنعتِ مقابلہ" بھی داخل ہے کہ پہلے دو یا زائد غیر متقابل معنی ذکر کیے جائیں، پھر ہر ایک کا مقابل اسی ترتیب سے ہو، جیسے: ﴿فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا﴾ [التوبة: 82]. ②

تدبیج: صنعتِ طباق میں "تدبیج" بھی داخل ہے کہ کلام میں مختلف ایسے رنگوں کا ذکر کیا جائے جو ایک دوسرے کے مقابل ہوں، جیسے:

تَرَدَّى ثِيَابَ الْمَوْتِ حُمْرًا فَمَا أَتَى لَهَا اللَّيْلُ إِلَّا وَهْيَ سُنْدُسٌ خُضْرٌ ③

ادماج: کسی غرض کے لیے کوئی کلام لایا جائے اور اس کے ضمن میں دوسری غرض بھی شامل ہو، جیسے متنبی کا شعر ہے:

أُقَلِّبُ فِيْهِ أَجْفَانِيْ كَأَنِّيْ أَعُدُّ بِهَا عَلَى الدَّهْرِ الذُّنُوْبَا ④

الاستتباع: یہ ادماج کی ایک قسم ہے کہ ایک مدح کے ضمن میں دوسری مدح پائی جائے، یعنی ایک چیز کی تعریف اس طرز پر کی جائے جس سے دوسری تعریف لازم آئے، جیسے خوارزمی کا شعر ہے:

---

① اسے طباق السلب بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح: ﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ میں لھا اور علی دو حرف ایک دوسرے کے متقابل ہیں۔ اردو زبان میں اس کی مثال: حرکت وسکون، وجود وسلب، نابینا وبینا وغیرہ ہے۔

② پہلے ضحک اور قلت کو لایا گیا، اور یہ دونوں متوافق ہیں، یعنی ان کے درمیان تقابل نہیں۔ پھر بکاء اور کثرت کو لایا گیا جو ان کے مقابل ہیں اور ترتیب بھی ہے کہ ضحک کے مقابل بکاء کو پہلے لایا گیا اور قلت کے مقابل کثرت کو بعد میں لایا گیا۔

③ "اس نے موت کے سرخ کپڑے پہن لیے، ان کپڑوں پر رات نہیں آئی مگر وہ سبز باریک ریشم کے ہوگئے۔" مطلب یہ ہے کہ ممدوح نے شہادت کا مرتبہ پایا اور خون سے لت پت کپڑے اس کا کفن تھے، اور رات سے پہلے ہی وہ کپڑے جنت کے کپڑوں میں سے سبز باریک ریشم کے کپڑے بن گئے۔ چونکہ شعر میں دو مقابل رنگوں کو جمع کیا گیا؛ اس لیے یہ تدبیج ہے۔

④ "میں رات کو (کثرتِ بیداری کی وجہ سے) اپنی پلکوں کو پلٹتا ہوں، گویا کہ ان کے ذریعے میں زمانے کے گناہوں کو شمار کرتا ہوں (کہ اس نے مجھ پر کتنے ظلم کیے)۔" متنبی کا مقصد رات کی درازی بیان کرنا ہے جس کے ضمن میں زمانے کی سختیوں کے شکوے کو بھی ذکر کیا۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

سَمْحُ البَدِيْهَةِ لَيْسَ يُمْسِكُ لَفْظَهُ　　فَكَأَنَّمَا أَلْفَاظُهُ مِنْ مَالِهِ ①

مراعاۃ النظیر: چند ایسے امور کو جمع کیا جائے جن کے درمیان تضاد وتقابل کے علاوہ کوئی اور مناسبت مثلاً توافق ہو، جیسے:

إِذَا صَدَقَ الجَدُّ اِفْتَرَى العَمُّ لِلْفَتَى　　مَكَارِمُ لَا تَخْفَى وَإِنْ كَذَبَ الخَالُ ②

استخدام: ایک لفظ کے دو معنی ہوں جب اسمِ ظاہر ذکر کیا جائے تو ایک معنی مراد ہو اور جب اس کی طرف ضمیر لوٹائی جائے تو دوسرا معنی مراد ہو③ یا اس لفظ کی طرف لوٹنے والی دو ضمیروں میں سے ایک ضمیر سے ایک اور دوسری سے دوسرا معنی مراد ہو، جیسے:

فَسَقَى الغَضَا والسَّاكِنِيْه وإِنْ هُمُ　　شَبُّوْهُ بَيْنَ جَوَانِحِيْ وَضُلُوْعِيْ ④

استطراد: متکلم کا مقصودی بات درمیان میں ادھوری چھوڑ کر کسی مناسبت کی وجہ سے دوسری بات شروع کرنا اور پھر دوبارہ پہلی بات کی طرف لوٹنا، جیسے:

وإِنَّا أُنَاسٌ لَا نَرَى القَتْلَ سَبَّةً　　إِذَا مَا رَأَتْهُ عَامِرٌ وَسَلُوْلُ
يُقَرِّبُ حُبُّ المَوْتِ آجَالَنَا لَنَا　　وَتَكْرَهُهُ آجَالُهُمْ فَتَطُوْلُ
ومَا مَاتَ مِنَّا سَيِّدٌ حَتْفَ أَنْفِه　　وَلَا طَلَّ مِنَّا حَيْثُ كَانَ قَتِيْلُ ⑤

---

① "(میرا ممدوح) فی البدیہہ برجستہ کلام کرنے میں ایسا سخی ہے کہ اس کی گفتگو میں رکاوٹ نہیں ہوتی۔ گویا اس کے الفاظ اس کے مال کی جنس سے ہیں۔" اصل مقصود ممدوح کی فصاحت بیان کرنا ہے، مگر اس کے ضمن میں اس کی سخاوت کی بھی تعریف ہے۔

② "جب قسمت ٹھیک ہوتی ہے تو لوگ مخالفت کرتے ہیں، نوجوان کے اخلاق پوشیدہ نہیں، اگرچہ خیال تکذیب کرے۔" شاعر نے الجد، العم اور الخال کو جمع کیا اور ان میں مناسبت ظاہر ہے، لیکن ان سے وہ معانی مراد نہیں جو متبادر ہیں، بلکہ پہلے سے قسمت، دوسرے سے عوام اور تیسرے سے خیال مراد ہے۔

③ جیسے ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [البقرة: 185] جو شخص رمضان کا چاند دیکھے اسے چاہیے کہ رمضان کا روزہ رکھے۔ لفظ شہر سے ہلالِ رمضان اور اس کی طرف راجع ضمیر سے شہرِ رمضان مراد ہے۔

④ "اللہ سیراب کرے غضا درخت اور اس جگہ کے رہنے والوں کو، اگرچہ انہوں نے اسے میری پسلیوں اور کمر کے درمیان جلا رکھا ہے۔" الساکنیہ اور شبوہ کی ضمیریں الغضا کی طرف راجع ہیں، لیکن الساکنیہ کی ضمیر سے مکان مراد ہے اور شبوہ کی ضمیر سے اس کے انگارے مراد ہیں۔

⑤ "ہم ایسے لوگ ہیں جو قتل کو باعث شرم و عار نہیں سمجھتے، جب کہ عامر اور سلول قبیلے اسے عار سمجھتے ہیں۔ موت کی محبت =

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

افتنان: کلام میں دو مختلف فنون، جیسے: عشق ومحبت اور جنگ وبہادری کی باتوں کو یا مدح وذم کو یا تعزیت ومبارک بادی وغیرہ، کو جمع کرنا جیسے عبداللہ بن ہمام سلولی نے یزید کے سامنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور یزید کی جانشینی پر کہا:

آجَرَكَ اللهُ عَلَى الرَّزِيَّةِ، وَبَارَكَ لَكَ فِي العَطِيَّةِ① وَأَعَانَكَ عَلَى الرَّعِيَّةِ، فَقَدْ رُزِئْتَ عَظِيْمًا، وأُعْطِيْتَ جَسِيْمًا، فَاشْكُرِ اللهَ عَلَى مَا أُعْطِيْتَ، وَاصْبِرْ عَلَى مَا رُزِئْتَ، فَقَدْ فَقَدْتَ الخَلِيْفَةَ، وَأُعْطِيْتَ الخِلَافَةَ، فَفَارَقْتَ خَلِيْلًا، وَوُهِبْتَ جَلِيْلًا.②

پھر یہ اشعار کہے:

اِصْبِرْ يَزِيْدُ فَقَدْ فَارَقْتَ ذَا ثِقَةٍ وَاشْكُرْ حِبَاءَ الَّذِي بِالمُلْكِ أَصْفَاكَ
لَا رُزْءَ أَصْبَحَ فِي الأَقْوَامِ نَعْلَمُهُ كَمَا رُزِئْتَ وَلَا عُقْبَى كَعُقْبَاكَ③

= ہماری مدت (موت کے وقت) کو ہم سے قریب کر دیتی ہے اور ان کی موت کے اوقات موت سے نفرت کرتے ہیں؛ اس لیے ان کی عمر بڑھ جاتی ہے۔ اور ہمارا کوئی سردار اپنی موت نہیں مرتا اور نہ ہی ہمارا کوئی مقتول بلا قصاص چھوڑا گیا۔" ابتدا میں شاعر اپنے قبیلے کی تعریف کرتا ہے کہ وہ بڑا بہادر اور شجاع ہے۔ پھر درمیان میں عامر اور سلول قبیلے کی ہجو بیان کی اور آخر میں پھر اپنے قبیلے کی تعریفوں کی طرف رخ موڑا۔

① اللہ تعالیٰ آپ کو اس بڑی مصیبت پر اجر عطا فرمائے اور اس بخشش (سلطنت) میں آپ کے لیے برکت عطا فرمائے اور رعیت کے مقابلے میں آپ کی نصرت ومدد فرمائے؛ کیوں کہ آپ بڑی مصیبت میں مبتلا کیے گئے اور آپ کو ایک عظیم چیز دی گئی؛ لہٰذا اپنے عطیہ پر اللہ کا شکر کریں اور مصیبت پر صبر کریں۔ اگر چہ آپ خلیفہ سے محروم کیے گئے، لیکن خلافت سے نوازے گئے۔ اور اگر چہ آپ کا ایک ہمدرد چلا گیا، لیکن ایک عظیم چیز بھی ہاتھ آئی۔

② "اللہ آپ کو اجر دے" تعزیت کا اور "اللہ آپ کو اس بخشش (خلافت) میں برکت عطا کرے" مبارک بادی اور تہنیت کا جملہ ہے۔ اسی طرح " آپ بڑی مصیبت میں مبتلا کیے گئے" تعزیت کا اور "ایک عظیم چیز دی گئی" تہنیت کا جملہ ہے۔ "اللہ کا شکر کریں" تہنیت کا اور "مصیبت پر صبر کریں" تعزیت کا جملہ ہے۔ "خلیفہ سے محروم کیے گئے" تعزیت اور "خلافت سے نوازے گئے" تہنیت ہے۔ "ہمدرد چلا گیا" تعزیت اور "ایک عظیم چیز ہاتھ آئی" تہنیت ہے۔

③ "اے یزید صبر وہمت سے کام لو، یقیناً تم اپنے قابل اعتماد سرپرست سے جدا ہو گئے۔ اور اس ذات کی بخشش کا شکر ادا کرو جس نے آپ کو بادشاہت کے لیے منتخب کیا۔ ہم نہیں جانتے کہ اتنی بڑی مصیبت کسی قوم پر آئی جیسے آپ پر آئی؟ اور یہ بھی نہیں جانتے کہ کسی کو اتنا بہترین انجام ملا جس طرح آپ کو ملا۔" شعر کے پہلے مصرع میں تعزیت اور دوسرے میں تہنیت ہے۔ یہی حال دوسرے شعر کا ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

الجمع: کئی چیزوں کو ایک ہی حکم میں اکٹھا کیا جائے، جیسے:

إِنَّ الشَّبَابَ وَالفَرَاغَ وَالجِدَه مَفْسَدَةٌ لِلْمَرْءِ أَيُّ مَفْسَدَه ①

التفریق: مدح یا مذمت کے لیے ایک نوع کی دو چیزوں میں فرق کرنا، جیسے:

مَا نَوَالُ الغَمَامِ وَقْتَ رَبِيعٍ كَنَوَالِ الأَمِيرِ يَوْمَ سَخَاءِ

فَنَوَالُ الأَمِيرِ بَدْرَةُ عَيْنٍ وَنَوَالُ الغَمَامِ قَطْرَةُ مَاءِ ②

تقسیم: اس کی مختلف صورتیں ہیں:

۱- ایک شے کی تمام اقسام کا احاطہ کرنا، جیسے:

وَأَعْلَمُ عِلْمَ اليَوْمِ وَالأَمْسِ قَبْلَهُ وَلٰكِنَّنِي عَنْ عِلْمِ مَا فِي غَدٍ عَمِ ③

۲- چند چیزوں کا ذکر ہو، پھر ہر ایک کے مناسب متعین امر کو ذکر کیا جائے، جیسے:

وَلَا يُقِيمُ عَلَى ضَيْمٍ يُرَادُ بِهِ إِلاَّ الأَذَلَّانِ عَيْرُ الحَيِّ وَالوَتَدُ

هٰذَا عَلَى الخَسْفِ مَرْبُوْطٌ بِرُمَّتِهِ وَذَا يُشَجُّ فَلَا يَرْثِي لَهُ أَحَدُ ④

۳- ایک ہی چیز کے چند حالات ہوں، ہر حالت کے ساتھ کوئی متعلق ذکر کیا جائے، جیسے:

---

① ”بے شک جوانی، فراغت اور مال داری انسان کو پوری طرح بگاڑنے کا سبب ہیں۔“ تین چیزوں، جوانی، فراغت اور مال داری کو بگاڑنے کے حکم میں جمع کیا گیا۔

② ”بہار کے موسم میں بادل کی عطا سخاوت کے دن امیر کی عطا کی طرح نہیں؛ کیوں کہ امیر کی عطا دس ہزار درہم ہیں اور بادل کی عطا پانی کا معمولی سا قطرہ ہے۔“ مذکورہ شعر میں نوال الغمام اور نوال الأمیر ایک ہی نوع کی دو چیزیں ہیں، پھر نوال الأمیر کی طرف بدرة عین اور نوال الغمام کی طرف قطرة ماء کو منسوب کر کے دونوں میں فرق کیا گیا تا کہ امیر کی مدح اور بادل کی مذمت ہو۔

③ ”میں آج اور اس سے پہلے گزشتہ کل کے علم کو جانتا ہوں، لیکن کل آئندہ کے علم سے اندھا ہوں۔“ زمانے کی تین ہی اقسام ہیں جن کا شاعر نے احاطہ کیا۔

④ ”پالتو گدھے اور کیل کے علاوہ کوئی ایسے ظلم پر نہیں ٹھہر سکتا جس کا ان کے ساتھ ارادہ کیا جائے۔ یہ (یعنی گدھا) ذلت پر بندھا ہوا ہے پرانی رسی کے ٹکڑے کے ساتھ اور اس (یعنی کیل) کے سر کو مارا جاتا ہے لیکن کوئی اس پر رحم نہیں کھاتا۔“ شعر میں پہلے دو چیزوں: العیر اور الوتد کو ذکر کیا گیا، پھر پہلی چیز کی طرف تعیین کے ساتھ ذلت پر بندھے ہونے کی اور دوسری کی طرف کوٹے جانے کی نسبت کی گئی۔

CS CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

سَأَطْلُبُ حَقِّيْ بِالقَنَا وَمَشَايِخٍ   كَأَنَّهُمْ مِنْ طُوْلِ مَا الْتَثَمُوْا مُرْدُ

ثِقَالٍ إِذَا لَاقَوْا خِفَافٍ إِذَا دُعُوْا   كَثِيْرٍ إِذَا شَدُّوْا قَلِيْلٍ إِذَا عُدُّوْا[1]

الطی والنشر: اسے لف ونشر بھی کہا جاتا ہے، یعنی چند چیزوں کا ذکر تفصیلاً یا اجمالاً ہو، پھر سامع کے فہم پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے متعلقات کا بغیر تصریح کے ذکر ہو۔ تفصیلِ ذکر کی مثال ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ﴾ [القصص: 73] پہلے لیل اور نہار کا ذکر کیا، پھر ان کے متعلقات کا ذکر ہے کہ لیل کے مناسب سکون کو پہلے اور نہار کے مناسب رزق کی تلاش کو بعد میں ذکر کیا۔

اجمالی ذکر کی مثال یہ شعر ہے:

ثَلَاثَةٌ تُشْرِقُ الدُّنْيَا بِبَهْجَتِهَا   شَمْسُ الضُّحَى وَأَبُوْ إِسْحَاقَ وَالقَمَرُ[2]

ارسالِ مثل وارسال کلامِ جامع: اس سے مراد ایسا کلام ہے جو مختلف مواقع میں بطورِ کہاوت اور ضرب المثل بن سکے۔ ارسالِ مثل میں شعر کا ایک مصرعہ ہوتا ہے، جیسے: لَيْسَ التَّكَحُّلُ فِي العَيْنَيْنِ كَالكُحْلِ.[3] جب کہ ارسال کلامِ جامع سے مراد ایسا پورا شعر ہے جو کہاوت اور ضرب المثل بن سکے، جیسے:

إِذَا جَاءَ مُوْسَى وَأَلْقَى العَصَا   فَقَدْ بَطَلَ السِّحْرُ وَالسَّاحِرُ[4]

---

① ”عن قریب میں اپنا حق نیزے اور مشائخ کے ذریعے طلب کروں گا، گویا کہ وہ عرصہ دراز تک نقاب پوش رہنے کی وجہ سے بے ریش ہیں۔ ایسے مشائخ جو لڑائی میں بھاری، پکارے جانے کے وقت ہلکے، حملہ کرتے وقت زیادہ اور شمار کرتے وقت کم ہیں۔“ شاعر نے مشائخ کے احوال کو ذکر کیا اور ہر حال کی طرف اس کے مناسب کی نسبت کی کہ لڑائی کے وقت بھاری الخ۔

② ”تین چیزیں ایسی ہیں جن کی چمک دمک سے دنیا روشن ہو جاتی ہے: چاشت کے وقت کا سورج، ابو اسحاق اور چاند۔“ پہلے اجمالاً تین چیزوں کا ذکر کیا، پھر ان کی تفصیل، شمس الضحی، ابو اسحاق اور چاند سے کی۔ ابو اسحاق سے خلیفہ معتصم باللہ مراد ہے۔

③ ”سرمہ لگائی آنکھیں قدرتی سرگین آنکھوں کی طرح نہیں ہو سکتیں۔“ یہ شعر کا ایک مصرعہ ہے اور بطورِ ضرب المثل وہاں بولا جاتا ہے جہاں اصل اور نقل کے درمیان فرق واضح کرنا مقصود ہو۔

④ ”جب موسیٰ آکے لاٹھی پھینک دے تو جادو اور جادوگر دونوں ختم ہو جاتے ہیں“ یہ پورا شعر بطورِ ضرب المثل احقاقِ حق و ابطالِ باطل کے لیے کہا جاتا ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

مبالغہ: اس سے مراد یہ دعوی کرنا ہے کہ فلاں وصف اپنی شدت یا ضعف میں محال یا مستبعد حد تک پہنچ چکا، تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ شاید یہ وصف شدت یا ضعف کے آخری درجہ تک نہیں پہنچا۔ مبالغہ کی تین قسمیں ہیں: ۱۔تبلیغ، ۲۔اغراق، ۳۔غلو۔

تبلیغ: اگر دعوی عقلاً و عادتاً ممکن ہو تو اسے "تبلیغ" کہتے ہیں، جیسے:

إِذَا مَا سَابَقَتْهَا الرِّيْحُ فَرَّتْ وَأَلْقَتْ فِي يَدِ الرِّيْحِ تُرَابًا ①

اغراق: اگر دعوی عقلاً ممکن ہو عادتاً نہ ہو تو اسے "اغراق" کہتے ہیں، جیسے:

وَنُكْرِمُ جَارَنَا مَا دَامَ فِيْنَا وَنُتْبِعُهُ الْكَرَامَةَ حَيْثُ مَالاَ ②

غلو: اگر دعوی عقلاً و عادتاً ممکن نہ ہو تو اسے "غلو" کہتے ہیں، جیسے:

تَكَادُ قِسِيُّهُ مِنْ غَيْرِ رَامٍ تُمَكِّنُ فِي قُلُوْبِهِمُ النِّبَالاَ ③

مغایرہ: یعنی کسی چیز کی مذمت کے بعد اس کی تعریف یا تعریف کے بعد مذمت کرنا، جیسے حریری نے دینار کی مذمت: تَبًّا لَهُ مِنْ خَادِعٍ مُمَاذِقٍ. برباد ہو یہ دھوکہ باز و منافق (یعنی ہاتھ میں نہیں رہتا خرچ ہوجاتا ہے) کے بعد: أَكْرِمْ بِهِ أَصْفَرَ رَاقَتْ صُفْرَتُهُ اس کی تعریف کی کہ کتنا ہی اچھا ہے وہ زرد دینار جس کی زردی اچھی معلوم ہوتی ہے۔

تاکید المدح بمایشبہ الذم: مدح کی تاکید ایسے کلمات سے کی جائے جو ظاہر میں ہجو معلوم ہوں، مگر حقیقت میں انتہائی درجے کی تعریف ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔صفتِ مدح کو صفاتِ مذمومہ میں داخل سمجھتے ہوئے مذمت کی ساری صفات کی نفی

---

① "جب ہوا کا اس سے مقابلہ ہو تو وہ آگے نکل جاتی ہے اور ہوا کے ہاتھ میں دھول جھونکتی ہے۔" گھوڑی کی تیز رفتاری بیان کرنا مقصود ہے کہ وہ ہوا سے بھی تیز ہے، اور اتنی تیز رفتار گھوڑی کا وجود عقلاً و عادتاً محال نہیں ممکن ہے۔

② "جب تک ہمارا پڑوسی ہمارے درمیان ہو ہم اس کی عزت کرتے ہیں، اور جب وہ چلا جائے تو اس کے پیچھے احسان بھیجتے ہیں۔" پڑوسی کے جانے کے بعد اس کے ساتھ احسان کرنا اگرچہ عقلاً ممکن ہے، لیکن عادتاً ایسا نہیں ہوتا۔

③ "اس کی کمانیں اتنی عمدہ ہیں کہ قریب ہے کہ تیرانداز کے بغیر ہی دشمنوں کے دلوں میں تیر چبھادیں۔" تیرانداز کے بغیر کمان کا تیر چلانا عقلاً و عادۃً محال ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

کر کے بطورِ استثناء مدح ذکر کی جائے، جیسے:

وَلَا عَيْبَ فِيهِمْ غَيْرَ أَنَّ سُيُوفَهُمْ بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ①

۲- پہلے ایک صفت مدح ذکر کی جائے اس کے بعد کوئی حرف استثناء لایا جائے اور اس کے ذریعے ایک صفت مدحیہ کا استثناء کیا جائے، جیسے:

فَتًى كَمُلَتْ أَوْصَافُهُ غَيْرَ أَنَّهُ جَوَادٌ فَمَا يُبْقِي عَلَى الْمَالِ بَاقِيًا②

تاکید الذم بمایشبہ المدح: مذمت کی تاکید ایسے کلمات سے کی جائے جو مدح کے مشابہ ہوں، یعنی اگر چہ وہ الفاظ بظاہر مدح کے لیے ہوں، مگر حقیقت میں انتہائی درجے کی مذمت کے لیے استعمال ہوں۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

۱- صفتِ ذم کو صفاتِ ممدوحہ میں داخل سمجھتے ہوئے مدح کی ساری صفات کی نفی کر کے بطور استثناء مذمت ذکر کی جائے، جیسے: فُلَانٌ لَا خَيْرَ فِيهِ إِلَّا أَنَّه يَتَصَدَّقُ بِمَا يَسْرِقُ.③

۲- پہلے ایک صفتِ ذم ثابت کر کے حرفِ استثناء کے بعد دوسری صفتِ ذم ثابت کی جائے، جیسے:

---

① "ان میں سوائے اس کے کوئی عیب نہیں کہ لشکروں کو مارنے کی وجہ سے ان کی تلواروں میں دندانے پڑے ہیں۔" لا عیب فیھم سے تمام مذمومہ صفات کی نفی کی جو بذاتِ خود تاکید مدح ہے، پھر اسی عیب سے صفت مدح کا استثناء کیا جو دوسری مدح ہے؛ کیوں کہ تلواروں میں دندانے پڑ جانا کوئی عیب نہیں، بلکہ حقیقت میں انتہائی درجے کی شجاعت اور بہادری کی علامت ہے، اگر چہ ظاہر کے اعتبار سے مذمت اور ہجو کے مشابہ ہے، کیوں کہ قاعدہ ہے کہ استثنائے متصل میں حرفِ استثنا کا مابعد ماقبل کے مغایر ہوتا ہے۔ جب ماقبل میں مدح ہے تو مابعد مذمت کے لیے ہوگا، اگر چہ یہاں حقیقتاً ایسا نہیں، بلکہ مابعد ظاہری اعتبار سے مذمت کا مشابہ ہے اور حقیقت کے اعتبار سے کمالِ شجاعت پر دال ہے۔

② "وہ ایسا جوان ہے جس کے اوصافِ حسنہ کامل ہیں، سوائے اس کے کہ وہ سخی ہے کہ مال میں سے کچھ باقی نہیں رکھتا۔" كَمُلَتْ أَوْصَافُهُ صفتِ مدح کے بعد حرفِ استثناء غیر سے وہم پیدا ہوا کہ اب مذمت بیان ہوگی، مگر اس کے بعد دوسری صفتِ مدح سخاوت ذکر کی۔

③ فلاں میں کوئی خیر کی بات نہیں سوائے اس کے کہ وہ چوری کیے ہوئے مال کا صدقہ کرتا ہے۔ پہلے لَا خَيْرَ فِيهِ سے تمام صفاتِ ممدوحہ کی نفی کی، پھر "إلا" کے بعد يَتَصَدَّقُ بِمَا يَسْرِقُ سے دوسری صفتِ مذمت ثابت کی گئی، جو بظاہر صفتِ مدح کے مشابہ ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

هُوَ الْكَلْبُ إِلَّا أَنَّ فِيهِ مَلَالَةً وَسُوْءَ مُرَاعَاةٍ وَمَا ذَاكَ فِي الْكَلْبِ①

التجرید: کسی موصوف میں صفت ایسے کامل درجے کی ہو کہ اس سے بطور مبالغہ ویسی ہی صفت والی دوسری چیز نکالنا ممکن ہو، اس بنا پر کہ اس میں وہ صفت کمال درجے کی ہے۔

تجرید میں مُنتزع منہ (جس سے دوسری چیز نکالی جائے) پر کبھی ''مِن'' داخل ہوتا ہے، جیسے: لِيْ مِنْ فُلَانٍ صَدِيْقٌ حَمِيْمٌ،② کبھی ''فی'' داخل ہوتا ہے، جیسے: ﴿لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ﴾ [حم السجدة: 28]③ کبھی ''با'' داخل ہوتی ہے، جیسے: لَئِنْ سَأَلْتَ فُلَانًا لَتَسْئَلَنَّ بِهِ الْبَحْرَ،④ کبھی تجرید اپنے نفس کو مخاطب کر کے ہوتی ہے، جیسے:

لَا خَيْلَ عِنْدَكَ تُهْدِيْهَا وَلَا مَالُ
فَلْيُسْعِدِ النُّطْقُ إِنْ لَمْ تُسْعِدِ الْحَالُ⑤

کبھی تجرید مذکورہ صورتوں کے علاوہ سے حاصل ہوتی ہے، یعنی انتزاع کردہ چیز ایسی ہوتی ہے کہ اس کا انتزاع کسی حرف کے بغیر ہی قرائن واحوال سے سمجھا جاتا ہے، جیسے:

فَلَئِنْ بَقِيْتُ لَأَرْحَلَنَّ لِغَزْوَةٍ تَحْوِي الْغَنَائِمَ أَوْ يَمُوْتَ كَرِيْمٌ⑥

---

① ''وہ کتا ہے مگر یہ کہ اس میں تنگ دلی اور بدلحاظی ہے، حالانکہ یہ چیزیں کتے میں نہیں ہوتیں۔'' صفتِ ذم هُوَ الْكَلْبُ کے بعد حرفِ استثناء سے وہم ہوتا ہے کہ اس کے بعد مدح ہوگی، مگر اس کے بعد بھی ذم ہے۔

② میرے لیے فلاں آدمی سے گہرا دوست ہے، یعنی وہ آدمی دوستی میں ایسی حد کو پہنچ چکا کہ اس سے دوستی میں اس جیسے ایک اور آدمی کا انتزاع کرنا صحیح ہے۔

③ ان کے لیے جہنم میں ہمیشگی کا گھر ہے، یعنی ایک گھر تو خود جہنم ہے، اس سے منتزع کر کے ایک اور گھر جو ہمیشہ کے لیے ہوگا اس سے حاصل کیا گیا۔

④ اگر تو فلاں آدمی سے سوال کرے تو گویا تو نے سمندر سے سوال کیا۔ صفتِ سخاوت میں کمال کی بنا پر ممدوح سے سمندر کا انتزاع کیا گیا۔

⑤ ''اے نفس! نہ تو تیرے پاس گھوڑے ہیں جنہیں تم ہدیہ کر سکو اور نہ مال ہے، لہٰذا جب مالی حال ساتھ نہیں دے رہا تو زبان کو اس کی تعریف سے سعادت مند بناؤ۔'' شاعر نے خود اپنی ذات سے ایک اور شخص کا انتزاع کیا اور اسے خطاب کر کے کہا کہ امیر کی مدح خوانی کر کے اس کی مدد کرو۔

⑥ ''اگر میں زندہ رہا تو ایسی جنگ کے لیے ضرور جاؤں گا جو بہت سارا مالِ غنیمت جمع کرنے کا باعث ہو یا پھر شریف آدمی انتقال کر جائے۔'' یہاں کسی حرف کے واسطے کے بغیر شاعر نے اپنی ذات سے ایک شریف کا انتزاع کیا۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

حسنِ تعلیل: کسی وصف کی ایسی باریک اور غیر حقیقی علت ذکر کی جائے جس میں ندرت اور غرابت ہو، جیسے:

لَوْ لَمْ تَكُنْ نِيَّةُ الْجَوْزَاءِ خِدْمَتَهُ لَمَا رَأَيْتَ عَلَيْهِ عِقْدَ مُنْتَطِقِ ①

ائتلاف اللفظ مع المعنى: مضمون کے اعتبار سے ایسے الفاظ ذکر کرنا جو معانی کے موافق ہوں، مثلاً بہادری اور فخر کے مقام پر فخریہ عبارات اور سخت الفاظ اور غزل و عشق بازی وغیرہ کے مقام پر نرم الفاظ استعمال کیے جائیں، جیسے:

إِذَا مَا غَضِبْنَا غَضْبَةً مُضَرِيَّةً
هَتَكْنَا حِجَابَ الشَّمْسِ أَوْ قَطَرَتْ دَمًا

إِذَا مَا أَعَرْنَا سَيِّدًا مِنْ قَبِيلَةٍ
ذُرَى مِنْبَرٍ صَلَّى عَلَيْنَا وَسَلَّمَا ②

مقامِ غزل کی مثال یہ شعر ہے:

لَمْ يَطُلْ لَيْلِي وَلٰكِنْ لَمْ أَنَمْ وَنَفَى عَنِّي الْكَرَى طَيْفُ أَلَمْ ③

---

① "اگر جوزاء ستارے کی نیت ممدوح کی خدمت کرنا نہ ہوتی تو تم ان پر کمر بند کی طرح گرہوں کو نہ دیکھتے۔" جوزا ایک ستارے کا نام ہے جس کے اردگرد دوسرے ستارے حلقہ بنائے ہوتے ہیں، گویا اس کی کمر پر پٹا بندھا ہے۔ جوزاء ستارے کا ممدوح کی خدمت کرنے کی نیت کی علت اس بات کو بیان کرنا کہ اس کی کمر پر پٹہ بندھا ہے نادر و غریب ہے۔

② "جب قبیلہ مضر کی طرح ہم غصہ ہوتے ہیں تو سورج کے پردے کو پھاڑ دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ خون برسائے۔ اور جب ہم کسی قبیلے کے سردار کو منبر کی بلندی بخشتے ہیں تو وہ ہمارے اوپر ہی درود و سلام بھیجتا ہے۔" شجاعت و بہادری کے اظہار کے لیے غضبہ مضریہ، ہتک حجاب شمس، خون کی بارش وغیرہ الفاظ اور فخر کے لیے ذُری منبر صلّی علینا جیسے الفاظ استعمال کیے۔

③ "اگرچہ میری رات لمبی نہیں تھی، مگر سو نہ سکا۔ محبوب کے آنے والے خیالات نے میری نیند اڑا دی۔" چونکہ عشق کا مقام ہے؛ اس لیے نرم اور جاذب الفاظ استعمال کیے گئے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

محسناتِ لفظیہ

محسناتِ لفظیہ میں درج ذیل اصطلاحات داخل ہیں:

تشابہ الاطراف: نثر میں ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے جملے کا پہلا لفظ پہلے جملے کے آخری لفظ کی طرح ہو، جیسے: ﴿فِيهَا مِصْبَاحٌ ۖ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۖ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ﴾ [النور: 35].[1]

نظم میں ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے شعر کا پہلا لفظ پہلے شعر کے آخری لفظ کی طرح ہو، جیسے:

إِذَا نَزَلَ الحَجَّاجُ أَرْضًا مَرِيْضَةً
تَتَبَّعَ أَقْصَى دَائِهَا فَشَفَاهَا

شَفَاهَا مِنَ الدَّاءِ العُضَالِ الَّذِي بِهَا
غُلَامٌ إِذَا هَزَّ القَنَاةَ سَقَاهَا [2]

جناس: دو لفظ تلفظ یعنی بولنے میں ایک جیسے ہوں مگر دونوں کا معنی الگ ہو۔ جناس کی دو قسمیں ہیں: ۱- جناسِ تام، ۲- جناسِ غیر تام۔

جناسِ تام: وہ دو لفظ چار چیزوں: ہیئت، نوع، تعدادِ حروف اور ترتیب[3] میں ایک جیسے

---

① آیت میں تین جملے ہیں، ہر جملے کا آخری لفظ دوسرے جملے کا ابتدائی لفظ ہے۔

② "جب حجاج کسی بیمار (مخالف وباغی) زمین پر اترتا ہے تو اس خطۂ زمین کے منتہائے مرض (مخالفت وبغاوت) کی تشخیص کر لیتا ہے اور اسے اس مرض سے شفایاب کرتا ہے۔ اسے اس لاعلاج بیماری سے شفایاب کرتا ہے جس میں وہ مبتلا ہو، اور وہ ایسا جوان ہے جب (قتال کے لیے) نیزے کو حرکت دیتا ہے تو اسے سیراب کرتا ہے۔" پہلا شعر شَفَاهَا پر ختم ہے تو اگلا شعر اسی طرح کے لفظ شَفَاهَا سے شروع ہوا۔

③ ہیئت سے حرکات وسکنات اور نقطے؛ نوع سے حروفِ ہجا؛ عدد سے مقدارِ حروف اور ترتیب سے حروف کی تقدیم وتاخیر مراد ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوں۔ جناسِ تام کی چار قسمیں ہیں: جناسِ تام مماثل، جناسِ تام مستوفی، جناسِ تام متشابہ، جناسِ تام مفروق۔

جناسِ تام مماثل: دو متشابہ لفظ ایک ہی نوع کے ہوں، مثلاً دونوں اسم ہوں، جیسے:

لَمْ نَلْقَ غَيْرَكَ إِنْسَانًا يُلَاذُ بِهِ   فَلَا بَرِحْتَ لِعَيْنِ الدَّهْرِ إِنْسَانًا①

جناسِ تام مستوفی: دو متشابہ لفظ دو مختلف انواع سے ہوں، مثلاً ایک فعل ہو اور دوسرا اسم ہو، جیسے:

فَدَارِهِمْ مَا دُمْتَ فِي دَارِهِمْ   وَأَرْضِهِمْ مَا دُمْتَ فِي أَرْضِهِمْ②

جناسِ تام متشابہ: دو متشابہ لفظوں میں سے ایک مرکب اور دوسرا مفرد ہو، لیکن خط وکتابت میں ایک طرح ہوں، جیسے:

إِذَا مَلِكٌ لَمْ يَكُنْ ذَاهِبَة   فَدَعْهُ فَدَوْلَتُهُ ذَاهِبَة③

جناسِ تام مفروق: دو متشابہ لفظوں میں سے ایک مرکب اور دوسرا مفرد ہو مگر خط کے اعتبار سے دونوں میں فرق ہو، جیسے:

كُلُّكُمْ قَدْ أَخَذَ الجَامَ وَلَاجَامَ لَنَا
مَا الَّذِيْ ضَرَّ مُدِيْرَ الجَامِ لَوْ جَامَلَنَا④

---

① ”ہم آپ کے علاوہ کسی ایسے شخص سے نہیں ملے جس کی پناہ لی جائے، لہٰذا (ہماری دعا ہے کہ) آپ ہمیشہ زمانے کی آنکھ کی پتلی بنے رہیں۔“ لفظ انسان دو مرتبہ ہے اور دونوں جگہ اسم ہے، لیکن دونوں کا معنی الگ الگ ہے۔ پہلے انسان سے آدمی اور دوسرے انسان سے آنکھ کی پتلی مراد ہے۔

② ”جب تک ان کے گھر میں رہو ان کے ساتھ نرمی اور رواداری سے پیش آؤ اور جب تک ان کی زمین میں رہو انہیں راضی رکھو۔“ دَارِهِمْ اور أرضهم دو دو بار ہیں۔ پہلی مرتبہ دونوں فعل اور دوسری مرتبہ اسم ہیں اور دونوں کا معنی الگ الگ ہے۔

③ ”جب بادشاہ ہبہ اور عطا کرنے والا نہ ہو تو اسے چھوڑ دو؛ کیوں کہ اس کی حکومت جانے والی ہے۔“ پہلا ذَاهِبَة مرکب اضافی اور دوسرا مفرد اسم فاعل ہے اور دونوں کے لکھنے میں فرق نہیں۔

④ ”تم سب نے جام لیا اور ہمارے لیے کوئی جام نہیں، جام گھمانے والے (ساقی) کو کیا ہوتا اگر وہ ہمارے ساتھ اچھا معاملہ کرتا۔“ جَامَ لَنَا مرکب اور جَامَلَنَا مفرد ہے، اور دونوں کا رسم الخط علیحدہ ہے۔ دوسرے جَامَلَنَا کو اس لیے مفرد کہا کہ ضمیر منصوب متصل کلمے کے جز کی طرح ہوتی ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

جناسِ غیر تام: جس میں دو لفظ متجانس امورِ مذکورہ (ہیئت، نوع، عدد اور ترتیب) میں سے کسی ایک میں دوسرے سے مختلف ہوں۔ اس کی چھ قسمیں ہیں:

جناسِ محرّف: متجانسین میں صرف ہیئتِ حروف میں فرق ہو اور نوع، عدد اور ترتیب میں متفق ہوں، جیسے: جُبَّةُ البُرْدِ جُنَّة البَرْدِ (چادر کا جبہ سردی کی ڈھال ہے) دونوں البرد متجانسین ہیں، صرف ہیئت میں فرق ہے کہ پہلے کی "با" پر ضمہ اور دوسرے کی "با" پر فتحہ ہے۔

جناسِ مطرَّف: متجانسین کے عددِ حروف میں فرق ہو اور اضافہ لفظ کے شروع میں ہو، جیسے: ﴿وَ الْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىٕذِ اِلْمَسَاقُ ۝﴾ ساق اور مساق میں جناسِ مطرَّف ہے کہ المساق میں "میم" ابتدا میں زائد ہے۔

جناسِ مذیل: متجانسین کے عددِ حروف میں فرق ہو اور اضافہ لفظ کے آخر میں ہو، جیسے:

يَمُدُّوْنَ مِنْ أَيْدٍ عَوَاصٍ عَوَاصِمٍ   تَصُوْلُ بِأَسْيَافٍ قَوَاضٍ قَوَاضِبٍ[1]

جناسِ مضارع: متجانسین انواعِ حروف میں مختلف ہوں، لیکن جن دو حرفوں میں اختلاف ہو وہ قریب المخرج ہوں، جیسے: ﴿وَ هُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ﴾ میں جناس مضارع ہے کہ "ھا" و "ہمزہ" قریب المخرج ہیں۔

جناسِ لاحق: متجانسین انواعِ حروف میں مختلف ہوں، اور جن دو حرفوں میں اختلاف ہو وہ بعید المخرج ہوں، جیسے: ﴿وَ اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝ وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝﴾ [العاديات: 8-7].[2]

جناسِ قلب: متجانسین کا ترتیبِ حروف میں اختلاف ہو، جیسے: نیل ولین، اسی طرح

---

① "وہ (لڑائی کے لیے) ایسے ہاتھوں کو بڑھاتے ہیں جو (دشمنوں پر) لاٹھی سے وار کرنے والے اور (اپنے رفقا کی) حفاظت کرنے والے ہیں، اور ایسی تلواروں سے حملہ کرنے والے ہیں جو فیصلہ (ہلاک) کرنے والی اور خاتمہ کرنے والی ہیں۔"
عواص اور عواصم، قواض اور قواضب میں جناسِ مذیل ہے۔

② شہید اور شدید متجانسین انواعِ حروف میں مختلف ہیں اور جن دو لفظوں ھا اور دال میں اختلاف ہے وہ بعید المخرج ہیں کہ "ہاء" کا مخرج اقصائے حلق اور دال کا مخرج زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ساق اور قاس۔ دونوں کے حروف ایک جیسے ہیں مگر ترتیب کا اختلاف ظاہر ہے۔

تصدیر: اسے رد العجز علی الصدر (آخر کو ابتدا پر لوٹانا) بھی کہتے ہیں۔ یہ نثر و نظم دونوں میں ہوتا ہے۔ نثر میں تصدیر اسے کہتے ہیں کہ دو لفظ متجانس یا مکرر یا ملحق بالمتجانسین اس طرح نثر میں آئیں کہ ایک فقرہ کے شروع میں ہو اور دوسرا فقرہ کے اخیر میں ہو۔ اس کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ مکررین میں سے ایک فقرے کے شروع میں اور دوسرا آخر میں ہو، جیسے: ﴿وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ﴾ [الأحزاب: 37].①

۲۔ متجانسین میں سے ایک فقرے کے شروع میں اور دوسرا آخر میں ہو، جیسے: سَائِلُ اللَّئِيمِ يَرْجِعُ وَدَمْعُهُ سائِلٌ.②

۳۔ وہ ملحقین جنہیں اشتقاق نے جمع کیا ہو ان میں سے ایک فقرے کے شروع میں اور دوسرا آخر میں ہو، جیسے: ﴿اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا﴾ [نوح: 10].③

وہ ملحقین جنہیں شبہ اشتقاق نے جمع کیا ہو ان میں سے ایک فقرے کے شروع میں اور دوسرا آخر میں ہو، جیسے: ﴿قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ﴾ [الشعراء: 168].④

نظم میں اس کی صورت یہ ہے کہ اس قسم کے دو لفظوں میں سے ایک شعر کے اخیر میں اور دوسرا پہلے مصرع کے شروع میں یا درمیان میں یا اخیر میں ہو، جیسے:

سَرِيْعٌ إِلَى ابْنِ العَمِّ يَلْطِمُ وَجْهَهُ وَلَيْسَ إِلَى دَاعِي النَّدَى بِسَرِيْعِ⑤

یا ایک پہلے مصرع کے درمیان میں اور دوسرا دوسرے مصرعے کے آخر میں ہو، جیسے:

---

① تم لوگوں سے ڈرتے ہو، حالانکہ اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ یہاں لفظ تخشی مکرر ہے، ایک آیت کے شروع میں اور دوسرا آخر میں ہے۔

② کمینے سے سوال کرنے والا اس حال میں لوٹتا ہے کہ اس کے آنسو بہہ رہے ہوتے ہیں۔ لفظ سائل دو بار آیا، لیکن دونوں کا مادۂ اشتقاق کا الگ ہے، پہلا سائل سوال سے اور دوسرا سیلان سے ہے۔

③ مادۂ اشتقاق غفر کے اعتبار سے استغفار اور غفار کا مادۂ اشتقاق ایک ہے، لہٰذا یہ جنس میں ملحق ہیں۔

④ قال اور قالین شبہ اشتقاق کے اعتبار سے ملحق ہیں۔ پہلا قول سے اور دوسرا القلی سے ہے۔

⑤ "وہ چچا زاد بھائی کی طرف جلدی کرنے والا ہے تاکہ اس کے چہرے پر تھپڑ مارے، اور سخاوت کے داعی کی طرف =

Maktaba Tul Ishaat.com

تَمَتَّع مِنْ شَمِيْمِ عَرَارِ نَجْدٍ فَمَا بَعْدَ العَشِيَّةِ مِنْ عَرارِ ①

السجع: دو جملے ایسے ہوں کہ دونوں کا آخری حرف باہم متفق ہو خواہ نظم میں ہو یا نثر میں، البتہ نظم میں آخری کلمے کو قافیہ اور نثر میں فاصلہ کہا جاتا ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں: ۱- سجع مطرف، ۲- سجع متوازن، ۳- سجع مرصع۔

سجع مطرف: دو فقروں کا آخری حرف اگرچہ باہم متفق ہو، مگر آخری کلمہ ہم وزن نہ ہو، جیسے: الإنْسَانُ بِآدَابِه، لَا بِزِيِّه وَثِيَابِه. ②

سجعِ متوازی: جس میں آخری کلمہ وزن اور قافیہ میں برابر ہو، جیسے: المَرْءُ بِعِلْمِه وأدَبِه لَا بِحَسَبِه وَنَسَبِه. ③

سجعِ مرصع: جس میں آخری کلمہ وزن اور قافیہ (آخری حرف) میں متفق ہونے کے ساتھ ساتھ دونوں فقروں کے سب یا اکثر الفاظ کا وزن اپنی نظیر کے ساتھ برابر ہو، جیسے: فَهُوَ يَطْبَعُ الأسْجَاعَ بِجَوَاهِرِ لَفْظِه، وَيَقْرَعُ الأسْمَاعَ بِزَوَاجِرِ وَعْظِه. ④

ما لا يستحيل بالانعكاس (جس کی حالت پلٹنے سے تبدیل نہ ہو) اسے قلب بھی کہتے ہیں، یعنی ایسا کلام جسے الٹا پڑھیں تو بھی اسی طرح رہے، جیسے: كُنْ كَمَا أمْكَنَكَ (جس طرح تمہارے لیے ممکن ہو اسی طرح ہو جاؤ)۔ اسی طرح ﴿وَ رَبَّكَ

= جلدی کرنے والا نہیں۔ "لفظِ سریع مصرع اول کے شروع اور مصرع ثانی کے آخر میں ہے۔

① "مجد کے عرار کا پھول سونگھنے سے فائدہ اٹھالے؛ اس لیے کہ شام کے بعد عرار کا پھول نہیں ہوگا۔" لفظِ عرار مصرع اول کے درمیان اور مصرع ثانی کے آخر میں ہے۔

② انسان اپنے اخلاق سے جانا جاتا ہے کپڑے اور لباس سے نہیں۔ دونوں جملوں کا آخری حرف "ہ" ضمیر غائب برائے واحد مذکر ہے مگر آخری کلمہ ہم وزن نہیں۔

③ انسان کی قدر اس کے علم اور ادب سے ہوتی ہے، حسب و نسب سے نہیں۔ دونوں جملوں کا آخر یعنی بعلمه وأدبه، لا بحسبه ونسبه ہم وزن ہے۔

④ وہ اپنے الفاظ کے جواہرات سے مقفی و مسجع کلام ڈھال رہا تھا اور اپنے وعظ کی تنبیہات سے کانوں کو کھٹکھٹا رہا تھا۔ پہلے فقرے کے تمام الفاظ: يَطْبَعُ، الأسْجَاعَ، بِجَوَاهِرِ، لَفْظِه دوسرے فقرے کے تمام الفاظ: يَقْرَعُ، الأسْمَاعَ، بِزَوَاجِرِ، وَعْظِه کے ساتھ وزن میں برابر ہیں۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

فَكَبِّرْ﴾ [المدثر: 3].

عکس: کلام کے ایک جز کو دوسرے پر مقدّم کر کے اسے الٹ دیا جائے، جیسے: قَوْلُ الإِمَامِ إِمَامُ القَوْلِ، كَلَامُ الحُرِّ حُرُّ الكَلَامِ.[1]

التشریع: اسے ''توشیع'' بھی کہتے ہیں کہ شعر کی بنیاد ایسے دو قافیوں پر رکھی جائے جن میں سے اگر ایک کو حذف کیا جائے تو بھی شعر کا وزن اور معنی صحیح رہے، جیسے:

يَا أَيُّهَا المَلِكُ الَّذِي عَمَّ الوَرَى
مَا فِي الكِرَامِ لَهُ نَظِيرٌ يُنْظَرُ
لَوْ كَانَ مِثْلُكَ آخَرُ فِي عَصْرِنَا
مَا كَانَ فِي الدُّنْيَا فَقِيرٌ مُعْسِرُ[2]

مذکورہ اشعار کے چاروں مصرعوں سے آخری کلمات کو حذف کیا جائے تو بھی شعر کا وزن اور معنی درست رہتا ہے، جیسے:

يَا أَيُّهَا المَلِكُ الَّذِي مَا فِي الكِرَامِ لَهُ نَظِيرٌ
لَوْ كَانَ مِثْلُكَ آخَرُ مَا كَانَ فِي الدُّنْيَا فَقِيرٌ

موار بہ: کلام کو اس انداز میں پیش کرنا کہ ضرورت کے وقت اس میں تبدیلی اور تحریف ممکن ہو، جیسے ابونواس کا شعر ہے:[3]

لَقَدْ ضَاعَ شِعْرِي عَلَى بَابِكُمْ كَمَا ضَاعَ عِقْدٌ عَلَى خَالِصَة[4]

---

① امام صاحب کا قول، قولوں کا امام ہے۔ آزاد آدمی کا کلام کلاموں میں آزاد ہوتا ہے۔ پہلے جز میں قول اور کلام مقدم اور امام وکلام مؤخر ہیں، لیکن دوسرے جز میں امام اور حر کو مقدّم اور قول وامام کو مؤخر کیا گیا۔

② ''اے وہ بادشاہ! جس کی سخاوت سب پر عام ہے، جس کی سخیوں میں کوئی مثال نہیں دیکھی جاتی۔ اگر اس زمانے میں آپ جیسا ایک اور ہوتا تو دنیا میں کوئی بھی فقیر اور تنگ دست باقی نہ رہتا۔''

③ خلیفہ ہارون الرشید نے ابونواس شاعر کو مدح خوانی کے باوجود انعام نہیں دیا تو اس نے دروازے سے نکلتے وقت ہارون الرشید کی سیاہ رنگ کی چہیتی باندی خالصہ کی طرف تعریض کرتے ہوئے یہ اشعار کہے۔

④ ''میرے اشعار آپ کے ہاں اس طرح ضائع ہوئے جس طرح خالصہ پر ہار ضائع ہو گیا۔''

Maktaba Tul Ishaat.com

جب ہارون الرشید کو علم ہوا اور اسے باز پرس کے لیے طلب کیا تو اس نے کہا میں نے تو یوں کہا تھا:

لَقَدْ ضَاءَ شِعْرِي عَلَى بَابِكُمْ كَمَا ضَاءَ عِقْدٌ عَلَى خَالِصَة[1]

۹-ائتلاف اللفظ مع اللفظ: (لفظ کو لفظ سے ملانا) یعنی عبارت کے تمام الفاظ ایک ہی نوع کے لائے جائیں بایں طور کہ یا تو سب مانوس اور کثیر الاستعمال ہوں یا سب غیر مانوس اور قلیل الاستعمال ہوں، جیسے: ﴿تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوسُفَ﴾ [يوسف: 85].[2]

---

① میرے اشعار آپ کے ہاں اس طرح چمکے جس طرح خالصہ پر ہار چمکا۔"

② خدا کی قسم! آپ یوسف کی یاد نہیں چھوڑیں گے۔ یہاں حروف قسم میں سے تاء لائی گئی جو غیر مانوس ہے، تو اس کی مناسبت سے افعال استمرار میں سے تفتؤ کو لایا گیا جو غیر مانوس اور قلیل الاستعمال ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

خاتمہ

خاتمہ میں مسائل شتی کے طور پر مختلف ایسی اصطلاحات کا بیان ہے، جن کا تعلق کلام اور اس کے طرق کے بجائے متکلم کے عمل سے ہے۔

سرقۃ الکلام: کسی اور کے کلام کو اپنی طرف منسوب کرنا۔ اس کی مختلف صورتیں ہیں:

نسخ وانتحال، یعنی کسی ناثر یا شاعر کے مضمون کو لفظی تبدیلی کے بغیر اپنی طرف منسوب کیا جائے، جیسا کہ مروی ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے معن بن اوس کے اشعار پڑھے:

إِذَا أَنتَ لَمْ تُنْصِفْ أَخَاكَ وَجَدْتَهُ
عَلَى طَرَفِ الهِجْرَانِ إِنْ كَانَ يَعْقِلُ
وَيَرْكَبُ حَدَّ السَّيْفِ مِنْ أَنْ تُضِيْمَهُ
إِذَا لَمْ يَكُنْ عَنْ شَفْرَةِ السَّيْفِ مُزْحِلُ ①

سرقہ محضہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے یہ مذموم ہے۔

اگر دوسرے کے مضمون کو مترادف الفاظ سے بیان کیا جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے، جیسے حطیئہ کے شعر:

---

① "جب آپ اپنے بھائی کے ساتھ انصاف نہیں کریں گے تو اسے جدائی کے کنارے پر پائیں گے۔ اور اگر وہ عقل رکھتا ہو تو بجائے اس کے کہ آپ اس پر ظلم کریں وہ تلوار کی دھار پر سوار ہو جائے گا جب تلوار کی دھار کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ ہو۔" حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے بعد تم شاعر بن گئے! ابھی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مجلس سے اٹھے نہ تھے کہ معن بن اوس مزنی داخل ہوئے اور اپنا قصیدہ سنایا جس میں مذکورہ دو اشعار بھی تھے، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ اشعار تمہارے ہیں؟ تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: الفاظ ان کے اور معنی میرا ہے، اور معن میرا رضاعی بھائی ہے اور میں اس کے اشعار لینے کا زیادہ حق دار ہوں۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

دَعِ الْمَكَارِمَ لَا تَرْحَلْ لِبُغْيَتِهَا
وَاقْعُدْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الطَّاعِمُ الْكَاسِيْ ①

کا مضمون لیتے ہوئے مترادف الفاظ سے یہ شعر بنایا گیا:

ذَرِ الْمَآثِرَ لَا تَذْهَبْ لِمَطْلَبِهَا وَاجْلِسْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْآكِلُ اللَّابِسُ

اسی کے قریب یہ صورت بھی ہے کہ الفاظ کو متضاد معانی سے بدلا جائے، لیکن نظم اور ترتیب سابقہ رہے، جیسے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شعر:

بِيْضُ الْوُجُوْهِ كَرِيْمَةٌ أَحْسَابُهُمْ شُمُّ الْأُنُوْفِ مِنَ الطِّرَازِ الْأَوَّلِ ②

میں متضاد الفاظ و معانی سے تبدیلی کرتے ہوئے یہ شعر بنایا گیا:

سُوْدُ الْوُجُوْهِ لَئِيْمَةٌ أَحْسَابُهُمْ فُطْسُ الْأُنُوْفِ مِنَ الطِّرَازِ الْآخِرِ ③

اغارہ ومسخ: مضمون کسی اور کا ہو اور الفاظ بدل دیئے جائیں اور ثانی بلاغت میں اول سے کم مرتبے کا یا اس کے مساوی ہو، جیسے محمد بن حمید کے مرثیے میں ابو تمام کے شعر:

هَيْهَاتَ لَا يَأْتِيْ الزَّمَانُ بِمِثْلِهِ إِنَّ الزَّمَانَ بِمِثْلِهِ لَبَخِيْلُ ④

کے مقابلے میں متنبی کا درج ذیل شعر کم مرتبے والا ہے:

أَعْدَى الزَّمَانَ سَخَاؤُهُ فَسَخَابِهِ وَلَقَدْ يَكُوْنُ بِهِ الزَّمَانُ بَخِيْلًا ⑤

المام وسلخ: مفہوم کسی اور کا ہو اور ثانی بلاغت میں اول سے کم یا اس کے مساوی ہو، جیسے ایک شخص نے اپنے بیٹے کے مرثیہ میں کہا:

---

① ”مکارم کو چھوڑ اور انہیں طلب کرنے کے لیے سفر مت کر، اور بیٹھ جا؛ کیوں کہ تو تو کھانے اور پہننے والا ہے۔“
② ”وہ خوب صورت چہرے، اچھے حسب نسب، اونچی ناک والے اور اول درجے کے لوگوں میں سے ہیں۔“
③ ”وہ بدصورت چہرے، کمینے حسب نسب، نیچی ناک والے اور آخری درجے کے لوگوں میں سے ہیں۔“
④ ”بہت دور ہے کہ زمانہ اس کی مثل لائے، بے شک زمانہ اس کی مثل لانے میں بخیل ہے۔“
⑤ ”اس کی سخاوت زمانے پر بھی ہوئی تو زمانے نے بھی اس پر سخاوت کی، ورنہ تو زمانہ اس پر سخاوت کے بارے میں بخیل تھا۔“ متنبی نے اپنے شعر کے دوسرے مصرعے کو ابو تمام کے شعر کے دوسرے مصرعے سے لیا، مگر بلاغت و عمدگی کے اعتبار سے ابو تمام کا مصرعہ بہتر ہے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

وَالصَّبْرُ يُحْمَدُ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا   إِلَّا عَلَيْكَ فَإِنَّهُ لَا يُحْمَدُ ①

ابوتمام نے اس مفہوم کو ان الفاظ سے ادا کیا:

وَقَدْ كَانَ يُدْعَى لَابِسُ الصَّبْرِ حَازِمًا
فَأَصْبَحَ يُدْعَى حَازِمًا حِيْنَ يَجْزَعُ ②

اقتباس: قرآن یا حدیث کے کچھ حصے کو نثر یا نظم کا جز قرآن وحدیث ہونے کے اعتبار سے نہ بنایا جائے، جیسے:

لَا تَكُنْ ظَالِمًا وَلَا تَرْضَ بِالظُّلْمِ
وَأَنْكِرْ بِكُلِّ مَا يُسْتَطَاعُ
يَوْمَ يَأْتِي الْحِسَابُ مَا لِظَلُوْمٍ
مَا مِنْ حَمِيْمٍ وَلَا شَفِيْعٍ يُطَاعُ ③

حدیث سے اقتباس کرتے ہوئے شاعر یوں گویا ہے:

لَا تُعَادِ النَّاسَ فِي أَوْطَانِهِمْ   قَلَّمَا يُرْعَى غَرِيْبُ الْوَطَنِ
وَإِذَا مَا شِئْتَ عَيْشًا بَيْنَهُمْ   خَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ ④

اگر وزنِ شعری یا کسی اور ضرورت کی خاطر قرآن وحدیث کے ذکر کردہ جملے میں کوئی

---

① "ہر مقام پر صبر کرنا قابل تعریف ہے، مگر تجھ پر صبر قابل تعریف نہیں۔"

② "پہلے صبر کرنے والے کو دوراندیش سمجھا جاتا تھا، مگر اب اسے دوراندیش کہا جاتا ہے جو بے صبری سے کام لے۔" ابوتمام کا یہ شعر بلاغت کے اعتبار سے پہلے شعر سے کم درجہ ہے؛ کیوں کہ پہلے سے یہ مفہوم بآسانی سمجھا جاتا ہے۔

③ "نہ خود ظالم ہو اور نہ ظلم پر راضی ہو، اور ہر ممکن طریقے سے اس پر نکیر کرو۔ جس دن ظالموں کا حساب ہوگا اس دن نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی ایسا سفارشی جس کی سفارش قبول کی جائے۔" دوسرے شعر کے آخری مصرعے میں قرآن کریم کے حصے: ﴿مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾ کو بطور اقتباس ذکر کیا گیا۔

④ "لوگوں کے ساتھ ان کے وطن میں دشمنی مت کرو؛ کیوں کہ مسافر کا لحاظ بہت کم رکھا جاتا ہے۔ اگر تم ان کے درمیان اچھی زندگی گزارنا چاہتے ہو تو ان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آیا کرو۔" دوسرے شعر کے آخری مصرعے میں حدیث کو بطور اقتباس ذکر کیا گیا۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

لفظی تبدیلی کی جائے تو بھی اقتباس کہلائے گا، جیسے:

قَدْ كَانَ مَا خِفْتُ أَنْ يَكُوْنَا إِنَّا إِلَى اللهِ رَاجِعُوْنَا ①

تضمین: اسے ایداع بھی کہتے ہیں۔ اس کا مطلب دوسرے کے شعر کو اپنے کلام میں شامل کر کے بتانا کہ دوسرے کا شعر ہے،② جیسے:

إِذَا ضَاقَ صَدْرِي وَخِفْتُ العِدَى
تَمَثَّلْتُ بَيْتًا بِحَالِي يَلِيْقُ
فَبِاللهِ أَبْلُغُ مَا أَرْتَجِي
وَبِاللهِ أَدْفَعُ مَا لَا أُطِيْقُ ③

تضمین میں دوسرے کے شعر میں معمولی تصرف بھی جائز ہے، جیسے:

أَقُوْلُ لِمَعْشَرٍ غَلَطُوْا وَغَضُّوْا
مِنَ الشَّيْخِ الرَّشِيْدِ وَأَنْكَرُوْهُ
هُوَ ابْنُ جَلَا وَطَلَّاعُ الثَّنَايَا
مَتَى يَضَعُ العِمَامَةَ تَعْرِفُوْهُ ④

---

① "وہی ہوا جس کے ہونے کا مجھے ڈر تھا، بلاشبہ ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔" شعر کے آخری مصرعے میں قرآن کی آیت ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ [البقرۃ: 156] کو کچھ تبدیلی آخر میں الف اشباع اور الیہ کی ضمیر کی جگہ اسمِ ظاہر کے ساتھ بطورِ اقتباس ذکر کیا گیا۔

② اگر دوسرا شعر بلغاء کے ہاں مشہور ہو تو بتانے کی ضرورت نہیں۔

③ "جب میرا دل تنگ ہوتا ہے اور دشمنوں کا خوف طاری ہوتا ہے تو میں ایک ایسے شعر سے تمثیل لیتا ہوں جو میرے حال کے مناسب ہو (وہ شعر یہ ہے) میں اللہ جلّ شانہ کی مدد سے اپنے مقصد تک پہنچ جاؤں گا اور اللہ ہی کی مدد سے اس تکلیف دہ چیز کو ہٹاؤں گا جسے ہٹانے کی مجھ میں طاقت نہیں۔" چونکہ دوسرا شعر کسی اور غیر مشہور شاعر کا ہے؛ اس لیے اس کی تصریح تَمَثَّلْتُ بَيْتًا سے کی۔

④ "میں اس جماعت سے کہتا ہوں جس نے (حق پہچاننے میں) غلطی کی اور بھولے بھالے بوڑھے شخص سے نظریں پھیر لیں: وہ ایک مشہور اور تجربہ کار شخص کا بیٹا ہے، جب وہ عمامہ رکھے گا تم اسے پہچان لو گے۔" دوسرے شعر میں تضمین کے ساتھ معمولی تبدیلی کی گئی۔ اصل شعر یوں ہے:

أَنَا ابْنُ جَلَا وَطَلَّاعُ الثَّنَايَا مَتَى أَضَعُ العِمَامَةَ تَعْرِفُوْنِي

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

العقد والحل: عقد کا معنی نثر کو نظم میں تبدیل کرنا، جیسے ایک حکیم کے قول: الظُّلْمُ مِنْ طِبَاعِ النَّاسِ، وإنَّمَا يَصُدُّهَا عَنْهُ إحْدَى عِلَّتَيْنِ: دِيْنِيَّةٍ، وَهِيَ خَوْفُ المَعَادِ؛ وَدُنْيَوِيَّةٍ، وَهِيَ خَوْفُ العِقَابِ الدُّنْيَوِي.① کو متنبی نے اس طرح منظوم انداز میں پیش کیا:

وَالظُّلْمُ مِنْ شِيَمِ النُّفُوسِ فَإنْ تَجِدْ ذَا عِفَّةٍ فَلِعِلَّةٍ لَا يَظْلِمُ②

حل کا معنی ہے نظم کو نثر میں تبدیل کرنا، جیسے شعر:

إذَا مَرِضْنَا أَتَيْنَاكُمْ نَعُوْدُكُمْ وَتُذْنِبُوْنَ فَنَأْتِيْكُمْ وَنَعْتَذِرُ③

کو کسی نے اس طرح نثر میں تبدیل کیا: العِيَادَةُ سُنَّةٌ مَأْجُوْرَةٌ وَمَكْرُمَةٌ مَأْثُوْرَةٌ، وَمَعَ هٰذا فَنَحْنُ المَرْضَى، وَنَحْنُ العَوَّادُ، وكُلُّ وَدَادٍ لَا يَدُوْمُ فَلَيْسَ بِوِدَادٍ.④

تلمیح: متکلم اپنے کلام میں آیت، حدیث یا کسی مشہور شعر، ضرب المثل یا قصہ کی طرف اشارہ کرے، جیسے:

لَعَمْرٌو مَعَ الرَّمْضَاءِ وَالنَّارِ تَلْتَظِي أَرَقُّ وَأَحْفَى مِنْكَ فِي سَاعَةِ الكَرْبِ⑤

میں اس مشہور شعر کی طرف اشارہ ہے:

---

① ظلم کرنا لوگوں کی طبیعتوں میں داخل ہے۔ دو باتوں میں سے کوئی ایک بات ہی اس سے روک سکتی ہے: دینی علت یعنی جو آخرت کا خوف یا دنیوی علت یعنی دنیوی سزا کا خوف۔

② ”ظلم کرنا لوگوں کی عادات میں سے ہے، اگر تم کسی پاک دامن سے ملاقات کرو تو سمجھ لو کہ وہ کسی خاص وجہ سے ظلم نہیں کر رہا۔“

③ ”جب ہم بیمار ہوتے ہیں تو بھی آپ کی عیادت کے لیے آپ کے پاس آتے ہیں، اور جب آپ قصور کرتے ہیں تو بھی ہم آپ کے پاس آکر معذرت کرتے ہیں۔“

④ عیادت ایک ایسی سنت ہے جس پر اجر ملتا ہے اور ایک اچھا کام ہے جو منقول ہوتا آرہا ہے۔ حالانکہ ہم بیمار ہونے کے باوجود عیادت بھی کرتے ہیں؛ کیوں کہ ہر وہ دوستی جو باقی نہ رہے وہ دوستی ہی نہیں۔“

⑤ ”اس میں کوئی شک نہیں کہ عمرو (نامی ظالم شخص جس کا تذکرہ اگلے شعر میں ہے) سخت گرمی اور بھڑکتی آگ کے ساتھ رہنے کے باوجود مصیبت کے وقت تم سے زیادہ نرم دل اور مہربان ہے۔“ مطلب یہ ہے کہ مخاطب کا ظلم عمرو جیسے ظالم شخص سے بھی بڑھ کر ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الْمُسْتَجِيْرُ بِعَمْرٍو عِنْدَ كُرْبَتِهِ كَالْمُسْتَجِيْرِ مِنَ الرَّمْضَاءِ بِالنَّارِ ①

حسنِ ابتداء: متکلم اپنے کلام کا آغاز مقام کے مناسب میٹھے الفاظ، عمدہ ترکیب اور صحیح معانی سے کرے۔ اگر اس میں مقصود کی طرف بھی اشارہ ہو تو اسے "براعۃ استہلال" کہتے ہیں، جیسے کسی شاعر نے مرض سے شفایابی کی مبارک دیتے ہوئے کلام کے آغاز میں الْمَجْدُ عُوْفِيَ سے شفایابی کی طرف اشارہ کیا:

الْمَجْدُ عُوْفِيَ إِذْ عُوْفِيْتَ وَالْكَرَمُ وَزَالَ عَنْكَ إِلَى أَعْدَائِكَ السَّقَمُ ②

اسی طرح ایک شاعر عمارت کے تعمیر کرنے پر مبارک باد دیتے ہوئے کلام کے آغاز میں قَصْرٌ سے اشارہ کرتا ہے:

قَصْرٌ عَلَيْهِ تَحِيَّةٌ وَسَلَامٌ خَلَعَتْ عَلَيْهِ جَمَالَهَا الْأَيَّامُ ③

حسنِ تخلص: ابتدائی تمہیدی کلام سے مقصود کی طرف اس طریقے سے متوجہ ہونا کہ افتتاح کلام اور مقصود کے درمیان مناسبت کی رعایت بھی ہو، جیسے:

دَعَتِ النَّوَى بِفِرَاقِهِمْ فَتَشَتَّتُوْا وَقَضَى الزَّمَانُ بَيْنَهُمْ فَتَبَدَّدُوْا
دَهْرٌ ذَمِيْمُ الْحَالَتَيْنِ فَمَا بِهِ شَيْءٌ سِوَى جُوْدِ بْنِ أَرْتَقَ يُحْمَدُ ④

مقصد ابنِ ارتق کی سخاوت کی تعریف ہے۔ اس کے لیے بطورِ تمہید دوستوں کی جدائی اور زمانے کی مذمت ہے، پھر اصل مقصد بیان کیا اور استثناء کے ذریعے مقصد و تمہید میں مناسبت بھی قائم کی۔

---

① "جو شخص مصیبت کے وقت عمرو کی پناہ لے، وہ اس طرح ہے کہ گرمی سے بچنے کے لیے آگ کی پناہ لے۔"

② "جب آپ کو عافیت ملی تو ہم سمجھ گئے کہ شرافت و سخاوت کو بھی عافیت مل گئی اور مرض آپ سے منتقل ہو کے آپ کے دشمنوں کی طرف منتقل ہو گیا۔"

③ "وہ ایسا محل ہے جو بابرکت و سالم رہے، جسے زمانے نے اپنے حسن و جمال کا لباس پہنایا۔"

④ "دوری نے ان کی جدائی کو چاہا تو وہ جدا ہو گئے، اور زمانے نے ان کے درمیان فیصلہ کیا تو وہ منتشر ہو گئے۔ زمانہ دونوں حالتوں میں قابلِ مذمت ہے؛ کیوں کہ اس کے پاس سوائے ابن ارتق کی سخاوت کے کوئی قابلِ تعریف چیز نہیں۔"

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

براعۃ الطلب: متکلم اپنے کلام میں اپنے دل کی بات کی طرف اشارہ کرے، صراحتاً اسے بیان نہ کرے، جیسے:

وَفِي النَّفْسِ حَاجَاتٌ وَفِيْكَ فَطَانَةٌ سُكُوْتِي كَلَامٌ عِنْدَهَا وَخِطَابُ ①

حسنِ انتہاء: کلام کے اختتام میں جاذب کلمات، عمدہ ترکیب اور صحیح معانی کا لحاظ کیا جائے۔ اگر اس کے ساتھ یہ اشارہ بھی ہو کہ کلام اختتام تک پہنچ گیا تو اسے براعتِ مقطع بھی کہتے ہیں، جیسے:

بَقِيْتَ بَقَاءَ الدَّهْرِ يَا كَهْفَ أَهْلِهِ وَهٰذَا دُعَاءٌ لِلْبَرِيَّةِ شَامِلُ ②

شاعر نے اس شعر کے ذریعے کلام کے اختتام کی طرف اشارہ کیا؛ کیوں کہ اس میں دعا ہے جو آخر میں ہوتی ہے۔ نیز مصنفینِ "دروس البلاغۃ" نے بھی اسے آخر میں ذکر کر کے کتاب کے اختتام کی طرف اشارہ کیا۔

سُبْحَانَ رَبِّنَا رَبِّ العِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

وَسَلَامٌ عَلَى المُرْسَلِيْنَ

وَالحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِيْنَ

فَيَا خَسَارَةَ نَفْسِيْ فِيْ تِجَارَتِهَا
لَمْ تَشْتَرِ الدِّيْنَ بِالدُّنْيَا وَلَمْ تَسُمِ

وَمَنْ يَّبِعْ آجِلًا مِنْهُ بِعَاجِلِهِ
يَبِنْ لَهُ الغَبْنُ فِيْ بَيْعٍ وَفِيْ سَلَمِ

---

① "میرے دل میں کئی حاجات ہیں، لیکن آپ میں ایسی ذہانت ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے میرا خاموش رہنا کلام وخطاب ہے۔" شاعر نے اپنے ضرورت مند ہونے کی طرف اشارہ کیا، مگر اس کی تصریح نہیں کی بلکہ اسے مخاطب کی ذہانت پر چھوڑ دیا۔

② "اے زمانے والوں کی جائے پناہ! میری دعا ہے کہ آپ ہمیشہ رہیں؛ کیوں کہ یہ دعا تمام مخلوق کو شامل ہے۔"

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

وفاقی سوالات دروس البلاغۃ برائے بنین

سنہ ۱۴۳۰ھ

السوال الأول، الف: فنِ بلاغت جن علوم پر مشتمل ہے ان میں سے ہر ایک کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں۔ اس فن کی بعض اہم کتابوں کے نام اور مختصر تعارف تحریر کریں۔ صاحبِ تلخیص المفتاح کے حالات پر روشنی ڈالیں۔

ب: الإنشاء إما طلبي أو غير طلبي.

انشاء اور اس کی قسموں کی تعریفات مع امثلہ لکھیں۔ انشائے طلبی کتنی چیزوں کے ذریعے ہوتی ہے؟ امر اور نہی کی تعریفات مع امثلہ بیان کریں۔

سنہ ۱۴۳۱ھ

السوال الأول، الف: وَلِكُلِّ جُمْلَةٍ رُكْنَانِ: مَحْكُوْمٌ عَلَيْه وَمَحْكُوْمٌ بِه، وَيُسَمَّى الأَوَّلُ مُسْنَدًا إِلَيْه كَالفَاعِلِ وَنَائِبِه وَالمُبْتَدَأِ الَّذِي لَهُ خَبَرٌ، وَيُسَمَّى الثَّانِي مُسْنَدًا كَالفَاعِلِ وَالمُبْتَدَأِ المُكْتَفَى بِمَرْفُوْعِه.

عبارت پر اعراب لگا کر خبر اور انشاء کی تعریف و مثال دیں۔ صدق الخبر اور کذب الخبر کی تعریف کریں اور مثال دیں۔

ب: وَالإِطْنَابُ هُوَ تَأْدِيَةُ المَعْنَى بِعِبَارَةٍ زَائِدَةٍ عَنْهُ مَعَ الفَائِدَةِ، نَحْوُ (رَبِّ إِنِّيْ وَهَنَ العَظْمُ مني واشتعل الرأس شيبا) أي: كَبِرْتُ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ مع الفائدة کی قید کا فائدہ بیان کریں۔ ایجاز اور مساوات میں سے ہر ایک کی تعریف کریں اور مثال دیں۔

سنہ ۱۴۳۲ھ

السوال الأول، الف: الفَصَاحَةُ فِي اللُّغَةِ تُنْبِئُ عَنِ البَيَانِ وَالظُّهُوْرِ، يُقَالُ: أَفْصَحَ الصَّبِيُّ فِي مَنطِقِه إِذَا بَانَ وَظَهَرَ كَلَامُهُ، وَتَقَعُ فِي الاصْطِلَاحِ وَصْفًا لِلْكَلِمَةِ وَالكَلَامِ وَالمُتَكَلِّمِ، فَفَصَاحَةُ الكَلِمَةِ سَلَامَتُها مِنْ تَنَافُرِ الحُرُوْفِ وَمُخَالَفَةِ القِيَاسِ وَالغَرَابَةِ.

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ امور کی مثال سے وضاحت کریں۔

ب: الخَبَرُ إمَّا أنْ يَكُوْنَ جُمْلَةً فِعْلِيَّةً أو إسْمِيَّةً، وَالأُوْلَى مَوْضُوْعَةٌ لإفَادَةِ الحُدُوْثِ فِي زَمَنٍ مَخْصُوْصٍ مَعَ الاخْتِصَارِ، وَقَدْ تُفِيْدُ الاسْتِمْرَارَ التَّجَدُّدِيَّ بِالقَرَائِنِ إذَا كَانَ الفِعْلُ مُضَارِعًا مَثَلًا.

أوَ كُلَّمَا وَرَدَتْ عُكَاظَ قَبِيْلَةٌ بَعَثُوْا إلَيَّ عَرِيْفَهُمْ يَتَوَسَّمُ

وَالثَّانِيَةُ مَوْضُوْعَةٌ لِمُجَرَّدِ ثُبُوْتِ المُسْنَدِ لِلْمُسْنَدِ إلَيْهِ، وَقَدْ تُفِيْدُ الاسْتِمْرَارَ بِالقَرَائِنِ إذَا لَمْ يَكُنْ فِي خَبَرِهَا فِعْلٌ، مَثَلًا: العِلْمُ نَافِعٌ.

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں۔ فائدۃ الخبر اور لازم الفائدۃ کا مطلب واضح کریں۔

۱۴۳۳ھ

السوال الأول، الف: الإنْشَاءُ إمَّا طَلَبِيٌّ أوْ غَيْرُ طَلَبِيٍّ، فَالطَّلَبِيُّ مَا يَسْتَدْعِي مَطْلُوْبًا غَيْرَ حَاصِلٍ وَقْتَ الطَّلَبِ، وَغَيْرُ الطَّلَبِيِّ مَا لَيْسَ كَذٰلِكَ، وَالأوَّلُ يَكُوْنُ بِخَمْسَةِ أشْيَاءَ: الأمْرُ وَالنَّهْيُ وَالاسْتِفْهَامُ وَالتَّمَنِّي وَالنِّدَاءُ؛ أمَّا الأمْرُ فَهُوَ طَلَبُ الفِعْلِ عَلَى وَجْهِ الاسْتِعْلَاءِ، وَلَهُ أرْبَعُ صِيَغٍ: فِعْلُ الأمْرِ، نَحْوُ: ﴿خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ﴾ وَالمُضَارِعُ المَقْرُوْنُ بِاللَّامِ، نَحْوُ: ﴿لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ﴾، وَاسْمُ فِعْلِ الأمْرِ، نَحْوُ: حَيَّ عَلَى الفَلَاحِ، وَالمَصْدَرُ النَّائِبُ عَنْ فِعْلِ الأمْرِ، نَحْوُ: سَعْيًا فِي الخَيْرِ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ معنی اصلی کے علاوہ جن معانی کے لیے امر کا صیغہ استعمال ہوتا ہے ان میں سے ابتدائی پانچ معانی لکھیں۔

ب: وقَدْ يُنَزَّلُ القَرِيْبُ مَنْزِلَةَ البَعِيْدِ، فَيُنَادَى بِأحَدِ الحُرُوْفِ المَوْضُوْعَةِ لَهُ؛ إشَارَةً إلَى أنَّ المُنَادَى عَظِيْمُ الشَّانِ رَفِيْعُ المَرْتَبَةِ، حَتَّى كَأنَّ بُعْدَ دَرَجَتِهِ فِي العِظَمِ عَنْ دَرَجَةِ المُتَكَلِّمِ بُعْدٌ فِي المَسَافَةِ، كَقَوْلِكَ أيَا مَوْلَايَ، وأنْتَ مَعَهُ؛ أو إشَارَةً إلَى انْحِطَاطِ دَرَجَتِهِ، كَقَوْلِكَ: أيَا هٰذا لِمَنْ هُوَ مَعَكَ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ معنی اصلی کے علاوہ جن معانی کے لیے الفاظ ندا استعمال ہوتے ہیں ان میں سے ابتدائی تین معانی لکھیں۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

۱۴۳۴ھ

السوال الأول، الف: وَأَمَّا النَّهْيُ فَهُوَ طَلَبُ الكَفِّ عَنِ الفِعْلِ عَلَى وَجْهِ الاِسْتِعْلَاءِ، وَلَهُ صِيغَةٌ وَاحِدَةٌ، وَهِيَ المُضَارِعُ مَعَ لَا النَّافِيَةِ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا﴾، وَقَدْ تَخْرُجُ صِيغَتُهُ عَنْ مَعْنَاهَا الأَصْلِيِّ إِلَى مَعَانٍ أُخَرَ تُفْهَمُ مِنَ المَقَامِ وَالسِّيَاقِ.

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں۔ معنی اصلی کے علاوہ نہی کے چاروں معانی بمع امثلہ تحریر فرمائیں۔

ب: وأما النكرة فيوتى بها إذا لم يعلم للمحكي عنه جهة التعريف، كقولك: جاء هٰهنا رجل إذا لم يعرف ما يعيّنه من علَمٍ أو صلةٍ أو نحوهما، وقد يوتى بها لأغراضٍ أخرى كالتكثير والتقليل والتعظيم والتحقير والعموم بعد النفي وقصد فرد معين أو نوع وإخفاء الأمر.

عبارت کا ترجمہ کر کے تشریح کریں۔ عبارت میں مذکورہ اغراضِ نکرہ کو مثالوں کے ذریعے واضح کریں۔

۱۴۳۵ھ

السوال الأول، الف: وفصاحة الكلام سلامته من تنافر الكلمات مجتمعة، ومن ضعف التاليف ومن التعقيد مع فصاحة كلماته.

تنافرِ کلمات، ضعفِ تالیف اور تعقید کی تعریف اور مثالیں ذکر کریں۔ تعقید کی کتنی قسمیں ہیں؟ مثالوں کے ذریعے واضح کریں۔

ب: مواضع الوصل بالواو، يجب الوصل في موضعين.

فصل اور وصل کی تعریف لکھیں۔ وجوبِ وصل کی مذکورہ دونوں جگہوں کو مثالوں کے ذریعے واضح کریں۔

۱۴۳۶ھ

السوال الأول، الف: فبلاغة الكلام مطابقته لمقتضى الحال مع فصاحته.

بلاغت کے لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں۔ مقتضی اور حال سے کیا مراد ہے؟ واضح کریں۔ مطابقتِ کلام لمقتضی الحال کی تشریح کرتے ہوئے مثالوں سے واضح کریں۔ نیز بلاغتِ متکلم کی تعریف لکھنا نہ بھولیے۔

ب: محسناتِ معنویہ میں سے توریہ اور ایہام کی تشریح مثالوں کے ذریعے کریں۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

۱۴۳۷ھ

السوال الأول، الف: وَالأَصْلُ فِي الخَبَرِ أَنْ يُلْقَى لإِفَادَةِ المُخَاطَبِ الحُكْمَ الَّذِيْ تَضَمَّنَهُ الجُمْلَةُ، كَمَا فِيْ قَوْلِنَا: حَضَرَ الأَمِيْرُ؛ أَو لإِفَادَةِ أَنَّ المُتَكَلِّمَ عَالِمٌ بِه، نَحْوُ: حَضَرْتَ أَمْسِ، وَيُسَمَّى الحُكْمُ فَائِدَةَ الخَبَرِ، وَكَوْنُ المُتَكَلِّمِ عَالِمًا بِه لَازِمَ فَائِدَةِ الخَبَرِ، وَقَدْ يُلْقَى الخَبَرُ لأَغْرَاضٍ أُخْرَى كَالاِسْتِرْحَامِ وَإِظْهَارِ الضُّعْفِ وَإِظْهَارِ التَّحَسُّرِ.

عبارت پر اعراب لگا کر بے غبار تشریح کریں۔ استرحام، اظہار ضعف اور اظہار تحسر کو مثالوں کے ذریعے واضح کریں۔

ب: كل ما يجول في الصدر من المعاني يمكن أن يعبر عنه بثلاث طرق: المساواة والإيجاز والإطناب.

اطناب، تطویل اور حشو کے درمیان کیا فرق ہے؟ مثالوں سے واضح کریں۔ نیز دواعی ایجاز اور دواعی اطناب لکھنا نہ بھولیں۔

۱۴۳۸ھ

السوال الأول، الف: إِذَا أُرِيْدَ إِفَادَةُ السَّامِعِ حُكْمًا فَأَيُّ لَفْظٍ يَدُلُّ عَلَى مَعْنًى فِيْه فَالأَصْلُ ذِكْرُهُ، وأَيُّ لَفْظٍ عُلِمَ مِنَ الكَلَامِ لِدَلَالَةِ بَاقِيْه عَلَيْه فَالأَصْلُ حَذْفُهُ، وَإِذَا تَعَارَضَ هٰذَانِ الأَصْلَانِ فَلَا يُعْدَلُ عَنْ مُقْتَضَى أَحَدِهِمَا إِلَى مُقْتَضَى الآخَرِ إِلَّا لِدَاعٍ، فَمِن دَوَاعِي الذِّكْرِ.

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور عبارت کا مطلب بیان کریں۔ دواعی ذکر کو بمع امثلہ مختصراً ذکر فرمائیں۔

ب: قصر کی تعریف اور طرقِ قصر مع امثلہ تحریر کریں۔ قصرِ حقیقی واضافی کی تعریف کر کے مثالوں کے ذریعے واضح کریں۔

۱۴۳۹ھ

السوال الأول، الف: القصر تخصيص شيء بشيء بطريق مخصوص.

قصرِ حقیقی، قصرِ اضافی، قصرِ افراد اور قصرِ تعیین کی تعریفیں مع امثلہ لکھیں۔ ایجازِ قصر اور ایجازِ حذف کی تعریفیں مع امثلہ لکھیں۔ درج ذیل شعر کا ترجمہ لکھ کر محلِ استشہاد کی وضاحت کیجیے:

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

وتظن سلمى أنني أبغي بها بدلًا أراها في الضلال تهيم

سنہ ۱۴۴۰ھ

السوال الأول، الف: أما النداء فهو طلب الإقبال بحرف نائب مناب أدعو، وأدواته ثمانية.

أَسُكَّانَ نَعْمَانَ الأَرَاكِ تَيَقَّنُوْا بِأَنَّكُمْ فِي رَبْعِ قَلْبِي سُكَّانُ

ندا کی تعریف کریں اور ادواتِ ندا کی نشان دہی کرتے ہوئے قرب اور بعد کے اعتبار سے ادواتِ ندا کی تفصیل بیان کریں۔ مذکورہ شعر پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور محلِ استشہاد کی وضاحت کریں۔ حذف کے دواعی میں سے پانچ دواعی مع امثلہ تحریر کریں۔

ب:

كَأَنَّ قُلُوْبَ الطَّيْرِ رَطْبًا وَيَابِسًا لَدَى وَكْرِهَا العُنَّابُ وَالحَشَفُ البَالِي

اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ استشہاد و محلِ استشہاد کی وضاحت کریں۔ تشبیہ و استعارہ کی تعریف لکھیں۔ تین اغراضِ تشبیہ مع امثلہ لکھیں۔

سنہ ۱۴۴۱ھ

السؤال الثالث (ألف): (۱) فصاحت اور بلاغت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف قلم بند کیجیے۔

(۲) وقد يلقى الخبر لأغراض أخرى... الخ.

جن چھ اغراض کے لیے خبر لائی جاتی ہے، صرف وہ چھ اغراض مثالوں سمیت تحریر کریں۔

یا

(ب)... المجاز هو اللفظ المستعمل في غير ما وضع له لعلاقة مع... الخ

(۱) مجاز کی تعریف مع مثال تحریر کریں۔

(۲) استعارہ اور مجازِ مرسل کی تعریف مع مثال لکھیں۔

(۳) استعارہ اصلیہ اور تبعیہ کی تعریف لکھیں۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

وفاقی سوالات دروس البلاغۃ برائے بنات

۱۴۳۱ھ

السوال الأول، الف: علمِ معانی کی تعریف کیجئے اور ادواتِ استفہام میں سے ہمزہ اور ھل کے درمیان فرق اور مواقع استعمال مثالوں کی روشنی میں تفصیل سے تحریر کیجیے۔

ب: وَأَمَّا النَّكِرَةُ فَيُؤْتَى بِهَا إِذَا لَمْ يُعْلَمْ لِلْمَحْكِيِّ عَنْهُ جِهَةُ تَعْرِيْفٍ، كَقَوْلِكَ: جَاءَ هٰهُنَا رَجُلٌ إِذَا لَمْ يُعْرَفْ مَا يُعِيِّنُهُ مِنْ عَلَمٍ أَوْ صِلَةٍ أَوْ نَحْوِهِمَا، وَقَدْ يُؤْتَى لِأَغْرَاضٍ أُخْرَى.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ عبارت کی تشریح کریں اور ان اغراض کو مثالوں کے ساتھ بیان کیجیے جن کے لیے نکرہ لایا جاتا ہے۔

السوال الثاني، الف: أما التوابع فالنعت ... بها يكون لأغراض تقصد منها.

حکم کو نعت اور بدل کے ساتھ کن وجوہ کی بنا پر مقید کیا جاتا ہے؟ ہر وجہ کے ساتھ مثال بھی لکھیں۔

ب: درج ذیل اشعار کا سلیس ترجمہ کیجیے اور بتایئے کہ انہیں کس چیز پر استشہاد کے لیے لایا گیا۔ نیز وجۂ استشہاد کی وضاحت کریں۔

وإن صخرًا لتأتم الهداة به كأنه علم في رأسه نار

فقلت يمين الله أبرح قاعدًا ولو قطعوا رأسي لديك وأوصالي

وقال رائدهم أرسلوا نزاولها فحتف كل امرئ يجري بمقدار

السوال الثالث، ألف: وَالتَّعْقِيْدُ أَنْ يَكُوْنَ الكَلَامُ خَفِيَّ الدَّلَالَةِ عَلَى المَعْنَى المُرَادِ، وَالخِفَاءُ إِمَّا مِنْ جِهَةِ اللَّفْظِ بِسَبَبِ تَقْدِيْمٍ أَوْ تَاخِيْرٍ أَو فَصْلٍ، وَيُسَمَّى تَعْقِيْدًا لَفْظِيًّا.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ عبارت کی تشریح کیجیے۔ تعقید کا معنی اور اقسام مع تعریفات بیان کیجیے۔

شعر کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ یہ کس چیز کی مثال ہے اور کیسے؟

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

سَأَطْلُبُ بُعْدَ الدَّارِ عَنْكُمْ لِتَقْرَبُوْا   وَتَسْكُبُ عَيْنَايَ الدُّمُوْعَ لِتَجْمُدَا

ب: هل أدلكم على تجارة تنجيكم من عذاب اليم، هل جزاء الإحسان إلا الإحسان، سواء عليهم ءأنذرتهم أم لم تنذرهم لا يؤمنون، أعقلك يسوغ لك أن تفعل كذا، فأين تذهبون.

الفاظ استفہام کن کن معانی میں استعمال ہوئے ہیں؟ اور یہ ان کے حقیقی معنی ہیں یا مجازی؟ ہر جملہ کا ترجمہ بھی کریں۔

۱۴۳۲ھ

السوال الأول، الف:

فَقَالَ لِي كَيْفَ أَنْتَ قُلْتُ عَلِيْلٌ   سَهَرٌ دَائِمٌ وَحُزْنٌ طَوِيْلٌ

فَنَحْنُ بِمَا عِنْدَنَا وأَنْتَ بِمَا   عِنْدَكَ رَاضٍ وَالرَّأْيُ مُخْتَلِفٌ

قَدْطَلَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ لَكَ فِي السُّؤْ دَدِ   وَالمَجْدِ وَالمَكَارِمِ مَثَلًا

قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون.

اشعار پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ مندرجہ بالا اشعار اور آیت میں محذوف اشیاء کی تعیین کرتے ہوئے ان کے دواعی حذف بیان کیجیے۔

ب: کلام کے بعض اجزا کی بعض پر تقدیم کے جو دواعی مصنف نے ذکر کیے آپ ان میں سے مندرجہ ذیل دواعی کی تشریح کرتے ہوئے ہر ایک کی مثال ذکر کیجیے: مراعاۃ الترتیب الوجودی، النص علی عموم السلب، التخصیص۔

السوال الثاني، ألف: اخراج الکلام علی خلاف مقتضی الظاہر کی انواع میں سے مندرجہ ذیل انواع کے معانی، ان کی صورتیں اور مثالیں بیان کیجیے: التفات، تجاہل عارف، اسلوب الحکیم۔

ب: الإِيْجَازُ إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ بِتَضَمُّنِ العِبَارَةِ القَصِيْرَةِ مَعَانِي كَثِيْرَةً، وَإِمَّا أَنْ يَكُوْنَ بِحَذْفِ كَلِمَةٍ أو أَكْثَرَ مَعَ قَرِيْنَةٍ تُعَيِّنُ المَحْذُوْفَ.

عبارت پر اعراب لگائیے۔ عبارت کا ترجمہ کیجیے۔ ایجاز کی تعریف کیجیے۔ عبارت میں ایجاز کی اقسام بیان کی گئی ہیں۔ ایجاز کی اقسام مثالوں کی روشنی میں بیان کیجیے۔

السوال الثالث، ألف: فَبَلَاغَةُ الكَلَامِ مُطَابَقَتُهُ لِمُقْتَضَى الحَالِ مَعَ فَصَاحَتِه، وَالحَالُ وَيُسَمَّى بِالمَقَامِ هُوَ الأَمْرُ الحَامِلُ لِلْمُتَكَلِّمِ عَلَى أَنْ يُوْرِدَ عِبَارَتَهُ عَلَى صُوْرَةٍ مَخْصُوْصَةٍ، وَالمُقْتَضَى وَيُسَمَّى الاِعْتِبَارُ المُنَاسِبُ هُوَ

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

الصُّوْرَةُ المَخْصُوْصَةُ الَّتِي تُوْرَدُ عَلَيْهَا العِبَارَةُ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ بلاغت کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کیجیے۔ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے حال اور مقتضائے حال کو مثالوں کے ساتھ واضح کیجیے۔

ب: أَمَّا الأَمْرُ فَهُوَ طَلَبُ الفِعْلِ عَلَى وَجْهِ الاسْتِعْلَاءِ، لَهُ أَرْبَعُ صِيَغٍ، فِعْلُ الأَمْرِ وَالمُضَارِعُ المَقْرُوْنُ بِاللَّامِ وَاسْمُ فِعْلِ الأَمْرِ وَالمَصْدَرُ النَّائِبُ عَنْ فِعْلِ الأَمْرِ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ امر کی تعریف کرتے ہوئے امر کے چار صیغے مثال کے ساتھ زیب قرطاس کیجیے۔ کبھی کبھی امر اپنے اصلی معنی کے علاوہ دوسرے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے دعا، التماس، تمنی اور ارشاد، ان کو مثالوں کی روشنی میں تحریر کیجیے۔

۱۴۳۳ھ

السوال الأول، ألف: إِذَا أُرِيْدَ إِفَادَةُ السَّامِعِ حُكْمًا فَأَيُّ لَفْظٍ يَدُلُّ عَلَى مَعْنًى فِيْه فَالأَصْلُ ذِكْرُهُ، وأَيُّ لَفْظٍ عُلِمَ مِنَ الكَلَامِ لِدَلَالَةِ بَاقِيْهِ عَلَيْه فَالأَصْلُ حَذْفُهُ، وَإِذَا تَعَارَضَ هٰذَانِ الأَصْلَانِ فَلا يُعْدَلُ عَنْ مُقْتَضَى أَحَدِهِمَا إِلَى مُقْتَضَى الآخَرِ إِلَّا لِدَاعٍ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ عبارت کی تشریح کریں۔ دواعی حذف وذکر میں سے کم سے کم پانچ کو مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

ب: مندرجہ ذیل اصطلاحات کی وضاحت بطرز صاحب کتاب تحریر کریں: ذکر الخاص بعد العام، ذکر العام بعد الخاص، الایضاح بعد الابہام، التوشیع، الاعتراض، الایغال۔

السوال الثاني، ألف

نحن بما عندنا وأنت بما عندك راض والرأي مختلف
والذي حارت البرية فيه حيوان مستحدث من جماد
إن الذين ترونهم إخوانكم يشفي غليل صدورهم أن تصرعوا

مذکورہ اشعار کا سلیس ترجمہ کیجیے اور محل استشہاد کو واضح کیجیے۔

ب: فَفَصَاحَةُ الكَلَامِ سَلَامَتُهَا مِنْ تَنَافُرِ الحُرُوْفِ وَمُخَالَفَةِ القِيَاسِ وَالغَرَابَةِ، فَتَنَافُرُ الحُرُوْفِ وَصْفٌ فِي الكَلِمَةِ يُوْجِبُ ثِقْلَهَا عَلَى اللِّسَانِ وَعُسْرَ النُّطْقِ بِهَا، نَحْوُ الظِّشِّ لِلْمَوْضِعِ الخَشِنِ، وَالهُعْخُعِ لِنَبَاتٍ تَرْعَاهُ

Maktaba Tul Ishaat.com

الإبِلُ، والنُّقَاخِ لِلْمَاءِ العَذْبِ الصَّافِي، وَالْمُسْتَشْزِرِ لِلْمَفْتُوْلِ.

عبارت پر اعراب لگائیں۔ فصاحت کی کتنی قسمیں ہیں؟ تنافرِ حروف، مخالفتِ قیاس اور غرابت کی تعریف کر کے مثالوں سے واضح کیجیے۔

السوال الثالث، ألف: الخَبَرُ إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ جُمْلَةً فِعْلِيَّةً أَوْ اِسْمِيَّةً، وَالأُوْلَى مَوْضُوْعَةٌ لإِفَادَةِ الحُدُوْثِ فِي زَمَنٍ مَخْصُوْصٍ مَعَ الاخْتِصَارِ، وَقَدْ تُفِيْدُ الإِسْتِمْرَارَ التَّجَدُّدِيَّ بِالقَرَائِنِ إِذَا كَانَ الفِعْلُ مُضَارِعًا، كَقَوْلِ طَرِيْف.

أَوَ كُلَّمَا وَرَدَتْ عُكَاظَ قَبِيْلَةٌ بَعَثُوْا إِلَيَّ عَرِيْفَهُمْ يَتَوَسَّمُ

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ عبارت کی تشریح کیجیے۔ فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کیا ہیں؟

ب: وأَمَّا النَّهْيُ فَهُوَ طَلَبُ الكَفِّ عَنِ الفِعْلِ عَلَى وَجْهِ الاِسْتِعْلَاءِ، وَلَهُ صِيْغَةٌ، وَهِيَ الْمُضَارِعُ مَعَ لَا النَّاهِيَةِ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا﴾، وَقَدْ تَخْرُجُ صِيْغَتُهُ عَنْ مَعْنَاهَا الأَصْلِيِّ إِلَى مَعَانٍ أُخْرَى تُفْهَمُ مِنَ المَقَامِ وَالسِّيَاقِ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے مثالوں کو اس پر منطبق کیجیے۔ نہی کا صیغہ دوسرے معانی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے ان معانی کو مثالوں کے ساتھ قلم بند کیجیے۔

سنہ ۱۴۳۴ھ

السوال الأول، ألف: وأَمَّا اِسْمُ الإِشَارَةِ فَيُؤْتَى بِهِ إِذَا تَعَيَّنَ طَرِيْقًا لإِحْضَارِ مَعْنَاهُ، كَقَوْلِكَ: بِعْنِي هٰذَا مُشِيْرًا إِلَى شَيْءٍ لَا تَعْرِفُ لَهُ اِسْمًا وَلَا وَصْفًا، أَمَّا إِذَا لَمْ يَتَعَيَّنْ طَرِيْقًا لِذٰلِكَ فَيَكُوْنُ لأَغْرَاضٍ أُخْرَى كَإِظْهَارِ الاسْتِغْرَابِ.

كَمْ عَاقِلٍ عَاقِلٍ أَعْيَتْ مَذَاهِبُهُ وَجَاهِلٍ جَاهِلٍ تَلْقَاهُ مَرْزُوْقًا

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ اور تشریح کیجیے۔ اسم اشارہ کے مجازی اغراض میں استعمال کو مثالوں سے واضح کیجیے۔ اس بیت کے بعد جو بیت مذکور ہے اسے ذکر کیجیے۔

ب: وَضُعْفُ التَّأْلِيْفِ كَوْنُ الكَلَامِ غَيْرَ جَارٍ عَلَى القَانُوْنِ النَّحْوِيِّ المَشْهُوْرِ كَالإِضْمَارِ قَبْلَ الذِّكْرِ لَفْظًا وَرُتْبَتًا فِي قَوْلِهِ.

جَزَى بَنُوْهُ أَبَا الغِيْلَانِ عَنْ كِبَرٍ وَحُسْنِ فِعْلٍ كَمَا جُوْزِيَ سِنِمَّارُ

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

عبارت پر اعراب لگا کر دل نشین تشریح کیجیے۔ اضمار قبل الذکر کس صورت میں جائز ہے؟

السوال الثاني، ألف: أمَّا الضَّمِيْرُ فَيُؤْتَى بِه لِكَوْنِ المَقَامِ لِلتَّكَلُّمِ أَوِ الخِطَابِ أَوِ الغَيْبَةِ مَعَ الاِخْتِصَارِ، نَحْوُ أنَا رَجَوْتُكَ فِي هٰذَا الأَمْرِ، وأَنْتَ وَعَدْتَنِي بِالْجَازِهِ، والأَصْلُ فِي الخِطَابِ أَنْ يَكُوْنَ لِمُشَاهَدٍ مُعَيَّنٍ، وَقَدْ يُخَاطَبُ غَيْرُ المُشَاهَدِ إِذَا كَانَ مُسْتَحْضَرًا فِي القَلْبِ، نَحْوُ إِيَّاكَ نَعْبُدُ.

عبارت پر اعراب لگا کر تشریح کیجیے۔ بتائیے کہ معرفہ کی قسموں میں سے علم کن کن فوائد کے لیے استعمال ہوتا ہے؟ نیز اسم علم اور اسم ضمیر کے فوائد میں فرق واضح کریں۔

ب: مَوَاضِعُ الوَصْلِ بِالوَاوِ، وَيَجِبُ الوَصْلُ فِي مَوْضِعَيْنِ: الأَوَّلُ إِذَا اتَّفَقَتِ الجُمْلَتَانِ خَبرًا أَوْ إِنْشَاءً، وَكَانَ بَيْنَهُمَا جِهَةٌ جَامِعَةٌ، أَيْ: مُنَاسَبَةٌ تَامَّةٌ، وَلَمْ يَكُنْ مَانِعٌ مِنَ العَطْفِ.

عبارت پر اعراب لگائیے۔ عبارت کا دل نشین ترجمہ کیجیے۔ وصل اور فصل کی تعریف کی وضاحت کر کے مثالوں سے سمجھائیں۔ کتاب میں مذکورہ وصل کے مقامات تحریر کر کے مثالوں سے سمجھائیں۔

السوال الثالث، ألف: وَمِنْهَا التَّغْلِيْبُ، وَهُوَ تَرْجِيْحُ أَحَدِ الشَّيْئَيْنِ عَلَى الآخَرِ فِي إِطْلَاقِ لَفْظِه عَلَيْه، كَتَغْلِيْبِ المُذَكَّرِ عَلَى المُؤَنَّثِ فِي قَوْلِه تَعَالَى: ﴿وَ كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ﴾ وَمِنْهُ الأَبَوَانِ لِلأَبِ والأُمِّ، وكَتَغْلِيْبِ المُذَكَّرِ والأَخَفِّ عَلَى غَيْرِهِمَا، نَحْوُ القَمَرَيْنِ، أَيْ: الشَّمْسِ وَالقَمَرِ، والعُمَرَيْنِ، أَيْ: أَبُو بَكْرٍ وعُمَرُ.

عبارت پر اعراب لگا کر اس کا واضح مطلب لکھیے۔

ب: وَمِنْهَا تَنْزِيْلُ غَيْرِ المُنْكِرِ مَنْزِلَةَ المُنْكِرِ إِذَا لَاحَ عَلَيْه شَيْءٌ مِنْ عَلَامَاتِ الإِنْكَارِ، فَيُؤَكَّدُ لَهُ، نَحْوُ.

جَاءَ شَقِيْقٌ عَارِضًا رُمْحَهُ إِنَّ بَنِي عَمِّكَ فِيْهِمْ رِمَاحٌ

وَمِنْهَا تَنْزِيْلُ المُنْكِرِ أَوِ الشَّاكِّ مَنْزِلَةَ الخَالِي إِذَا كَانَ مَعَهُ مِنَ الشَّوَاهِدِ مَا إِذَا تَأَمَّلَهُ زَالَ إِنْكَارُهُ أَوْ شَكُّهُ، كَقَوْلِه لِمَنْ يُنْكِرُ مَنْفَعَةَ الطِّبِّ أَوْ يَشُكُّ فِيْهَا: الطِّبُّ نَافِعٌ.

عبارت پر اعراب لگا کر دل نشین تشریح کیجیے۔ مذکورہ شعر کی ترکیب کیجیے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

۱۴۳۵ھ

السوال الأول، ألف: الإنْشَاءُ إمَّا طَلَبِيٌّ أو غيْرُ طَلَبِيّ، فَالطَّلَبِيُّ مَا يَسْتَدْعِي مَطْلُوْبًا غَيْرَ حَاصِلٍ وَقْتَ الطَّلَبِ، وَغَيْرُ الطَّلَبِيِّ مَا لَيْسَ كَذٰلِكَ، وَالأَوَّلُ يَكُوْنُ بِخَمْسَةِ أَشْيَاء.

عبارت پر اعراب لگا کر مطلب خیز ترجمہ کیجیے۔عبارت کی تشریح کیجیے۔انشائے طلبی پانچ امور کے لیے آتی ہے۔ان پانچ امور کی تعریف ذکر کیجیے اور ہر ایک کی مثال ذکر کیجیے۔

ب: وَبَلَاغَةُ المُتَكَلِّمِ مَلَكَةٌ يَقْتَدِرُ بِهَا عَلَى التَّعْبِيْرِ عَنِ المَقْصُوْدِ بِكَلَامٍ بَلِيْغٍ فِي أيِّ غَرَضٍ كَانَ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔عبارت کی مختصر تشریح کریں۔تنافر، مخالفتِ قیاس، ضعفِ تالیف، تعقیدِ لفظی و معنوی اور غرابت معلوم کرنے کے کیا طریقے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔

السوال الثاني، ألف: وَالثَّانِيَةُ مَوْضُوْعَةٌ لِمُجَرَّدِ ثُبُوْتِ المُسْنَدِ لِلْمُسْنَدِ إِلَيْه، نَحْوُ: الشَّمْسُ مُضِيْئَةٌ، وَقَدْ تُفِيْدُ الإِسْتِمْرَارَ بِالقَرَائِنِ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْ خَبَرِهَا فِعْلٌ، نَحْوُ: العِلْمُ نَافِعٌ، والأَصْلُ فِيْ الخَبَرِ أَنْ يُلْقَى لإِفَادَةِ المُخَاطَبِ الحُكْمَ الَّذِي تَضَمَّنَتْهُ الجُمْلَةُ.

عبارت پر اعراب لگائیں۔ الثانية سے کیا مراد ہے؟ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے بتائیں کہ والأصل في الخبر سے کیا بتانا چاہتے ہیں؟

ب: مِنَ المَعْلُوْمِ أَنَّهُ لَا يُمْكِنُ النُّطْقُ بِأَجْزَاءِ الكَلَامِ دَفْعَةً وَاحِدَةً، فَلَا بُدَّ مِنْ تَقْدِيْمِ بَعْضِ الأَجْزَاءِ وَتَاخِيْرِ البَعْضِ، وَلَيْسَ شَيْءٌ مِنْهَا فِيْ نَفْسِه أَوْلَى بِالتَّقْدِيْمِ مِنَ الآخَرِ لِاشْتِرَاكِ جَمِيْعِ الأَلْفَاظِ مِنْ حَيْثُ هِيَ أَلْفَاظٌ فِيْ دَرَجَةِ الاعْتِبَارِ، فَلَا بُدَّ مِنْ تَقْدِيْمِ هٰذَا عَلَى ذَاكَ مِنْ دَاعٍ يُوْجِبُهُ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ و تشریح کیجیے۔دواعی تقدیم میں سے کم از کم چھ کو مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔

السوال الثالث، ألف: أَمَّا المُضَافُ لِمَعْرِفَةٍ فَيُؤْتَى بِه إِذَا تَعَيَّنَ طَرِيْقًا لِإِحْضَارِ مَعْنَاهُ أَيْضًا كَكِتَابِ سِيْبَوَيْه وَسَفِيْنَةِ نُوْحٍ، وأَمَّا إِذَا لَمْ يَتَعَيَّنْ

Maktaba Tul Ishaat.com

لِذٰلِكَ فَيَكُوْنُ لِأَغْرَاضٍ أُخْرَى.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ عبارت کی تشریح کریں۔ اغراضِ اخری کو مثالوں کے ذریعے واضح کریں۔

ب: هُوَ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ أَحْوَالُ اللَّفْظِ الْعَرَبِيِّ الَّتِيْ بِهَا يُطَابِقُ مُقْتَضَى الْحَالِ، فَتَخْتَلِفُ صُوَرُ الْكَلَامِ لِاخْتِلَافِ الْأَحْوَالِ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ علمِ معانی کی لغوی واصطلاحی تعریف کریں اور مصنف کی بیان کردہ مثال کو ذکر کر کے وضاحت کریں۔

۱۴۳٦ھ

السوال الأول، ألف: وَهَلْ لِطَلَبِ التَّصْدِيْقِ فَقَط، نَحْوُ: هَلْ جَاءَ صَدِيْقُكَ، وَالْجَوَابُ نَعَمْ أَوْ لَا، وَلِذَا يَمْتَنِعُ مَعَهَا ذِكْرُ الْمُعَادِلِ، فَلَا يُقَالُ: هَلْ جَاءَ صَدِيْقُكَ أَمْ عَدُوُّكَ.

عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں۔ عبارت کی تشریح کریں اور ھل کی دونوں قسموں کو مثالیں دے کر واضح کریں۔

ب: والفرق بين إن وإذا، والأصل عدم الجزم بوقوع الشرط. لفظِ إن اور لفظِ إذا میں فرق مثالوں کی روشنی میں واضح فرمائیں۔

السوال الثاني، ألف: مواضع الفصل، يجب الفصل في خمسة مواضع.

مواضعِ فصل کی پوری تشریح فرمائیں اور مثالیں دیں۔

ب: إِيْرَادُ الْكَلَامِ عَلَى حسب ما تقدّم من القواعد يسمى إخراج الكلام على مقتضى الظاهر، وقد تقتضي العدول من مقتضى الظاهر، ويورد الكلام على خلافه في أنواعٍ مخصوصة.

عبارت کی وضاحت فرمائیں۔ خلافِ مقتضائے ظاہر کے مواقع میں سے پانچ مواقع کو مثالوں سمیت بیان کریں۔

ب: وَالتَّعْقِيْدُ أَنْ يَكُوْنَ الْكَلَامُ خَفِيَّ الدَّلَالَةِ عَلَى الْمَعْنَى الْمُرَادِ، وَالْخِفَاءُ إِمَّا مِنْ جِهَةِ اللَّفْظِ كَقَوْلِ الْمُتَنَبِّي.

جَفَخَتْ وَهُمْ لَا يَجْفَخُوْنَ بِهَا ... بِهِمْ شِيَمٌ عَلَى الْحَسَبِ الْأَغَرِّ دَلَائِلُ

عبارت پر اعراب لگا کر مطلب خیز ترجمہ کیجیے۔ نیز بتائیے کہ مذکورہ شعر کس کی مثال ہے؟

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

السوال الثالث، ألف: وَأَمَّا التَّمَنِّي فَهُوَ طَلَبُ شَيْءٍ مَحْبُوْبٍ لَا يُرْجَى حُصُوْلُه؛ لِكَوْنِه مُسْتَحِيْلًا أو بَعِيْدَ الوُقُوْعِ، كَقَوْلِه:

أَلَا لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ يَوْمًا فَأُخْبِرُهُ بِمَا فَعَلَ المَشِيْبُ

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ ادواتِ تمنی کیا کیا ہیں؟ مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے۔ تمنی اور ترجی میں فرق واضح کیجیے۔

ب: ومنها الالتفات، وهو نقل الكلام... ومنها التغليب، وهو...

التفات کی تعریف کریں۔ التفات کی قسمیں مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔ تغلیب کی تعریف کرنے کے بعد اقسام مع امثلہ تحریر کریں۔

۱۴۳۲ھ

السوال الأول، ألف: وأَمَّا العَلَمُ فَيُؤْتَى بِه لِإِحْضَارِ مَعْنَاهُ فِي ذِهْنِ السَّامِعِ بِاسْمِه الخَاصِّ، نَحْوُ: ﴿وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ﴾، وقَدْ يُقْصَدُ بِه مَعَ ذٰلِكَ أَغْرَاضٌ أُخْرَى.

عبارت کا سلیس ترجمہ کیجیے۔ عبارت پر اعراب لگا کر تشریح کیجیے۔

ب: وَقَدْ تَخْرُجُ أَلْفَاظُ الِاسْتِفْهَامِ عَنْ مَعْنَاهَا الأَصْلِيِّ لِمَعَانٍ أُخَرَ تُفْهَمُ مِنْ سِيَاقِ الكَلَامِ، كَالتَّسْوِيَةِ، نَحْوُ: ﴿سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ﴾.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ استفہام کے الفاظ جن دوسرے معانی کے لیے آتے ہیں ان میں سے چھ الفاظ کو مثالوں کے ساتھ ذکر کیجیے۔

ب: وَأَمَّا المَوْصُوْلُ فَيُؤْتَى بِه إِذَا تَعَيَّنَ طَرِيْقًا لِإِحْضَارِ مَعْنَاهُ، كَقَوْلِكَ: الَّذِي كَانَ مَعَنَا أَمْسِ مُسَافِرٌ، إِذَا لَمْ تَكُنْ تَعْرِفُ اِسْمَهُ، أَمَّا إِذَا لَمْ يَتَعَيَّنْ طَرِيْقًا لِذٰلِكَ فَيَكُوْنُ لِأَغْرَاضٍ أُخْرَى.

عبارت پر اعراب لگائیے۔ عبارت کا معنی خیز ترجمہ کر کے تشریح کیجیے۔ موصول دیگر اغراض کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے ان اغراض کو مثالوں کے ساتھ ذکر کیجیے۔ معرف باللام کو کن صورتوں میں لایا جاتا ہے؟ مثالوں کے ساتھ واضح کریں۔

ب: يَجِبُ الفَصْلُ فِي خَمْسَةِ مَوَاضِعَ: الأَوَّلُ أَنْ يَكُوْنَ بَيْنَ الجُمْلَتَيْنِ اِتِّحَادٌ تَامٌّ بِأَنْ تَكُوْنَ الثَّانِيَةُ بَدَلًا مِنَ الأُوْلَى أَوْ بِأَنْ تَكُوْنَ بَيَانًا لَهَا أَوْ بِأَنْ تَكُوْنَ مُؤَكِّدَةً لَهَا؛ والثَّانِي أَنْ يَكُوْنَ بَيْنَ الجُمْلَتَيْنِ تَبَايُنٌ تَامٌّ.

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

عبارت کا ترجمہ کر کے اعراب لگایئے۔ عبارت میں کمال اتصال بین الجملتین کی تین صورتیں ذکر کی گئی ہیں، ان میں سے دو مثالیں ذکر کیجیے۔ الثَّانِي أَنْ يَكُوْنَ بَيْنَ الجُمْلَتَيْنِ تَبَايُنٌ تَامٌّ میں کمال انقطاع بین الجملتین کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں، مثالوں کے ساتھ انہیں تحریر کیجیے۔

السوال الثالث، ألف: وَالإِطْنَابُ، وَهُوَ تَأْدِيَةُ المَعْنَى بِعِبَارَةٍ زَائِدَةٍ عَنْهُ مَعَ الفَائِدَةِ، فَإِذَا لَمْ تَكُنْ فِي الزِّيَادَةِ فَائِدَةٌ سُمِّيَ تَطْوِيْلًا إِنْ كَانَتِ الزِّيَادَةُ غَيْرَ مُتَعَيِّنَةٍ وَحَشْوًا إِنْ تَعَيَّنَتْ.

عبارت کا ترجمہ کر کے اعراب لگایئے۔ مذکورہ عبارت میں اطناب، تطویل اور حشو کا ذکر ہے۔ انہیں مثالوں سے واضح کیجیے۔

سنہ ۱۴۳۸ھ

السوال الأول، ألف: وَمِنْهَا التَّذْيِيْلُ، وَهُوَ تَعْقِيْبُ الجُمْلَةِ بِأُخْرَى تَشْتَمِلُ عَلَى مَعْنَاهَا تَاكِيْدًا، وَهُوَ إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ جَارِيًا مَجْرَى المَثَلِ لِإِسْتِقْلَالِ مَعْنَاهُ وَاسْتِغْنَائِه عَمَّا قَبْلَهُ، وَإِمَّا أَنْ يَكُوْنَ غَيْرَ مَجْرَى المَثَلِ؛ لِعَدَمِ إِسْتِغْنَائِه عَمَّا قَبْلَهُ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ عبارت کی تشریح مثالوں کی روشنی میں کیجیے۔

ب: وَأَمَّا النَّفْيُ فَالتَّقْيِيْدُ بِه يَكُوْنُ بِسَلْبِ النِّسْبَةِ عَلَى وَجهٍ مَخْصُوْصٍ مِمَّا تُفِيْدُه أَحْرُفُ النَّفْيِ، وَهِيَ سِتَّةٌ: لَا وَمَا وإِنْ وَلَن وَلَمْ وَلَمَّا، فَلَا لِلنَّفْيِ مُطْلَقًا، وَمَا وإِنْ لِنَفْيِ الحَالِ إِنْ دَخَلَا عَلَى المُضَارِعِ، وَلَنْ لِنَفْيِ الاِسْتِقْبَالِ، ولَم وَلَمَّا لِنَفْيِ المُضَارِعِ.

عبارت کا سلیس ترجمہ کیجیے۔ عبارت پر صحیح اعراب لگایئے۔ لم اور لما کے استعمال میں فرق کو مثالوں کی روشنی میں واضح کیجیے۔

السوال الثاني، ألف: وَأَمَّا الشَّرْطُ فَالتَّقْيِيْدُ بِه يَكُوْنُ لِلأَغْرَاضِ الَّتِي تُؤَدِّيْهَا مَعَانِي أَدَوَاتِ الشَّرْطِ، كَالزَّمَانِ فِي مَتَى وأَيَّانَ، وَالمَكَانِ فِي أَيْنَ وَأَنَّى وَحَيْثُمَا، وَالحَالِ فِي كَيْفَمَا، وَاسْتِيْفَاءُ ذٰلِكَ وَتَحْقِيْقُ الفَرْقِ بَيْنَ الأَدَوَاتِ يُذْكَرُ فِي عِلْمِ النَّحْوِ، وَإِنَّمَا يُفَرَّقُ هٰهُنَا بَيْنَ إِنْ وَإِذَا وَلَو لِاخْتِصَاصِهَا بِمَزَايَا تُعَدُّ مِنْ وُجُوْهِ البَلَاغَةِ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ و تشریح کریں۔ ان، اذا اور لو میں استعمال کے لحاظ سے فرق کو مثالوں سے

Maktaba Tul Ishaat.com

واضح کریں۔

ب: يَنْقَسِمُ التَّشْبِيْهُ بِاعْتِبَارِ طَرَفَيْهِ إِلَى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ: تَشْبِيْهُ مُفْرَدٍ بِمُفْرَدٍ، وَتَشْبِيْهُ مُرَكَّبٍ بِمُرَكَّبٍ، وَتَشْبِيْهُ مُفْرَدٍ بِمُرَكَّبٍ، وَتَشْبِيْهُ مُرَكَّبٍ بِمُفْرَدٍ، نَحْوُ قَوْلِهِ:

يَا صَاحِبَيَّ تَقَصَّيَا نَظَرَيْكُمَا ... تَرَيَا وُجُوْهَ الأَرْضِ كَيْفَ تَصَوَّرُ
تَرَيَا نَهَارًا مُشْمِسًا قَدْ شَابَهُ ... زَهْرُ الرُّبَا فَكَأَنَّمَا هُوَ مُقْمِرُ

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ تشبیہ کی چاروں اقسام کو مثالوں سے واضح کریں۔ ملفوف اور مفروق کسے کہتے ہیں؟

السوال الثالث، ألف: المَجَازُ العَقْلِيُّ هُوَ إِسْنَادُ الفِعْلِ أَوْ مَا فِي مَعْنَاهُ إِلَى غَيْرِ مَا هُوَ لَهُ عِنْدَ المُتَكَلِّمِ فِيْ الظَّاهِرِ لِعَلَاقَةٍ، نَحْوُ قَوْلِهِ:

أَشَابَ الصَّغِيْرَ وأَفْنَى الكَبِيْرَ ... كَرُّ الغَدَاةِ وَمَرُّ العَشِيِّ

وَمِنَ المَجَازِ العَقْلِيِّ إِسْنَادُ مَا بُنِيَ لِلْفَاعِلِ إِلَى المَفْعُوْلِ وَعَكْسُهُ، وَالإِسْنَادُ إِلَى المَصْدَرِ وَإِلَى الزَّمَانِ وَإِلَى المَكَانِ وَإِلَى السَّبَبِ، وَيُعْلَمُ مِمَّا سَبَقَ أَنَّ المَجَازَ اللُّغَوِيَّ يَكُوْنُ فِي اللَّفْظِ وَالمَجَازَ العَقْلِيَّ يَكُوْنُ فِي الإِسْنَادِ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں۔ مجازِ عقلی کی تمام اقسام کو مثالوں سے واضح کریں۔

ب: تَاكِيْدُ المَدْحِ بِمَا يُشْبِهُ الذَّمَّ ضَرْبَانِ: أَحَدُهُمَا أَنْ يُسْتَثْنَى مِنْ صِفَةِ ذَمٍّ مَنْفِيَّةٍ صِفَةُ مَدْحٍ عَلَى تَقْدِيْرِ دُخُوْلِهَا فِيْهَا، كَقَوْلِهِ:

وَلَا عَيْبَ فِيْهِمْ غَيْرَ أَنَّ سُيُوْفَهُمْ ... بِهِنَّ فُلُوْلٌ مِنْ قِرَاعِ الكَتَائِبِ

وَثَانِيْهِمَا أَنْ يُثْبَتَ لِشَيْءٍ صِفَةُ مَدْحٍ وَيُؤْتَى بَعْدَهَا بِأَدَاةِ اسْتِثْنَاءٍ تَلِيْهَا صِفَةٌ أُخْرَى، كَقَوْلِهِ:

فَتًى كَمُلَتْ أَوْصَافُهُ غَيْرَ أَنَّهُ ... جَوَّادٌ فَمَا يُبْقِي عَلَى المَالِ بَاقِيًا

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح کریں۔ تاکید الذم بما یشبہ المدح کسے کہتے ہیں؟ مثال سے واضح کریں۔

۱۴۳۹ھ

السوال الأول، ألف: الكِنَايَةُ هِيَ لَفْظٌ أُرِيْدَ بِهِ لَازِمُ مَعْنَاهُ مَعَ جَوَازِ

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

إرَادَةِ ذٰلِكَ الْمَعْنَى، نَحْوُ طَوِيْلُ النَّجَادِ، أَي: طَوِيْلُ الْقَامَةِ، وَتَنْقَسِمُ بِاعْتِبَارِ الْمَكْنِيِّ عَنْهُ إلَى...

عبارت پر اعراب لگا کر کنایہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کی وضاحت کریں۔ مکنی عنہ کے اعتبار سے کنایہ کی قسمیں مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔ کنایہ کو تلویح اور رمز کے نام سے کس صورت میں یاد کیا جاتا ہے؟

ب: محسنات معنوية، التورية: أن يذكر لفظ له معنيان: قريب يتبادر فهمه من الكلام، وبعيد هو المراد بالإفادة لقرينة خفية، نحو ﴿وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ﴾.

علم بدیع کی تعریف کریں۔ محسناتِ معنویہ اور لفظیہ کسے کہتے ہیں؟ واضح کریں۔ عبارت مذکورہ کی تشریح اور مثال مذکور میں توریہ کی وضاحت کریں۔

السوال الثاني، ألف: الاِسْتِعَارَةُ مَجَازٌ عَلَاقَتُهُ الْمُشَابَهَةُ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ أَيْ: مِنَ الضَّلَالِ إلَى الْهُدَى، فَقَدِ اسْتُعْمِلَتْ الظُّلُمَاتُ وَالنُّوْرُ فِي غَيْرِ مَعْنَاهُمَا الْحَقِيْقِيِّ، وَالعَلَاقَةُ الْمُشَابَهَةُ بَيْنَ الضَّلَالِ وَالظَّلَامِ وَالْهُدَى وَالنُّوْرِ، وَالقَرِيْنَةُ مَا قَبْلَ ذٰلِكَ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ اور تشریح کریں۔

۱۴۴۰ھ

السوال الأول، ألف: كُلُّ كَلَامٍ فَهُوَ إمَّا خَبَرٌ أَوْ إنْشَاءٌ، وَالخَبَرُ مَا يَصِحُّ أَنْ يُقَالَ لِقَائِلِهِ: إنَّهُ صَادِقٌ فِيْهِ أَوْ كَاذِبٌ، كَـ سَافَرَ مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ مُقِيْمٌ، أَضْرُبُ الخَبَرِ حَيْثُ كَانَ قَصْدُ الْمُخْبِرِ بِخَبَرِهِ إفَادَةُ الْمُخَاطَبِ يَنْبَغِيْ أَنْ يَقْتَصِرَ مِنَ الكَلَامِ عَلَى قَدْرِ الحَاجَةِ حَذَرًا مِنَ اللَّغْوِ، فَإنْ كَانَ الْمُخَاطَبُ خَالِيَ الذِّهْنِ مِنَ الحُكْمِ أُلْقِيَ إلَيْهِ الخَبَرُ مُجَرَّدًا عَنِ التَّاكِيْدِ، نَحْوُ... وإنْ كَانَ مُتَرَدِّدًا فِيْهِ طَالِبًا لِمَعْرِفَتِهِ حَسُنَ تَاكِيْدُهُ، نَحْوُ... وإنْ كَانَ مُنْكِرًا وَجَبَ تَاكِيْدُهُ بِمُؤَكِّدٍ أَو بِمُؤَكِّدَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ حَسبَ دَرَجَةِ الإنْكَارِ، نَحْوُ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ کلام خبری وانشائی کی تعریف اور فرق مثالوں کے ساتھ واضح کیجیے۔ صدقِ خبر اور کذبِ خبر سے کیا مراد ہے؟ عبارت میں مذکور خبر کی اقسام ثلاثہ کی مثالوں کے ذریعے وضاحت کیجیے۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

ب: أما النداء فهو طلب الإقبال بحرب نائب مناب أدعو، وأدواته ثمانية.

أسكان نعمان الأراك تيقنوا بأنكم في ربع قلبي سكان

نداء کی تعریف کریں اور ادوات ندا کی نشان دہی کرتے ہوئے قرب اور بعد کے اعتبار سے ادوات ندا کی تفصیل بیان کریں۔ مذکورہ شعر کا ترجمہ کریں اور استشہاد کی وضاحت کریں۔

السوال الثاني، ألف: القصر تخصيص شيْءٍ بشيْءٍ بطريقٍ مخصوص، وينقسم إلى حقيقي وإضافي، فالحقيقي ما كان الاختصاص فيه بحسب الواقع والحقيقة، لا بحسب الإضافة إلى شيْءٍ آخر، نحو لا كاتب في المدينة إلا عليٌّ إذا لم يكن غيره فيها من الكُتَّاب.

عبارت کا بامحاورہ ترجمہ کیجیے۔ قصر کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد قصرِ حقیقی اور قصرِ اضافی میں فرق واضح کیجیے۔ نیز قصرِ افراد، قصرِ قلب اور قصرِ تعیین ہر ایک کی مثالوں سے وضاحت کیجیے۔ قصر الصفة على الموصوف اور قصر الموصوف على الصفة کے درمیان فرق مثالوں سے واضح کریں۔

ب: والإيجاز وهو تأدية المعنى إلخ.

ایجاز، اطناب ومساوات کی تعریف امثلہ کے ساتھ ذکر کریں۔ مصنف نے وأعلم علم اليوم والأمس قبله سے کس شے پر استدلال کیا؟ نیز اخلال کی تعریف ومثال بھی ذکر کریں۔

السوال الثالث، ألف: وقد يذكر فعل ينبئ عن التشبيه، نحو قوله تعالى: ﴿إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا﴾ وإذا حذفت أداة التشبيه ووجهه يسمى تشبيها بليغا.

تشبیہ کی تعریف اور مثال کی وضاحت کریں۔ ارکانِ تشبیہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ عبارت مذکورہ کی تشریح کریں۔ نیز تشبیہ بلیغ کی مثال بھی تحریر کریں۔

ب: الِاسْتِعَارَةُ هِيَ مَجَازٌ عَلَاقَتُهُ الْمُشَابَهَةُ... وَأَصْلُ الِاسْتِعَارَةِ تَشْبِيهٌ حُذِفَ أَحَدُ طَرَفَيْهِ وَوَجْهُ شَبْهِهِ وأَدَوَاتِه، وَالْمُشَبَّهُ يُسَمَّى مُسْتَعَارًا لَهُ، وَالْمُشَبَّهُ بِهِ مُسْتَعَارًا مِنْهُ... وَتَنْقَسِمُ الِاسْتِعَارَةُ إِلَى مُصَرَّحَةٍ وَإِلَى مَكْنِيَّةٍ وَإِلَى أَصْلِيَّةٍ وإِلَى مُرَشَّحَةٍ.

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ وَأَصْلُ الِاسْتِعَارَةِ تَشْبِيهٌ حُذِفَ أَحَدُ طَرَفَيْهِ وَوَجْهُ شَبْهِهِ وأَدَوَاتِه کی تشریح کریں۔ عبارت میں مذکور استعارے کی اقسام کو مثالوں سے واضح کریں۔

CamScanner

Maktaba Tul Ishaat.com

AL-MANHAL
76323

بلاک A-1 گلستان جوہر، یونیورسٹی روڈ، کراچی
0321-3135009 | 0321-2000870
almanhalpublisher@gmail.com
almanhalpublisher@hotmail.com
www.almanhalpublisher.com